۷۸۶

عروس اسراری جهان فریبنده دل کو منگا

از تصنیفات حضرت مولوی شیخ نظام الدین گنجوی علیه الرحمه که مشهور نظامی است
و معروف بفصاحت و شیرین کلامیست تا هم نکات انظمش با وصف چندین شارحان الفهم آمدن محال

نسخهٔ صحیح

سکندرنامه بری

بتحشیهٔ هندیه

والدم معظم جناب حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب تاجر کتب کلکته بمعاوضهٔ زر کثیر خریده داخل رجسٹری
گورنمنٹ انگریزی کنانیده قدری مطبع احمدی حرد طبع فرمودند و بقیه اش مع ٹائیٹل پیج هذا باهتمام عبد القیوم

در مطبع قیومی واقع کانپور مطبوع شد

سنه ۱۸۹۶ ع

۱۵۰۰ جلد

کتب مختصرۂ ذیل مطبوعہ موجودہ مطبع قیومی کا پتہ جو مطبع ہذا و دکان جناب والد محترم حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب تاجر کتب کلکتہ نمبر ۱۶ سے نقد یا ویلیو پی ایبل ملسکتی ہیں

تعلیم اطفال قرآن مجید و تفاسیر

- قواعد بغدادی
- پارہ عم
- پارہ الم یا پارہ اذا یا ہفت پارہ
- قرآن مجید واضح مترجم کا نخۂ عمدہ
- قرآن مجید مع تفسیر جلالین و عباسی
- تفسیر پارہ عم
- آداب القرآن
- مفتاح القرآن
- تفسیر سورۂ یوسف علیہ السلام
- تفسیر سورۂ فاتحہ
- پارہ عم مترجم
- دلائل الخیرات
- ہفت ہیکل معہ نہ سورۂ خورد
- جواہر القرآن
- اوراد احسانی
- شفاء العلیل
- توشۂ عقبیٰ
- جواہر خمسہ کامل ہر پنج جواہر اصلی
- حزب البحر مترجم مع درود لکھی و تاج
- حزب الاعظم
- تحفۂ گنہگارین حصۂ اول

مسائل

- زاد الآخرت
- زواجر ہندی
- فتاویٰ عالمگیری مصطفائی
- فتاویٰ قاضی خان مصطفائی
- مجالس الابرار
- شرح وقایہ اردو
- بحر الاسرار
- مسائل موتیٰ
- تزکیۃ القلوب
- تنویر القلوب
- منبہات ابن حجر
- معین الناصحین وعظین اعلیٰ درجے کی کتاب ہے
- تنبیہ الغافلین
- خلاصۃ المسائل
- مفتاح الجنۃ
- راہ نجات
- قیامت نامہ
- تسبیح کا ستارہ
- تحفۃ الزوجین
- ہدایۃ الاسلام
- ہزار مسئلہ
- ہدایۃ الآفاق
- حقیقۃ الصلوٰۃ
- تحفۃ الاسلام
- تی بایدید
- خلاصۃ الفقہ
- تمیز الکلام
- مصباح الجنات
- حیرت الفقہ
- ما آ[illegible]
- مالابد فارسی
- ضمان الفردوس
- شرع محمدی
- شہادت نامہ
- مقاصد المومنین
- مقاصد الصالحین
- تنبیہ النسا
- رسالہ عقیقہ
- تحریم النسا
- تنبیہ المومنین
- رفیق السالکین
- رفاہ المسلمین
- حکایت الصالحین
- فیصلہ ہفت مسئلہ

مولود شریف

- مرآۃ المولود
- نزول رحمت
- عقد الجواہر
- نظم قادریہ
- مولود برزنجی
- تحفۂ اخیار
- گلزار نعت
- زیور ایمان
- منظوم غوثیہ
- مولد جدید
- مولد شہید
- شمع نور
- دیوان لطف
- وفات نامہ
- قندیل عرش
- خدا کی رحمت
- کرامات محبوب سبحانی
- عین الیقین
- محامد مصطفیٰ کحل البصر
- تسلیۃ الفؤاد
- نفح الطیب
- مولد بہاریہ
- مجموعۂ معجزات
- ناصر العاشقین
- راحت القلوب
- مولد بہار نعت مصنفہ خواجہ عبدالرحیم عاشق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
- فضائل درود و سلام

لغات

- منتخب اللغات
- صراح مع قراح مع تکملہ وغیرہ
- کریم اللغات مع عظیم اللغات
- منتخب النفائس

اور مطوّل فہرست کتب مطبع ہذا سے مفت روانہ ہوسکتی ہے۔ المشتہر عاجز عبد القیوم مالک مطبع قیومی کا نپور خلف جناب حاجی محمد یعقوب صاحب

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

۱۳۱۳ھ

نسخہ صحیح سکندرنامہ

مطبع احمدی واقع کانپور مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے

حمد الٰہی

خدایا جہان پادشائی تراست
جہان کی پادشاہی اے خدا تیرے ہی لائق ہے
پناہ بلندی و پستی توئی
ہر بلندی اور پستی کی پناہ تو ہی ہے
ہمہ آفریدست بالا و پست
تمام بلند اور پست جو کچھ پیدا ہوا ہے
توئی برترین دانش آموز پاک
تو ہی ایسا برتر اور پاک عقل سکھانیوالا ہے
چو شد حجت بر خدائی درست
جب تیرے خدا ہونے پر دلیل پوری ہو گئی
خرد را تو روشن بصر کردہ
عقل کو تو ہی نے روشن بینائی دی ہے

زما خدمت آید خدائی تراست
ہمسے خدمت ہو سکتی ہے خدائی تیرے ہی لیے ہے
ہمہ نیستند انچہ ہستی توئی
سب نیست ہین جو کچھ ہست ہے وہ تو ہے
توئی آفرینندہ ہر چہ ہست
تو ہی پیدا کرنیوالا اوسکا ہے جو کچھ موجود ہے
ز دانش قلم راندہ بر لوح خاک
جسنے دانائی سے خاک کی تختی پر لکھا یعنی صورت انسان بنائی
خرد داد بر تو گواہی نخست
سب سے پہلے عقل نے تجھپر گواہی دی
چراغ ہدایت تو بر کردہ
رہنمائی کا چراغ تو ہی نے روشن کیا ہے

تو ئی کاسمان را برافراختی
تو ہے کہ آسمان کو بلند کیا تو نے

زمین را گذرگاہ او ساختی
زمین کو اوسکی گذرگاہ یعنی راستہ بنایا تو نے

تو ئی کافریدی زیک قطرہ آب
تو ہے کہ پیدا کیے تو نے پانی کے ایک قطرے سے

گہرہای روشن تر از آفتاب
موتی آفتاب سے زیادہ روشن

تو آوردی از لطف جوہر پدید
تو نے اپنی مہربانی سے موتی کو ظاہر کیا

بجوہر فروشان تو دادی کلید
جوہریون کو اوسکی شناخت کی کنجی دی

جواہر تو بخشی دل سنگ را
لعل پتھر کے دل مین یعنی پتھر مین بخشا تو نے

تو بر روی جوہر کشی رنگ را
لعل کے چہرے پر رنگ تو نے کھینچا یعنی دیا

نبارد ہوا تا نگوئے ببار
ہوا نہین برساتی ہے جبتک تو برسنے کی اجازت نہین دیتا

زمین نا وردتا نگوئے بیار
زمین نہین اوگاتی ہے جبتک تو اوگانیکی اجازت نہین دیتا

جہان را بدین خوبی آراستی
جہان کو ان خوبیون سے آراستہ کیا تو نے

برون زانکہ یاری گری خواستی
بغیر اوسکے کہ کوئی مددگار چاہا تو نے

ز گرمی و سردی واز خشک و تر
گرمی اور سردی اور خشکی اور تری سے

سرشتی باندازۂ یکدگر
پیدا کین تو نے ایک دوسرے کے اندازے سے

چنان برکشیدی و بستی نگار
ایسا کھینچا اور نقشہ بنایا یعنی صورتین بنائین تو نے

کہ بہ زان نیارد خرد در شمار
کہ اوس سے بہتر عقل خیال نہین کرسکتی

مہندس بسی جوید از راز شان
نجومی بہت اونکے بھید کو دریافت کرتے ہین

نداند کہ چون کردی آغاز شان
نہین جان سکتے کہ کیونکر اونکو آغاز کیا تو نے

نیاید ز ما جز نظر کردنی
ہمسے سوا دیکھنے کے کچھ نہین ہوسکتا

دگر خفتنی یا ز یا خوردنی
اور سونے یا کھانے کے سوا

زبان تازہ کردن باقرار تو
زبان کو تیری خدائی کے اقرار سے تازہ کرنا

نینگیختن علت از کار تو
تیرے کامون مین کوئی سبب نہ لگاتا

حمد الٰہی

حسابی کز ین بگذرد گمرہی ست
جو حساب کہ اس سے گذر جائے گمراہی ہے
بہر چہ آفریدی و ہستی طراز
جو کچھ پیدا کیا تونے اور نقش کھینچا
چنان آفریدی زمین و زمان
ایسے پیدا کیے تونے زمین اور زمانے
کہ چندانکہ اندیشہ گردد بلند
کہ کتنا ہی خیال کیون نہ بلند ہو جاوے
نبود آفرینش تو بودی خدای
پیدائشین نہ تھین جب بھی تو خدا تھا
نہ خلوت بُدی کافرینش نبود
نہ مخلوقات تھی جب تو تنہائی نہین تھا
ز تعظیم تو پیش تو ہست و نیست
تیری عظمت سے ہست اور نیست تیرے آگے
کواکب تو بر بستی افلاک را
ستارے آسمانون پر بنائے تونے
توی گوہر آمای چار آخشیج
تو ہے اربعہ عناصر کے موتیون کا پرونے والا
حصار فلک بر کشیدی بلند
آسمان کا قلعہ ایسا بلند بنایا تونے
چنان بستی این طاق نیلوفری
ایسا بنایا تونے اس سبز محل یعنی آسمان کو

ز راز تو اندیشہ بی آگہی ست
تیرے اسرار سے خیال کرنا بیخبری ہے
نیازت نہ ای از ہمہ بے نیاز
تجکو پروا نہ تھی اے سب سے بے پروا
ہمان گردش انجم و آسمان
اور بھی گردش ستارون اور آسمان کی
سر خود برون ناورد زین کمند
سر اپنا اس کمند سے باہر نہین نکال سکتا یعنی
نباشد ہمہ ہم تو باشی بجای
نہ رہین گی بھی لیکن تو قائم رہے گا
نہ چون کردہ شد بر تو حمت فزود
نہ پیدا ہو گئی جبجکو کوئی تکلیف بڑھی
اگر باشد و گر نباشد یکی ست
اگر ہو اور جو نیست ہو جاوے برابر ہے
بمردم تو آراستی خاک را
آدمیون سے تونے خاک کو زینت دی
مسلسل کن گوہران در مزیج
لڑی باندھنے والا ہر جوہر کا مزاج مین
ورو کردی اندیشہ را شہربند
خیال کو اوس مین قید کیا یعنی آگی جانے سے روکا
کہ اندیشہ را نیست زو برتری
کہ اندیشے کو اوس سے زیادہ بلندی نہین ہے

خرد تا ابد در نیابد ترا

عقل دوڑتی ہے اور تجھکو نہیں پاتی ہے

وجود تو از حضرت تنگبار

تیری ذات تیری دخل پانیوالی درگاہ سے ہے

نپراگندہ تا فراہم شوی

تجھ میں انتشار ہے کہ اکٹھا ہو جاوے تو

خیال نظر خالی از راہ تو

خیال نظر کا تیری راہ سے خالی ہے

سری کز تو گردد بلندی گرای

جو سر تیری عنایت سے بلندی پاتا ہے

کسی را کہ قہر تو از سر فگند

جس کسی کا تیرے غصے نے سر جھکا دیا

ہمہ زیر دستیم و فرمان پذیر

ہم لوگ کمزور اور حکم قبول کرنیوالے ہیں

اگر پای پیل ست و گر پر مور

اگرچہ ہاتھی کا پاؤں ہے اور اگر چیونٹی کا ہے

چو نیرو فرستی ز تقدیر پاک

جب قوت دیتا ہے تو اپنی پاک قدرت سے

چو برداری از رہگذر دود را

جب ہٹا دیتا ہے تو راستے سے دھوئیں کو

چو در لشکر دشمن آری رحیل

جب دشمن کے لشکر میں رحلت کا وقت لاتا ہے تو

کہ تاب خرد بر نتابد ترا

کیونکہ دوڑ عقل کی تجھ تک نہیں دوڑ سکتی

کند پیک اندر دراک را انگسار

دریافت کے قاصد کو بوجھل کر دیتی یعنی نہیں پہنچنے دیتی

نہ افزودہ نیز تا کم شوی

نہ بڑھا ہی کہ کم ہو جاوے یعنی پراگندگی فراہمی بیشی کمی سب سے مبرا ہے

ز گردندگی دور درگاہ تو

طواف سے دور ہے درگاہ تیری یعنی کوئی نہیں پہنچ سکتا

بافگندن کس نیفتد ز پای

کسی کے گرانے سے نہیں گر سکتا

بیامردی کس نگردد بلند

کسی کی مدد سے بلند نہیں ہو سکتا

توئی یاوری دہ توئی دستگیر

تو ہی مدد دینے والا اور دستگیری کرنیوالا ہے

بہر یک تو دادی ضعیفی و زور

ہر ایک میں تو ہی نے کمزوری اور زور دیا ہے

ز موری بماری بر آری ہلاک

ایک چیونٹی سے ایک سانپ کو ہلاک کرتا ہے تو

خورد پشہ مغز نمرود را

ایک مچھر نمرود کے بھیجے کو کھا جاتا ہے

بمرغان کشی فیل و اصحاب فیل

پڑیوں سے ہاتھیوں اور انکے سواروں کو ہلاک کرتا ہے تو

گه از نطفهٔ نیک بختی دهی
کبھی ایک نطفے سے کوئی نیک بخت پیدا کرتا ہے تو

گه از استخوانی درختی دهی
کبھی ایک گٹھلی سے ایک درخت پیدا کرتا ہے تو

گه آری خلیلی ز بتخانهٔ
کبھی ایک ابراہیم کو ایک بتخانے سے پیدا کرتا ہے تو

کُنی آشنائی ز بیگانهٔ
کرتا ہے ملاقات ایک غیر شخص سے

گهے با چنان گوهرِ خانه خیز
کبھی باوجود ایسے گھر کے موتی پیدا ہوے کے

چو بوطالبی را کنی سنگریز
ابو طالب ایسے کو عذاب مین رکھتا ہے تو

کرا زهره آنکه از بیمِ تو
کسکی یہ طاقت کہ تیرے خوف سے

کشاید زبان جز به تسلیم تو
زبان کھول سکے سوا تیرے تسلیم کرنے کے

زبان آوران را بتو بار نیست
شاعرون کو تیری قدرت مین دخل نہین ہے

که با مشعله گنج را کار نیست
کیونکہ مشعل سے خزانے کو علاقہ نہین ہے

ستانی زبان از رقیبانِ راز
لے لیتا ہے تو گویائی بھید کے پوشیدہ جاننے والون سے

که تا رازِ سلطان نگویند باز
تاکہ بھید بادشاہ کے پھر نہ بیان کر سکین

مرا در غبارِ چنین تیره خاک
میری اِس غبار سیاہ خاک یعنی جسم انسان مین

تو دادی دل روشن و جانِ پاک
تو نے دل روشن اور پاک روح عنایت کی

گر آلوده گردیم اندیشه نیست
اگر آلودۂ گناہ ہون ہم اندیشہ نہین ہے

که جز گردِ ره خاک را پیشه نیست
کیونکہ خاک کا پیشہ سوا گرد راہ بننے کے نہین ہے

گر این خاک رُو از گنه تافتے
اگر یہ انسان گناہ سے منھ پھیرتا یعنی بیگناہ ہوتا

بآمرزش تو که ره یافتے
تیری بخشش سے کون بہرہ پا سکتا

گناهِ من ار نامدے در شمار
گناہ میرے اگر شمار مین نہ آتے

ترا نام کے بودے آمرزگار
بخشنے والا تیرا نام کیونکر مشہور ہوتا

شب و روز و در شام و در بامداد
رات دن اور شام اور سویرے

تو بر یادی از هر چه دارم بیاد
تیری ہی یاد ہے جو کچھ سب مجھے یاد ہے

چو اوّل شب آهنگ خواب آورم
جب پہلی رات ارادہ سونے کا کرتا ہون مین

به تسبیح نامت شتاب آورم
تیرے نام کی تسبیح مین جلدی کرتا ہون مین

چو در نیم شب سر برآرم زخواب
جب آدھی رات کو نیند سے سر اوٹھاتا ہون مین

ترا خوانم و ریزم از دیده آب
تجھکو پکارتا ہون اور آنکھ سے آنسو گراتا ہون مین

وگر بامداد دست راهم به تست
اور اگر صبح ہے راہ میری تیری طرف ہے

همه روز تا شب پناهم به تست
تمام دن رات تک پناہ میری تجھسے ہے

چو خواهم ز تو روز و شب یاوری
جب مانگتا ہون مین دن رات تجھسے مدد

مکن شرمسارم دران داوری
مجھکو شرمندہ نکرنا اُس عدالت یعنی قیامت مین

چنان دارم ای داور کارساز
ایسی امید رکھتا ہون مین اے حاکم کام بنانیوالے

کزین بی‌نیازان شوم بی‌نیاز
کہ ان غرضمندون یعنی اہل دنیا سے بےغرض ہوجاون مین

پرستنده گر زره بندگی
وہ پرستش کرنے والا کہ راہ بندگی سے

کند چون توئی را پرستندگی
تجھ ایسے کی پرستش کرے

درین عالم آباد گردد به گنج
اس جہان یعنی دنیا مین آباد ہو خزانے سے

دران عالم آزاد گردد ز رنج
اُس جہان یعنی عقبی مین آزاد ہو جاوے رنج سے

پدید آور خلق و عالم توئی
ظاہر کرنیوالا مخلوقات اور جہان کا تو ہے

تو میرانی و زنده کنی هم توئی
تو ہی مارڈالنے والا اور جلانے والا بھی ہے

مرا نیست از خود حسابی بدست
میرے اختیار مین اپنے حساب سے کچھ نہین ہے

حساب من از تست چندانکه هست
حساب میرا جس قدر ہے تجھسے ہے

بد و نیک را از تو آید کلید
بری اور نیکی کو تجھسے کنجی آتی ہے یعنی تو پیدا کرتا ہے

ز تو نیک و از من بد آید پدید
تجھسے نیکی اور بدی مجھسے ظاہر ہوتی ہے

تو نیکی کنی من نه بد کرده ام
تو نیکی کرتا ہے تو مین نے بھی برا نہین کیا ہے

که بد را حوالت بخود کرده ام
کہ بدی کا حوالہ اپنی طرف کیا ہے مینے

حسن آگہی

ز تست اولین نقش را سرگذشت
تجھسے نقش اول کی بھی سرگذشت ہے

بہ تست آخرین حرف را بازگشت
تجھسے حرف آخر کی بھی بازگشت ہے یعنی اول آخر تو ہے

ز تو آیتے درمن آموختن
تجھسے ایک آیت مجھ کو سکھلانا یعنی قرآن پڑھنا

زمن دیو را دیدہ بر دوختن
مجھسے اوسکے سبب سے شیطان کو روک دینا

چو نامِ توام جان نوازی کند
جب تیرا نام میری جان نوازی کرے

بمن دیو کی دستبازی کند
مجھ مین شیطان کب ہاتھ لگا سکے

ندارم روا با تو از خویشتن
روا نہین رکھتا ہون با وجود تیرے آپ سے

کہ گویم توئے باز گویم کہ من
کہ کہون مین تو ہے پھر کہون کہ مین ہون

گر آسودہ ور ناتوان میزیم
اگر آسودہ اور اگر پریشانی سے جیتا ہون

چنان کافریدی چنان میزیم
جیسا تونے پیدا کیا ہے ویسا جیتا ہون مین

امیدم چنان ست زان بارگاہ
ایسی مجھکو اس بارگاہ یعنی خدا سے امید ہے

ق

کہ چون من شوم دور ازین کارگاہ
کہ جب مین اس دنیا سے دور ہون یعنی مرون

فرو ریزم از نظم ترکیب خویش
اگر جاؤن مین اپنی ترکیب کی لڑی سے یعنی عناصر متفرق ہوجائین

دگرگونہ گردم ز ترتیب خویش
دوسری طرح کا مجھکو اپنی آراستگی سے

کند باد پرگندہ خاک مرا
ہوا میری خاک کو پریشان کر دیگی

نہ بیند کسی جانِ پاک مرا
نہ دیکھیگا کوئی میری پاک روح کو

پژوہندۂ حال سربستِ من
فکر کرنے والا میرے پوشیدہ حال کا

نہد تہمت نیست بر ہستِ من
رکھیگا تہمت نیست کی میرے ہست پر

ز غیب آن نمودارش آری بدست
غیب سے وہ نشان لادے تو ہاتھ مین یعنی پیدا کرے

کزین غائب آگاہ گردد کہ ہست
کہ اس غائب سے سب آگاہ ہوجائین کہ ہے

چو بر ہستی تو من سست رای
جب تیری ہستی پر مجھ ضعیف العقل نے

بسی حجت انگیختم دلکشای
بہت دل کھولنے والی حجتین اوٹھائین مینے

تو نیز ار شود مهدِ من در نهفت
تو ہی اگر ہووے میرے جسم مین پوشیدہ
چنان گرم کن عزمِ رایم تو
ایسا مستعد کر میری عقل کے ارادے کو اپنی طرف
همه همرهان تا بدر با منند
تمام ساتھ والے دروازے تک میرے ساتھ ہین
اگر چشم و گوش ست گر دست و پای
اگرچہ آنکھ اور کان ہین اگرچہ ہاتھ اور پاؤن
توئی آنکه تا من منم با منی
تو وہ ہے کہ جبتک مین ہون تو میرے پاس ہے
درین ره که سر بر دری می نهم
اس راہ مین کہ کسی دروازے پر سر رکھتا ہون مین
سری کان ازین در ندارم دریغ
وہ سر کہ اس دروازے سے نہ رکھون مین دور
ز حکمی که آن در ازل رانده
وہ حکم کہ روز ازل سے تونے جاری کیا ہے
ولیکن بخواهش من حکم کش
اور لیکن خواہش سے مین حکم کھینچنے والا
تو گفتی هر آنکس که در رنج و تاب
تونے کہا ہے جو شخص رنج اور سوز مین
چو عاجز رهانند دانم ترا
جب عاجز کا چھڑانے والا مین تجھکو جانتا ہون

خبر ده که جان ماند گر خاک خفت
خبر دے کہ جان رہگئی اگر خاک سو گئی
که خرم دل آیم چو آیم تو
کہ خوشی دل سے آؤن جب آؤن مین تیری طرف
چو من رفتم این دوستان دشمنند
جب مین چلا گیا یہی دوست دشمن ہوجاتے ہین
ز من باز مانند یک یک بجای
مجھسے علحدہ ہو جائینگے ایک ایک اپنی جگہ سے
وزین در مبادم تهی دامنے
اور اس دروازے سے مجکو خالی دامن جانا نصیب نہو
با امیدِ تاجی سری می نهم
ایک تاج کی امید پر سر مار رہا ہون
به ار تاج بخشی بدان سر نه تیغ
اوس سر پر اگر تاج رکھدے تو بہتر ہے ورنہ تلوار
نگردد قلم زانچه گردانده
نہین گردش کرسکتا ہے قلم اوس سے کہ پھیر دیا ہے تونے
کنم زین سخنها دلِ خویش خوش
ان باتون سے اپنا دل خوش کرتا ہون مین
دعاے کند من کنم مستجاب
کوئی دعا کرتا ہے مین قبول کرتا ہون
درین عاجزی چون نخوانم ترا
اس عاجزی مین کیون نہ پکارون مین تجھکو

حمد الهی

حمد الٰہی

بلی کار تو بندہ پروردنست
ہان کام تیرا بندے کو پرورش کرنا ہے

دو کارست با فرّو فرخندگی
دونون کام ہین ور ہیبے اور مبارکی سے

شکستہ چنان گشتہ ام ملکہ خرد
ایسا ٹوٹ کر ریزہ ریزہ یعنی چور ہو گیا ہون مین

تو ای کز شکستم رہائی دہی
تو ہے کہ پریشانی سے مجکو چھوڑا دیگا تو

دران نیم شب کز تو جویم پناہ
اوس آدھی رات مین جب مین تجھسے پناہ مانگتا ہون

نگہدارم از رخنۂ رہزنان
بچائیو رکہ مجکو فساد نفس اور شیطان سے

بشکرم رسان اوّل انگہ بگنج
شکر پر پہونچا د مجکو پہلے اوسوقت خزانے پر

بلائے کہ باشم دران ناصبور
جو رنج کہ اوس مین بیقرار ہو جاؤن مین

گرم بشکنی ور نہی درنورد
جو مجکو توڑے تو اور جو پیچ وتاب دے تو

برون افتم از خود بپر گندگی
آپ سے باہر پڑون مین پریشانی سے

بہر گوشہ کافتم ثنا خوانمت
جس کونے مین کہ پڑون مین تیری تعریف کرون مین

مرا کار با بندگی کردنست
مجکو بندگی کرنے سے کام ہے

خداوندی از تو زما بندگی
خداوندی تجھسے ہم سے بندگی

کہ آبادیم را ہمہ باد برد
کہ آبادی مین میری بالکل تفرقہ آگیا

وگر بشکنی مومیائی دہی
اور جو توڑے گا تو مومیائی بھی تو ہی دیگا

بمہتاب فضلم بر افروز راہ
مہربانی کی مہتاب سے میری راہ روشن کر

مکن شاد بر من دل دشمنان
دشمنون کا دل مجھپر خوش مت کر

نخستم صبوری دہ انگاہ رنج
پہلے مجکو صبر دے اوسوقت رنج

ز من دور دار آئی زبیداد دور
مجھسے دور رکھ اے ظلم سے دور

کف خاک خواہی ز من خواہ گرد
ایک مٹھی بھر خاک مجھسے چاہے تو خواہ گرد

نیفتم برون با تو از بندگی
باہر نہ پڑون مین تیری بندگی سے

بہر جا کہ باشم خدا دانمت
جس جگہ کہ رہون مین خدا جانون تجھکو

قرار ہمہ ہست بر تو نیستے

اقرار سب کا ہے نیستی

پژوہندہ را یاوہ زان شد کلید

فکر کرنے والونکی کنجیان عقل کی اُس سے بیکار ہوگئین

کسے کز تو در تو نظارہ کند

وہ شخص کہ تجھسے یعنی تیری توفیق سے تجکو دیکھتا ہے

نشاید ترا جز بتو یافتن

تجکو سوا تیری عنایت کے پانا نہین ممکن ہے

نظر تا بانیجاست منزل شناس

نظر یہان تک ہے منزل کے پہچاننےوالے کی

سپردم بتو مایۂ خویش را

تجکو اپنی پونجی سونپ دی مینے

توئی آنکہ بر یک قرارات ہستے

وہ تو ہے کہ ایک قرار پر قائم ہے تو

کز اندازۂ خویشتن در تو دید

کہ اپنے اندازے سے زیادہ تجھمین دیکھا

ورقہای بیہودہ پارہ کند

بیہودہ ورقون یعنی کتابون کو پھاڑ ڈالتا ہے

عنان باید از ہر دری تافتن

باگ ہر ایک دروازے سے چاہیے پھیر لینا

از ین بگذری در دل آید ہراس

اِس سے گذرے گا تو دلمین خوف آویگا

تو دانی حساب کم و بیش را

کمی اور زیادتی کا حساب اب تو جانے

در مناجات

خدا سے نجات چاہنے مین

بزرگا بزرگی دہا بیکسم

اے بزرگ بزرگی دینے والے مجھ بیکس کے

نیاوردم از خانہ چیزی نخست

نہ لایا مین اپنے گھر سے پہلے کوئی چیز

توئی یاوری بخش و یاری رسم

تو ہی مدد دینے والا اور مددگار میرا ہے

تو دادی ہمہ چیز من چیز تست

تونے سب کچھ مجکو دیا سب چیزین میری تیری ہین

چو کردی چراغ مرا نوردار
جب میرے چراغ کو تونے روشن کیا یعنی عقل دی
زمن بادِ مشعل کُشان دور دار
مشعل بجھانیوالی ہوا یعنی نفس اور شیطان کو مجھسے دور رکھ

بکِشتن تو دادی تنومندیم
بونے یعنی خیرات کرنے سے تونے مجکو تقویت دی
بده زانچه کِشتم برومندیم
جو کچھ بویا مین نے اوس سے مجھکو برخوردار کر

گریوه بلندست و سیلاب سخت
پہاڑ بلند ہے اور سخت سیلاب ہے یعنی راہ معرفت مین دشت نا سی بچاؤ
مپیچان عنان من از راهِ رخت
مت پھیر میری باگ صراط مستقیم سے

ازین سیلگاهم چنان درگذار
اس سیلاب کی جگہہ سے مجکو ایسی طرح گذران
که پُل نشکند بر من این رودبار
کہ پل نہ ٹوٹ جاوے میرا اس نہر مین یعنی با ایمان رکھ

عقوبت مکن عذرخواه آمدم
عذاب مت کر عذرخواہی کو آیا ہو مین
بدرگاهِ تو روسیاه آمدم
تیری درگاہ مین گنہگار آیا مین

سیاهیِ مرا هم تو گردان سپید
میری سیاہی کو بھی تو سپید کردے یعنی گناہ بخشدے
مگردانم از درگهت ناامید
اپنی درگاہ سے مجکو ناامید مت پھیر

سرشتِ مرا آفریدی زخاک
خلقت میری کہ پیدا کی تونے خاک سے
سرشته تو کردی بنا پاک پاک
تونے خمیر کرکے ناپاکی سے پاک کردیا

اگر نیکم و گر بدم در سرشت
اگر نیک ہون مین اور جو میری سرشت مین بدی ہے
قضای تو این نقش بر من نوشت
تیرے ہی حکم نے یہ نقش مجھپر لکھا ہے

خداوندِ مائی و ما بنده ایم
تو ہمارا خدا ہے اور ہم تیرے بندے ہین
بنیروی تو یک بیک زنده ایم
ہر ایک تیرے ہی بل سے زندہ ہین

هر آنچه آفریده است بیننده را
جو کچھ پیدا ہوا ہے دیکھنے والے کو
نشان میدهد آفریننده را
نشان دیتا یعنی پتا بتاتا ہے پیدا کرنیوالے کا

مراهست بینش نظرگاهِ تو
میری بینائی ہے تیری نظر عنایت کی جگہ
چگونه نه بینم بدو راهِ تو
کیونکر نہ دیکھون مین اوس سے تیری راہ

در مناجات

همه صورتے پیش فرہنگ و راے
ہر ایک صورت آگے عقل اور دانائی کے
ترا بینیم از ہر چہ پرداختہ است
تجھکو دیکھتا ہوں ہم ان چیزون سے جو تونے بنائی ہین
بسی منزل آمد ز من تا بتو
بہت منزلون دوری ہوئی مجھسے تجھ تک
اساسی کہ در آسمان و زمی ست
جو بنیاد کہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے
شود فکرت اندازہ را رہنمون
فکر اندازے کی رہنما ہوتی ہے
بہر پایہ دست چندان رسد
ہر ایک درجے پر ہاتھ اوس قدر پہونچتا ہے
چو پایان پذیرد حد کائنات
جب انتہا قبول کرتی ہے حد جہان کی
نیندیشد اندیشہ افزون ازین
نہین خیال کرتا ہے اندیشہ اس سے زیادہ
بران دارم ای مصلحت خواہ من
مجھکو اوسپر مضبوط رکھ اے میری مصلحت چاہنے والے
رہی پیشم آور کہ انجام کار
وہ راہ میرے آگے لا یعنی مجھے بتا کہ آخر مین
جزین نیستم چارہ در سرشت
اس سے زیادہ تدبیر میری خلقت یعنی امکان نہین ہین

بنقاش صورت بود رہنمای
صورت کے نقش کرنے والے کا پتہ تبلاتی ہے
کہ ہستی تو سازندہ او ساختہ است
کہ تو بنانے والا اور وہ بنائی ہوئی ہین
نشاید ترا یافت الا بتو
تجھکو پانا ممکن نہین لیکن تیری عنایت سے
باندازہ فکرت آدمی ست
موافق اندازہ فکر آدمی کے ہے
سر از حد اندازہ نارد برون
سر حد اندازہ سے باہر نہین نکال سکتی ہے
کہ آن پایہ را حد بپایان رسد
بلکہ اوس مرتبے کی حد انتہا کو پہونچتا ہے
نماند در اندیشہ دیگر حیات
نہین رہتی ہے اندیشے مین دوبارہ زندگی یعنی قوت
کہ ہستی نہ بلکہ بیرون ازین
کہ تو مخلوق نہین ہے بلکہ تو باہر اس سے ہے
کہ باشد سوی مصلحت راہ من
کہ طرف مصلحت کے میری راہ ہووے
تو خوشنود باشی و من رستگار
تو خوش رہے اور مین عذاب سے رہا ہون
کہ سر برنگردانم از سرنوشت
کہ سر نہ پھیرون تقدیر کے لکھے ہوے سے

در مناجات

نویسم خطی در نیایشگری

لکھتا ہون مین ایک خط تعریف مین

گواہی بر آرم از چار یار

گواہی اوسپر لاتا ہون چار یار یعنی صحابہؓ سے

نگہدارم آن خط خوبی بجان

احتیاط سے رکھونگا مین اوس خط خوبی کو جان کے برابر

دران داوریگاہ چون تیغ تیز

اوس عدالت یعنی محشر مین جو مثل تلوار کے تیز ہے

چو پران شوند نامہای مرد

جب اوڑنیوالے ہون نامۂ اعمال یعنی ملین ہر شخص کو

نمایم کہ چون حکمرانی درست

دکھلاؤن مین کہ جب تو حاکم کامل ہے

امیدم ترا ہست ز اندازہ بیش

امید مجکو تجھسے اپنے قیاس سے زیادہ ہے

ز خود گرچہ مرکب برون راندہ ام

اپنے امکان سے زیادہ اگرچہ گھوڑا دوڑایا ہے مینے

فرود آر مہدم بدرگاہ خویش

اوتار میرے گھوارے کو اپنی درگاہ مین

ز من جستن و رہ نمودن ز تو

مجھسے تلاش کرنا اور راہ بتلانا تجھسے

چو بازار من بی من آراستی

جب بازار میری میری بغیر آراستہ کی تونے یعنی میرا وجود نہ تھا

مسجل بامضای پیغمبری

مہر کیا ہوا فرمان پیغمبری کا

کہ صد آفرین باد بر ہر چہار

کہ سو تعریفین ہون چارون پر

چو تعویذ بر بازو خود نہان

مثل تعویذ کے پوشیدہ اپنے بازو پر

کہ ہم رستخیز ست و ہم رستخیز

کہ قیامت بھی ہے اور اوٹھنے بیٹھنے کی جگہ بھی

من آن نامہ را برگشایم فورد

مین اوس نامے کا پیچ کھولون

بہ این حکمران وان دگر حکم تست

اسپر حکم دے اور وہ دوسرا حکم تیرا ہے

مکن نا امیدم ز درگاہ خویش

مت مجھکو نا امید کر اپنی درگاہ سے

براہ تو در نیم رہ ماندہ ام

تیرے راہ مین آدھی راہ مین تھک گیا ہون مین

مگردان سر رشتہ از راہ خویش

مت پھیر سر رشتہ کی برابر یعنی ذرا بھی اپنی راہ سے

بجان آمدن جان فزودن ز تو

طلب مین قریب مرگ پہونچنا اور جان بڑھانا یعنی ہدایت

بدان رسم و آئین کہ میخواستی

جس طور اور صورت سے کہ تونے چاہا

در مناجات

زرونق مبر نقش آرایشم	**نصیبی ده از گنج بخشایشم**
رونق سے علیحدہ نکر میری نقش آرایش کو یعنی بزرگی	ایک حصہ عنایت کر خزانۂ بخشایش سے مجھکو
چه خواهی زمن با چنین سست بود	**همان گیر نابوده بودم نخست**
کیا چاہتا ہے تو میری اس سست ہستی سے جسکو قیام نہین	ویسا ہی نیست فرض کر مجھکو جیسا ہی مین پہلے تھا
مران چون نظر بر من انداختی	**مزن مقرعه چونکه بنواختی**
مت ہنکا جب مجھپر نظر ڈالی تونے	کوڑا مت مار جب سرفراز کیا تونے یعنی ذلیل نہ کر
تو دادی مرا پایگاه بلند	**توام دستگیر اندرین پای بند**
توہی نے مجھکو مرتبہ بلند عطا فرمایا	توہی میرا دستگیر ہے اس قیدخانہ یعنی دنیا مین
چو دادیم ناموس نام آوران	**بده دادم ای داور داوران**
جب تونے مجھکو عزت ناموروگون یعنی مردان خدا کی دی	داد میری دے اے حاکم حاکمون کے
سری را که بر سر نهادی کلاه	**میفکن ز در پای هر خاک راه**
جس سردار کے سر پر کہ تاج رکھدیا تونے	مت جھکا تو نیچے ہر خاک راہ کے یعنی خوار نہ کر
دلی را که شد بر درت راز دار	**زدریوزه هر دری باز دار**
اس دل کو کہ تیرے دروازے کا واقف اسرار ہوا	ہر دروازے کی گدائی سے باز رکھ یعنی بچاؤ
نکوکن چو کردار خود کار من	**مکن کار با من چو کردار من**
نیک کر اپنے کام کی طرح کام میرا	میری کام کے مثل میرا کام نکر یعنی مین بالکل گنہگار ہون
نظامی درین بارگاه رفیع	**نیارد بجز مصطفی را شفیع**
نظامی اس بلند زیادہ بارگاہ مین	سوا محمد مصطفی کے اور کسیکو شفیع نہین لاسکتا

در نعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیغمبر محمد مصطفی کی تعریف مین درود ہو اللہ تعالی کا اونپر اور اونکی اولاد پر اور سلام

در مناجات

در نعت

فرستادۀ خاص پروردگار

بھیجا ہوا خاص پاک پروردگار کا

گرانمایہ تر تاج آزادگان

قیمتی زیادہ سرتاج آزادون کا

محمد کز ازل تا ابد ہرچہ ہست

حضرت محمد کہ ازل سے ابد تک جو کچھ ہے

چراغی کہ پروانہ ز بینش بدوست

وہ چراغ کہ روشنی بصیرت کی اوس سے ہے

ضمان دار عالم سیہ تا سپید

ضمانت دار جہان کا سیاہ سے سفید یعنی تمام

درختی سہی سرو در باغ شرع

ایک سرو سیدھا ہے کا درخت شرع کے باغ مین

زیارتگہ اصل داران پاک

پاک اصل رکھنے والون کی زیارت گاہ

چراغی کہ تا او نیفروخت نور

ایسا چراغ کہ جبتک اوسکا نور نہ چمکا یعنی وہ پیدا ہوا

سیاہی دہ خال عباسیان

روشنی دینے والی تل یعنی تیلی اولاد حضرت عباس کے

لب از باد عیسیٰ پر از نوش تر

ہونٹھ دم عیسے سے زیادہ لذت دار

فلک بر زمین چار طاق افگنش

آسمان زمین پر اوسکے لیے خیمہ استادہ کرنیوالا

رسانندۀ حجت استوار

پہونچانے والا مضبوط دلیلون کا

گرامی تر از آدمی زادگان

اولاد آدم مین سب سے بزرگ زیادہ

بآرایش نام او نقش بست

سب نے اوسکے نام کی آرایش سے نقش باندھا یعنی

فروغ ہمہ آفرینش بدوست

روشنی تمام پیدائشون کی اوس سے ہے

شفاعت کن روز بیم و امید

بخشانے والا دن قیامت کا

زمینی باصل آسمانی بفرع

بنیاد مین مثل زمین کے یعنی اونچی شاخ مین برابر آسمان کے یعنی اعلی

ولی نعمت فرع خواران خاک

شاخ مالک خاکیون یعنی انسان و حیوان کا

ز چشم جہان روشنی بود دور

تمام جہان کی آنکھ سے روشنی دور تھی یعنی سیاہ تھے

سپیدی بر چشم شماسیان

سپیدی ور کرنیوالے یعنی روشن کرنیوالے آفتاب ... آنکھ کے

تن از آب حیوان سیہ پوش تر

بدن آب حیات سے سیاہ پوش زیادہ یعنی پوشیدہ

زمین بر فلک پنج نوبت زنش

زمین آسمان پر اوسکی نوبت بجانیوالی یعنی شہرت اوسکا آسمان

ستون شد خردمند از پشت او
ستون عقلمند ہوگیا اُسکی پیٹھ یعنی اوسکے تکیہ لگانے سے

خراج آورش حاکم روم و ری
محصول دینے والے اُسکے پادشاہ روم اور رَے کے

محیطی چو گویم چو بارنده میغ
ایک سمندر کیا کہون برسنے والی بدلی کی طرح

بگوهر جهان را بیاراسته
موتیون سے جہان کو سنوارا یعنی بخشش کی

اگر شحنه تیغ بر سر برد
اگر کوئی کوتوال یا حاکم کسی کے سر پر تلوار مارے

بسر بردن خصم چون پی فشرد
دشمن پر غالب آنے پر جب قدم جمایا

قبای دو عالم بهم دوختند
دونون جہان کی قبا کو آپس مین سیا

چو گشت آن ملمع قبا جای او
جب ہوئی وہ روشن قبا جگہ اسکی یعنی پہنائی گئی

ببالای او کایزد آراسته است
اُسکے قد پر کہ خداے تعالی نے آراستہ کیا یعنی بنایا ہے

کلید کرم بود در بدو کار
کنجی خدا کی بخشش کا تھا ابتداے پیدایش مین

فراخی بدو دعوت تنگ را
زیادتی اُسکے سبب سے تھوڑے کھانے کو

مه انگشت کش گشت ز انگشت او
چاند انگلی سے کھنچا یعنی دو ٹکڑے ہوگیا اوسکی انگلی سے

خراجش فرستاد کسری و کی
محصول اُسکو نوشیروان اور کیخسرو نے بھیجا

بیکدست گوهر بیکدست تیغ
ایک ہاتھ مین موتی ایک ہاتھ مین تلوار

بتیغ از جهان داد دین خواسته
جہان سے داد دین کی تلوار سے چاہی

سر تیغ او تاج و افسر برد
سر تلوار اسکی یعنی پیمبر کی اسکا تاج اور سر کاٹے

بسر برد تیغی که بر سر برد
سر پر لیگیا وہ تلوار کہ سر باہر نہ لیجا سکا

وز آن هر دو یک زیور افروختند
اور اُن دونون سے ایک شخص کا زیور جلادار کیا

بد سستی کم آمد ز بالای او
ایک بالشت کم یعنی چھوٹی پڑی اُسکے قد سے

هم آرایش ایزدی خواسته است
خدا ہی کی آرایش اُسکے لیے چاہیے ہے

گشاده بدو قفل چندین حصار
کھلے جس سے قفل کتنے قلعون کے

گواه است بر اعجاز او سنگ را
گواہی اُسکے معجزون پر پتھر کو

تهیدست سلطانِ پشمینه پوش
غریب بادشاہ پشمینہ پہننے والے

غلامی خر و پادشاهی فروش
غلامی یعنی عاجزی مول لینے والا اور بادشاہی یعنی غرور بیچنے والے

بمعراج او در شبِ ترکتاز
معراج یعنی چڑھائی اُسکی سے رات کی دوڑ یعنی حادو کی مین

معرج گرانِ فلک را طراز
بلندی رہنے والون آسمان یعنی فرشتون کی آرایش

شب از چترِ معراجِ او سایهٔ
رات اُسکے چترِ معراج کی سایہ

وزان نردبان آسمان پایهٔ
اور اُس سیڑھی سے آسمان ایک پایہ

در معراجِ نبی صلی اللّٰه علیه و آله وسلم

پیمبر کی معراج کے بیان مین درود اللہ کا اُنپر اور اُنکی اولاد پر اور سلام

شبی کاسمان مجلس افروز کرد
ایک رات کہ آسمان نے مجلس آراستہ کی

شب از روشنی دعوی روز کرد
رات نے روشنی سے دعوی دن ہونیکا کیا

سراپردهٔ هفت سلطان سریر
خیمہ تخت سات بادشاہ یعنی سات سیارون مین

برآموده گوهر بچینی حریر
لگائے موتی چین کی حریر مین یعنی ستارے چمکے

سرِ سبز پوشانِ باغِ بهشت
سردار سبزپوشون باغ بہشت یعنی رضوان نے

بسرسبزی آراسته کار و کشت
سرسبزی یعنی تازگی سے آراستہ کیا کھیتی کو

محمد که سلطانِ این مهد بود
محمد کہ بادشاہ اس گہوارے یعنی آسمان کے تھے

ز چندین خلیفه و ولی عهد بود
کتنے بادشاہ یعنی پیمبرونکے قائم مقام تھے

سرِ نافه در بیتِ اقصی کشاد
سر نافے کا گھر یعنی مسجد اقصے مین کھولا یعنی انکو معطر کیا

ز نافِ زمین سر باقصی نهاد
ناف زمین یعنی مکے سے سر طرف کنارے کے رکھا

ز بندِ جهان داد خود را خلاص
جہان کی فکر سے آپ کو آزادی دی

بمعشوقیِ عرشیان گشت خاص
عرش والون یعنی فرشتون کی خاص معشوقی مین ہوئے

در معراجِ نبی صلعم

به بست زین کوی هفتاد راه

اسباب باندھا اس ستر گلیون کے راستے یعنی دنیا سے

دل از کار نه حجره پرداخته

دل کو نو حجرون یعنی بیویون کے کام سے فارغ کیا

برون جست ازین گنبد چار بند

باہر نکلے اس گنبد اربعہ عناصر سے بنے ہوئی یعنی دنیا سے

براقی شتابنده زیرش چو برق

ایک براق اُسکے نیچے ران کے بجلی کی طرح تیز دوڑنیوالا

سهیلی بر اوج عرب تافته

مثل سہیل کے بلندی عرب یعنی مکہ معظمہ پر چمکا یعنی دوڑا

بریشم تنی بلکه لؤلؤ سمی

ایک ریشم کا سا بدن بلکہ مثل موتی کے سم والا

نه آهو ولی نافه از مشک پر

ہرن نہین لیکن نافہ مشک سے بھری ہوئی

ازان خوش عنان تر که آید گمان

اُس سے زیادہ خوش عنان کہ گمان مین آوے

شتابنده تر وهم علوی خرام

دوڑنے والا زیادہ خیال بلند جانے والا

بعالم کشائی فرشته وشی

جہان کے لے لینے یعنی سیر کرنے مین ایک فرشتہ صورت

بشبرنگی آن شبچراگشت مست

اپنے سیاہ رنگ ہونے پر وہ گھوڑا بہت مست ہوا

بهفتم فلک برزده بارگاه

ساتوین آسمان پر خیمہ لگایا یعنی پہونچے

به نه حجرهٔ آسمان تاخته

طرف نو حجرون آسمان کے دوڑے یعنی چلے

فرس رانده بر هفت چرخ بلند

گھوڑا دوڑایا ساتون بلند آسمانون پر

ستامش چو خورشید در نور غرق

ساز اُسکا آفتاب کی طرح نور مین ڈوبا ہوا

ادیم یمن رنگ ازو یافته

یمن کے چمڑے یعنی رہنے والون نے رنگ ودر یعنی ایمان اس سے پایا

رونده چو لؤلؤ بر ابریشمی

تیز دوڑنے والا موتی کی طرح ریشم پر

چو دندان آهو بر آموده در

ہرن کے دانتون کی طرح موتی سے جڑے ہوئے

وزان تیز روتر که تیر از کمان

اور اُس سے تیز چلنے والا زیادہ جیسے کمان سے تیر

ازو باز پس مانده هفتاد گام

اُس سے پیچھے رہ گیا ستر قدم

نه عالم کشائی که عالم کشی

نہین صرف ایک جہان کا لینے والا بلکہ جہان کا بوجھ اٹھانیوالا

چو ماه آمده شب چراغی بدست

مثل چاند کے ایک لعل کو ہاتھ مین لیے یعنی پیمبر کو سوار کیے ہوئے

در معراج نبی صلعم

چنان شد که از تیزی گام او — سبق برد بر جنبش آرام او

ایسا گیا کہ اوسکے قدم کی تیزی سے — غالب ہوا آرام یعنی سکون پر اُسکا چلنا

قدم بر قیاس نظر میکشاد — نگر خود قدم بر نظر می نهاد

قدم نظر کے اندازے پر رکھتا تھا — تحقیق کر یعنی واقعی قدم نظر پر رکھتا تھا

پیمبر بر آن خنگ ره نورد — برآورد ازین آب گردنده گرد

پیمبر اُس تیز رو خوبصورت گھوڑے یعنی براق پر — ہلا کی نکالی یعنی پامال کیا اس گھومنے والے پانی یعنی آسمان کو

هم او راه دان هم فرس راهوار — زهی شاه مرکب زهی شهسوار

گھوڑا راہ چلنے والا اور وہ راہ کا جاننے والا — کیا اچھا گھوڑا اور کیا بادشاہ یعنی براق کیا اچھا چابک سوار یعنی پیغمبر

چو زین جایگه عزم دروازه کرد — بدستش فلک خرقه را تازه کرد

جب اُسنے اس جگہ یعنی زمین سے ارادہ آسمان کا کیا — اسکے ہاتھ سے آسمان نے نئی خلعت حاصل کی

سواد فلک گشت گلشن بدو — شده روشنان چشم روشن بدو

سیاہی آسمان کی یعنی صحن آسمان اُس سے باغ ہوگیا — ستارون کی آنکھیں روشن ہوگئین اُس سے

دران پرده کز گردها بود پاک — نشایست شد دامن آلوده خاک

اُس پردہ خلوت مین کہ تعلقات سے پاک ہے — نچاہیے جانا دامن مین خاک لگائے ہوئے

بدریای هفت اختر آمد نخست — قدم را بهفت آب خاکی بشست

دریاے ساتون آسمان ستارہ دار مین پہلے آیا — پانون کو ہفت دریاے خاکی یعنی ہفت اقلیم سے دہویا

رها کرد بر انجم اسباب را — بمه داد گهوارهٔ خواب را

چھوڑ دیا ستارون پر اسباب یعنی صفات انسانی کو — چاند کو دیا سونے کے لیے گہوارہ

پس آنگه قلم بر عطارد شکست — که امی قلم را نگیرد بدست

بعد اُسکے قلم عطارد پر توڑا یعنی لکھنا اُسپر ختم کیا — کہ ناخواندہ قلم نہین ہاتھ سے پکڑتا یعنی عطارد کو قلم کو اٹھانا

طلاق طبیعت بناهید داد — بشکرانه قرص بخورشید داد

تیزی طبیعت کی ناہید کو عطا کی — شکرانے مین ایک روٹی آفتاب کو دی

بمریخ داد آتش خشم خویش
منگل کو دی آگ اپنے غصّے کی

کہ خشم اندران رہ نمیرفت پیش
کہ غصّہ اُس راہ مین آگے نہ جا سکتا تھا

رعونت رہا کرد بر مشتری
خود آرائی چھوڑ دی مشتری یعنی برہسپت کے لیے

نگین دگر زد برانگشتری
نگینہ دوسرا جڑا انگوٹھی پر یعنی اپنی صورت دوسری پیدا کی

سوادِ سفینہ بکیوان سپرد
سیاہی کتاب کی زحل یعنی سنیچر کے حوالے کی

بجز گوہرِ پاک باخود نبرد
سوا جوہر پاک کے اپنے ساتھ کچھ نہ لیگیا

بپرداخت نزلی بہر منزلے
خالی کیا ہر ایک تحفہ ہر ایک مقام پر

چنان کو فرو ماند تنہا دلے
ایسا کہ اُنکے پاس فقط ایک دل رہ گیا

شدہ جانِ پیغمبران خاکِ او
جان پیغمبرون کی ہوئی خاک اُسکی

زدہ دست ہر یک بفتراکِ او
مارا یعنی ہاتھ ڈالا ہر ایک نے اوسکے شکار بند مین

کمر بر کمر کوہ بر کوہ راند
بلندی بلندی پہاڑون پہاڑون چلایا

گریوہ گریوہ جنیبت جہاند
ٹیلے ٹیلے یعنی ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر گھوڑا کودایا

بہار و نیش خضر و موسی دوان
اوسکی نقیبی مین دوڑنیوالے یعنی حضرت خضر اور موسیٰ اُسکے نقیب تھے

مسیحا چہ گویم بہ موکب روان
عیسیٰ کو کیا بتلاؤن سواری کے پیچھے دوڑتے تھے

نہ اندازہ آنکہ یکدم زنند
نہ وہ اندازہ کہ جتنی دیر مین ایک سانس لین یا بول سکین

نہ بل چشم زخمی کہ برہم زنند
بلکہ اتنی بھی دیر نہین کہ ایک پلک مارین

ز نہ پشتہ آسمان درگذشت
نو پشتہ یعنی نو آسمانون سے گذر گیا

زمین و زمان را ورق درنوشت
زمین اور زمانے کے ورق کو لپیٹا یعنی طے کیا

ندیدہ ز تعجیل ناوردِ او
نہ دیکھی جلد چلنے اُسکے سے

کس از گرد بر گردِ او گردِ او
کسی نے اُسکے گرد والون سے گردِ راہ اُسکی

ز پرتاب تیرش دران ترکتاز
تیراندازی یعنی جلد چلنے اُسکے سے اُس جلد چلنے مین

فلک تیر پرتاب سا ماندہ باز
آسمان کے تیر پرتاب یعنی سب آسمان پیچھے رہ گئے

در معراجِ نبی صلعم

در معراج نبی صلعم

تنیدہ تنش بر رصدہای دور

پیٹی اُسکے بدن نے دور دور کی بلندی کے

دران راہ بی راہ زآوارگی

اُس راہ مین جو آوارگی سے دور تھی

پر جبرئیل از رہش ریختہ

پر جبرئیل کے اُسکی راہ سے گرے یعنی تھک گئے

ز رفرف گذشتہ بفرسنگہا

رفرف یعنی اپنے مقام سے کوسون دور جاکر

ز دروازۂ سدرہ تا ساق عرش

سدرۃ المنتہی کے دروازے سے عرش کے برابر تک

ز دیوانگہ عرشیان در گذشت

عرش والون کی کچہری یعنی ملائکہ مقرب سے آگے بڑھا

جہت را ولایت بپایان رسید

جہت یعنی قرابت کی ولایت کی انتہا کو پہونچا

زمین زادہ بر آسمان تاختہ

زمین پر پیدا ہوکر آسمان پر پہونچے

مجرد روی را بجائے رساند

ایک تنہا چلنے والے کو قدرت نے وہان تک پہونچایا

چو شد در رہ نیستی چرخ زن

جب نیستی کی راہ مین چکر مارنے لگا

دران دائرہ گردش راہ او

اُس دائرے مین اُسکی گردش راہ نے

بروحانیان برجسدہای نور

فرشتون کے بدنون پر جسم یعنی لباس نور کے

ہمش بار ماندہ ہمش بارگی

اسباب بھی اُنکا پیچھے رہگیا اور گھوڑا بھی

سرافیل زان صدمہ بگریختہ

اسرافیل اُس صدمے سے بھاگ گئے

وزان پردہ نمود آہنگہا

اور اُس پردے یعنی دوری سے چلا یعنی ورد پڑھنے لگے

قدم بر قدم عصمت افگندہ فرش

ہر قدم پر پاکی نے فرش بچھا دیا

بدرج آمد و درج را در نوشت

تجلی ذاتی مین پونہچا اور اُس تجلی کو بھی طی کیا

قطیعت پرگار دوران رسید

قطع کرنا قرابتون کا زمانے کی پرکار تک پہونچایا

زمین و زمان را پس انداختہ

زمین اور زمانے کو پیچھے چھوڑ دیا

کہ از بود او ہیچ باوے نماند

کہ ہستی یعنی تعلقات دنیوی سے کچھ اُسکے پاس نہ رہا

برون آمد از ہستی خویشتن

اپنی ہستی سے باہر نکل گیا

نمود از سر او قدم گاہ او

دکھلایا اُسکے سر سے اُسکے نشان قدم کو یعنی بلندی پستی کچھ نہ رہی

رہی رفت بی زیر و بالا دلیر
وہ راہ ویرانہ گیا جہین نیچا اونچا کچھ نہ تھا
حجاب سیاست برانداختند
پردہ حکومت کا درمیان سے اولٹا
در آنجای کاندیشہ نادید جای
اُس جگہ جس جگہ کو اندیشے نے بھی نہین دیکھا
کلامیکہ بے آلہ آمد شنید
جو کلام کہ بے اوزار یعنی زبان کے نکلا وہ سُنا
چنان دید کز حضرت ذو الجلال
ایسا دیکھا کہ درگاہ صاحب بزرگی یعنی باری تعالیٰ سے
ہمہ دیدہ گشتہ چو نرگس تنش
اُسکے تمام بدن مین مثل نرگس کے آنکھین ہو گئین
دران نرگسین حرف کان باغ داشت
اُس نرگس کے باغ مین کہ وہ باغ رکھتا تھا
گذر بر سر خوان اخلاص کرد
گذر سرخوان اخلاص پر کیا
دلش نور فضل الٰہی گرفت
اُسکے دل نے فضل خدا کا نور قبول کیا
سوی عالم آمد رخ افروختہ
دنیا کی طرف پلٹا منھ چمکتا ہوا
چنان رفتہ و آمدہ باز پس
ایسی طرح گیا اور آیا واپس

کہ در دائرہ نیست بالا و زیر
جس طرح دائرے مین بلندی و پستی نہین یعنی ہر طرف برابر ہے
زبیگانگان حجرہ پرداختند
غیرون سے مکان کو خالی کر دیا
درود از محمد قبول از خدا
تحیات اور نماز محمد سے اور قبول فرمانا خدا تعالیٰ سے
لقائی کہ آن دیدنی بود دید
وہ رویت کہ اُسنے دیکھی قابل دیکھنے کے تھی
نہ زانسو جہت بد نہ زین سو خیال
نہ اُس طرف سے کوئی جہت تھی نہ اِس طرف سے خیال تھا
نگشتہ یکی خار پیرامنش
نہوا کوئی کانٹا گرد اُسکے یعنی کوئی مانع نہوا
مگر چشم او کحل مازاغ داشت
مگر آنکھ اُسکی سرمہ مازاغ البصر کا لگائے تھی
ہم او خورد و ہم بخش ماخاص کرد
آپ بھی کھایا اور حصہ ہم کو گرون یعنی مخلوقات کا بھی لگایا
یتیمے نگر تا چہ شاہی گرفت
ایک یتیم کو دیکھ کہ کیا خوب بادشاہی لی یعنی پائی
ہمہ علم علوی دروآموختہ
تمام علم حکمت الٰہی کے سیکھے ہوئے
کہ ناید در اندیشہ ہیچکس
کہ کسی کے خیال مین نہین آسکتا ہے

در معراج نبی صلعم

ز گرمی کہ چون برق بیہودہ راہ
اوس تیزی سے کہ بجلی کی طرح راہ چلے کی

نشد گرمے از بستر خوابگاہ
گرمی نہ گئی خوابگاہ کے بچھونے سے

ندانم کہ شب را چہ احوال بود
مین نہین جانتا ہون کہ اس رات کا کیا حال تھا

شبے بود یا خود یکی سال بود
ایک رات تھی یا واقعی برابر ایک برس کے تھی

چو شاید کہ جانہای ما در دمے
جب ممکن ہے کہ جانین یعنی خیال ہمارے دم بھر مین

برآید بہ پیرامن عالمے
گھوم آوین گرداگرد ایک جہان کے

تن او کہ صافی تر از جان ماست
جسم پیغمبر کا کہ ہماری جان سے زیادہ صاف ہے

اگر شد بیک لحظہ آمد رواست
ایک دم مین اگر آیا اور گیا جائز یعنی صحیح ہے

بہ ار گوہر جان نثارش کنم
بہتر ہے اگر جان کے موتی اسکے قربان کرون مین

ثنا خوانی چار یارش کنم
اسکے چارون اصحاب کی تعریف کرون مین

گہر خر چہار ند و گوہر چہار
چار جوہری یعنی صدق عدل حیا شجاعت جانین ہین اور چار ہی موتی لینے والے

فروشندہ را با فضولے چہ کار
بیچنے یعنی تعریف کرنیوالے کو ایک کو دوسرے کو فضیلت دینے سے کیا واسطہ یعنی برابر ہین

بمہر علی گرچہ محکم پیم
اگرچہ حضرت علیؓ کی محبت مین ثابت قدم ہون مین

ز عشق عمر نیز خالے نیم
لیکن حضرت عمرؓ کے عشق سے بھی خالی نہین ہون

ہمیدون درین چشم روشن دماغ
اسی طرح اس روشن دماغ آنکھ مین

ابوبکر شمع است و عثمان چراغ
ابوبکر شمع ہین اور عثمان چراغ ہین

بدین چار سلطان درویش نام
انھین چار بادشاہون فقیرانہ نام سے

شدہ چار تکبیر دولت تمام
ہوئین چارون بزرگان دولت کی درست

زہے پیشوائے فرستادگان
کیا خوب پیشوا بھیجے ہوئے یعنی رسولون کے

پذیرندہ عذر افتادگان
قبول کرنے والے عاجزون کے عذر کے

بہ آغاز ملک اولین رایتے
آغاز ملک یعنی آفرینش مین پہلا علم

بپایان دور آخرین آیتے
انتہاے زمانہ مین آیت آخر یعنی ختم المرسلین

در معراج نبی صلعم

گزین کردهٔ ہر دو عالم توئے

پسند کیا ہوا دونون جہان کا تو ہی ہے

توئے قفلِ گنجینہا را کلید

تو خزانون کے قفل کی کنجی ہے

شب و روز ما را بہی قسمتے

رات دن بغیر ہم سے کسی عہد و پیمان کے

من از امتان کمترین خاکِ تو

مین تیری تمام امت والون سے ایک مشت خاک ہون

نظامی کہ در گنجہ شد شہر بند

نظامی کہ شہر گنجہ مین قید یعنی رہتا ہے

چو تو گر کسے باشد آنہم توئے

تیری طرح کا اگر کوئی ہو وہ بھی تو ہی ہوگا

ور نیک و بد کردہ بر ما پدید

تو ہی نے دروازے نیکی اور بدی کے ہم پر ظاہر کیے

سجل بر زدہ کا متے امتے

مہر کر دی کہ میری امت ہو میری امت ہے

بدین لاغری صید فتراک تو

اور باوصف اس حقیر ہونے کے تیرے شکاربند کا شکار ہون

مبادا از سلام تو نا بہرہ مند

ایسا نہو جیو کہ تیرے سلام سے بے نصیب رہے

در سببِ نظمِ کتاب گوید

کتاب کے نظم کرنے کا سبب بیان کرتا ہے

شبی چون سحر زیور آراستہ

ایک رات مثل صبح کے زیور سے آراستہ

ز مہتاب روشن جہان تا بہ سنگ

چاند کی روشنی سے جہان روشن

تہی گشت بازارِ خاک از خروش

خالی ہوئی بازار زمین کی شور سے

رقیبانِ شب گشتہ مست خواب

چوکیدار رات کے ہو گئے نیند مین غافل

بسی چند من دعای سحر خواستہ

کتنے دنون صبح اٹھکر دعا مانگ کر

برون ریختہ نافہ از نافِ خاک

باہر نکلی سیاہی رات کی ناف سے

ز بانگِ جرس ہا بر آسودہ گوش

قافلے کے گھنٹوں سے کانوں نے آرام پایا

فرو بردہ سر صبحِ صادق بآب

صبح صادق پانی مین غرق ہو گیا یعنی صبح نہوتی تھی

من از شغلِ گیتی بر افشانده دست
میں بھی امورِ دنیوی سے ہاتھ جھاڑ کر یعنی فارغ

کشاده دل و دیده بر دوخته
دل کھلا ہوا اور آنکھیں بند کیے ہوئے

که چون بایدم طرحی ساختن
کہ کیونکر چاہیے مجھکو ایک جال بنانا

فگنده سرم را سر آسیمه وار
ڈالا میں نے سر کو دیوانوں کی طرح

سرم بر سرِ زانو آورده جای
سر میرے نے زانو پہ جگہ کی یعنی تکیہ لگایا

قراری نه در نبض اعضای من
میرے اعضا کی نبض میں کوئی قرار باقی نہ رہا فکر سے

بجولانِ اندیشه ره نورد
خیال کے گھوڑے دوڑانے سے

تنِ خویش در گوشه بگذاشته
اپنے بدن کو گوشے میں چھوڑ کر یعنی لات غیر جگہ چھوڑے

گه از لوحِ ناخوانده عبرت پذیر
کبھی بے پڑھی یعنی بغیر شہرت یافتہ کتابوں سے عبرت کرنیوالا

چو شمع آتش افتاد در باغ من
شمع کی طرح میرا باغ یعنی جسم فکر سے جلنے لگا

گدازنده چون موم در آفتاب
گھلنے والے موم کی طرح دھوپ میں

بزنجیرِ فکرت شده پای بست
فکر کی زنجیر میں قید ہو گیا یعنی فکر کرنے لگا

پژوهنده استن خاطر افروخته
استفسار تصنیفت میں دل روشن یعنی متوجہ کیے ہوئے

شکاری دران مطرح انداختن
ایک شکار اس جال میں ڈالنا

چو بالین گوران بگوران نگار
مثل سرہانے گوروں کے نگار خانۂ گور میں

زمین زیرِ سر آسمان زیرِ پای
زمین نیچے سر کے آسمان پاے فکر کے نیچے

سرِ من شده کرسیِ پای من
سر میرا میرے پاؤں کی کرسی ہو گیا یعنی ایسے چکر کھائی کہ سر نیچے پاؤں اوپر

ز پهلو به پهلو شدم گرد گرد
ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر گھومتا رہا یعنی چکر کھاتا رہا میں

بصحرای جان توشه بر داشته
واسطے جنگل جان یعنی سیر عالم ارواح کے توشہ لیا

گه از صحفِ پیشینیان درس گیر
کبھی اگلی کتابوں سے سبق لینے والا تھا

شده باغِ من آتشین داغ من
آتشیں داغ ہو گیا یعنی جل گیا باغ میرا

بمومی چنان بسته در دیده خواب
موم سے ایسی میری آنکھوں کی نیند بندھی کہ نیند نہ آئی

سبب نظم کتاب

مگر جادوان از من آموختند
شاید کہ جادوگرون نے مجھسے سیکھا

کہ از موم خود خواب را دوختند
کہ اپنے موم سے نیند کو باندھا یعنی باندھتے ہین

دران رہگذرہای اندیشہ ناک
ان خوفناک راستون مین

پراگندہ شد در سرم مغز پاک
پریشان ہوگیا میرے سر مین پاک مغز

درآمد بہ بی خوابی از جوش مغز
مغز کے جوش کہانے سے مجکو کچھ نیند آگئی

درآنخواب دیدم یکی باغ نغز
اُس خواب مین دیکھا مین نے ایک نیا در باغ

کزان باغ رنگین رطب چیدمی
یعنی اُس رنگین سے چھوہارے توڑتا تھا مین

وزو دادمی ہر کرا دیدمی
و دیتا مین اُنمین سے جسکو دیکھتا تھا مین

رطب چین درآمد ز نوشینہ خواب
چھوہارا چننے والا یعنی مین جب میٹھی نیند سے جاگا

دماغی پُر آتش دہانی پُر آب
دماغ آگ یعنی گرمی کا بھرا منھ پانی یعنی فرسے بھرا

مؤذن برآورد بانگ قنوت
اذان دینے والے نے نکالی پہلی آواز

کہ سبحان حیّ الذی لا یموت
کہ پاک ہے وہ زندہ جو نہین مرتا ہے یعنی خدا تعالے

درآمد ز من نالۂ ناگہی
نکلا مجھسے ایکبارگی ایک شور یعنی مین چلایا

کز اندیشہ پُر گشتم از خود تہی
کہ اندیشہ سے بھرگیا آپ سے خالی یعنی بیہوش ہوگیا مین

چو صبح سعادت درآمد پگاہ
جب صبح نیکبختی کی ہوئی صبح کو یعنی معمول سے

شدم زندہ چون باد در صبحگاہ
جاگا مین ہوا کی طرح فوراً بہت تڑکے

شب افروز شمعی برافروختم
رات کی جلی ہوئی شمع پھر روشن کی مینے

وز اندیشہ چون شمع می سوختم
اور اسی خیال سے شمع کیطرح پھر جلنے لگا مین

دلم با زبان در سخن پروری
دل میرا زبان کے ساتھ چرب زبانی مین

چو ہاروت و زہرہ بافسونگری
ہاروت اور زہرہ کی طرح جادوگری مین

کہ بی شغل چندین نباید نشست
کہ بیکار اس قدر نہ چاہیے بیٹھنا

دگر بار طرز نو آرم بدست
دوسری بار ایک نیا طریقہ ہاتھ مین لاتا یعنی بناتا تہا مین

نوای غریب آورم در سرود	**دهم جان پیشینیان را درود**
ایک نادر آواز لاؤں گانے میں یعنی ایک نادر قصہ کہتا ہوں	اگلوں کی جان پر بھیجتا ہوں میں درود
برآرم چراغی ز پروانهٔ	**درختی برآرم ز یک دانهٔ**
نکالتا ہوں میں ایک پروانے سے ایک چراغ	ایک دانے سے ایک درخت پیدا کرتا ہوں
که هر کافگند میوه زین درخت	**نشانندہ را گوید ای نیکبخت**
اسلیے جو کوئی اس درخت سے میوہ توڑے یعنی پڑھے	درخت لگانیوالے یعنی مصنف کو نیکبخت بناوے
بشرطیکه مشتی فرومایگان	**نذزدند کالای همسایگان**
بشرطیکہ یہ تھوڑے قلیل البضاعت یعنی کچے شاعر	نہ چراویں اسباب پڑوسیوں یعنی ہمعصروں کا
گرفتم سر تیزهوشان منم	**شهنشاه گوهرفروشان منم**
فرض کیا میں نے سردار عقلمندوں کا ہوں میں	بادشاہ جوہریوں یعنی شاعروں کا میں ہوں
همه خوشه چینند و من دانه کار	**همه خانه پرداز و من خانه دار**
تمام خوشہ چین یعنی شاگرد ہیں اور میں دانہ بونے والا یعنی استاد	سب گھر کا کام کرنے والے یعنی نوکر اور میں گھروالا رئیس
درین چارسو چون نهم دستگاه	**که ایمن نباشم ز دزدان راه**
اس چوراہے یعنی بازار میں جب رکھتا ہوں میں اسباب	کہ بیخوف نہیں ہوں یعنی ہوں میں ڈکیتوں سے
که دارد دکانی درین چارسو	**که رخنه ندارد ز بسیار سو**
کون دکان رکھتا ہے اس بازار میں	کہ اندیشہ بہت طرف سے نہیں رکھتا ہے
چو دریا چرا ترسم از قطره دزد	**که ابرم دهد بیش ازان دستمزد**
دریا کی طرح کیونکر ڈروں میں ایک بوند چرانیوالے سے	کہ ابر مجھکو دیگا اس سے زیادہ مزدوری

اگر بر فروزی چو مه صد چراغ

اگر روشن کرے تو چاند کے ایسے سو چراغ

ز خورشید باشد بر و نام داغ

آفتاب سے ہوگا اسکے نام پر داغ یعنی سکہ

سبب نظم کتاب

حکایت تمثیلی

مثالیہ حکایت

شنیدم کہ رندی جگر تافتہ

سنا ہے کہ ایک رند تکلیف پایا ہوا یعنی غریب

شنیدہ ز پیران دینار سنج

سنا تھا اسنے بڈھے صرافوں سے

بہ بازار شد تا بزر زر کشد

بازار میں گیا تاکہ سونے سے سونا کھینچے

بدکان جوہر فروشے رسید

ایک جوہری کی دکان پر پہونچا یعنی گیا

فروریختہ زر یک انبار چست

لگا ہوا یعنی چمکایا ہوا ایک بڑا سونے کا ڈھیر

بامید آن گنج دیوار بست

اُس خزانے دیوار کی طرح بلند کی اُمید میں

چو دینارش از دست پرواز کرد

دینار جیسے ہی اُسکے ہاتھ سے اُڑا یعنی چھوٹا

فرو ماند مرد از زر انگیختن

عاجز رہا مرد روپیہ یعنی اپنی اشرفی اٹھانے سے

بزاری نمود از پئے زر خروش

چلا چلا کر واسطے روپیے کے چلایا

درستی کہن داشت نو یافتہ

ایک اشرفی پرانی نئی پائی ہوئی اپنے پاس رکھتا تھا

کہ زر زر کشد در جہان گنج گنج

کہ روپیے کو روپیہ کھینچتا ہی جہان میں خزانے کو خزانہ

بیک مغربی مغربی در کشد

ایک اشرفی سے بہت سے خالص سونے کو کھینچے

کہ زر بیشتر زان نبیند دید

کہ اُس سے زیادہ سونا اُسنے کسی دکان میں نہ دیکھا

قراضش قراضہ در شکش درست

سونے کے ٹکڑے الگ اور اشرفیاں الگ

بینداخت دینار خود را ز دست

پھینک دیا اپنی اشرفی کو ہاتھ سے

سوی گنج صراف سر باز کرد

صراف کی خزانے کی طرف رخ کیا یعنی اُسمیں جا کر ملگیا

وزان یکعدد در صد آمیختن

اور اُس ایک عدد کو سیکڑوں میں ملانے سے

بنالید بر مرد جوہر فروش

رونے لگا سامنے اُس جوہری کے

که از ملک دنیا بچندین درنگ
کہ ملک دنیا سے اتنے دنون یعنی عرصے مین
شنیدم نه از زیرکی زان بلے
سنا تھا مین نے نہین دانائی سے بلکہ احمقی سے
بگنجینهٔ این دکان تاختم
اس دکان کے خزانے کی طرف دوڑا مین
مگر گردد آن زر برین ریخته
شاید ہو وہ سونا اس گری ہوے کے شریک
بخندید صراف آزاد مرد
ہنسا صراف آزاد مرد یعنی صاف دل
که بسیار ناید برِ اندکے
کہ بہت نہین آتے ہین پاس ایک کے
هر آنکس که شد دزد بنگاه من
جو شخص کہ چور ہوا میرے خزانے کا
بسا آسیا کو غریوان بود
بہت چکیان کہ وہ شور کرنیوالی ہوتی ہین یعنی شور
ز دزدان مرا بس شد این دستمرد
چورون سے مجھکو کافی ہے اپنی یہ محنت
سیاهان که تاراج ره می کنند
حبشی یعنی برے لوگ کہ راستہ لوٹتے ہین
بروز آتشے بر نیارند گرم
دن کو ایک آگ تیز نہین روشن کرتی یعنی نہین نکالتے

درستی زر آورده بودم بچنگ
ایک اشرفی سونے کی میرے ہاتھ آگئی تھی
که زر زر کشد چون برابر نهے
کہ سونے کو سونا کھینچتا ہے اگر تو برابر رکھدے
زرِ خود بدین زر برانداختم
اپنے سونے کو اس سونے پر پھینکدیا مین نے
خود این زر بدان زر شد آمیخته
آپ ہی یہ سونا یعنی میری اشرفی اس سونے مین ملگئی
وز آمیزش زر بد و قصه کرد
اور سونے کے ملنے کا اس سے قصہ بیان کیا
یکی بر صد آید نه صد بر یکی
ایک پر سو غالب ہوتے ہین نہین سو پر ایک
بس است این مثل شحنهٔ راه من
یہ مثال کافی ہے میری شحنۂ راہ کیطرف سے
چو بینند مزدور دیوان بود
جب دیکھی جاتی ہین دیوان کے دزد ہین یعنی چور کا کلام
که بر من نیارند زد بانگ دزد
کہ مجھپر کوئی چوری کا حرف نہین لگا سکتا ہے
بدزدی جهان را سیه می کنند
چوری سے جہان کو خراب کرتے ہین
که دارو همی دیده از دیده شرم
کہ چار آنکھون کی شرم رکھتے ہین

دبیران نگر تا بروز سپید
منشیون کو دیکھ کر روز روشن مین یعنی بجوف
نہان مرا کاشکارا برند
پوشیدہ یعنی شعر میرے کو کہ ظاہر مین لیجاتے ہین
بجزند کالا کہ پنہان بود
مول لیتے ہین وہ اسباب خریدار جو پوشیدہ ہوتا ہے
ولیکن چو عیب آشکارا شود
لیکن جب عیب ظاہر ہو جاتا ہے
اگر دزد بردہ برآرد نفیر
اگر چور کاٹے گیا ہوا یعنی میرا کلام خود بول اوٹھے
بہ از من گذارم کہ خود روزگار
بہتر ہے اگر مین چھوڑ دون کہ آپ ہی زمانہ
ترازوی گردون گردان بسنج
ترازو آسمان گھومنے والے کے ارادہ کی
بیا ساقی از می نشان دہ مرا
آ ساقی مجھکو اوس شراب کا پتا تبلادے
ازان دارو تلخ بیہش کنم
اسی کڑوی شراب سے بیہوش کر مجھکو

قلم چون تراشند از خشک بید
قلم کیونکر تراشتے ہین خشک بید سے
ز گنجہ است اگر تا بخارا برند
گنجہ سے ہین اگر وہ بخارا تک لیجاوین
کہ کالای دزدیدہ ارزان بود
کیلئے کہ اسباب چوری کا سستا ہوتا ہے
دل دوست خود بی مدارا شود
دل دوست یعنی سننے والے کا بے لطف ہوجاتا ہے
ببرد دست او شحنہ دزد گیر
کاٹے ہاتھ اوسکے کوتوال چور کا گرفتار کرنیوالا
بہر نیک و بد باشد آموزگار
ہر نیک اور بد کو سکھا دیتا ہے
نماند و ناند نسنجیدہ ہیچ
بغیر وزن کیئے نہ رہنے دیگی اور نہ رہنے دیا ہے کچھ
وزان داروی بیہشان دہ مرا
اور اوس بیہوشون کی دوا سے دے مجھکو
مگر خویشتن را فراموش کنم
تاکہ آپ کو بالکل بھول جاؤن مین

حکایت ایضا بحسب حال و سبب نظم کتاب گوید

اور یہ حکایت بھی اپنے حسب حال اور کتاب نظم کرنے کے سبب مین بیان کرتا ہے

نظامی بسا صاحب آوازه

اے نظامی تو نہایت مشہور شخص ہے

چو شیران بسرپنجہ بکشای چنگ

شیروں کیطرح اپنی تو سرپنجہ کا چنگل کھول

شنیدم کہ روباہِ رنگین بہ بوس

سنا مین نے کہ لومڑی رنگین شہر روس مین

چو باران بود روز یا باد گرد

جب دن مینہ یا آندھی کا ہوتا ہے

بہ کنجی کند سعی بی جای خویش

ایک گوشے مین بغیر چارہ کیے بیٹھ رہتی ہے

پی پوستین خونِ خود را خورد

اپنی پوستین کے لیے اپنا خون کھاتی ہے

سرانجام کآید اجل سوی او

آخر کار جب آتی ہے موت اُسکی طرف

بدآن موئنہ قصدِ خونش کنند

اُسکی پوستین کے لیے اُسکے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہین

بساطی چہ آید برآراستن

ایسا بچھونا کس کام آوے سنوارنا یعنی بچھانا

ہر آن جانور کو خود آرای نیست

جو جانور کہ وہ اپنا سنوارنیوالا یعنی خوبصورت نہین ہے

برون آی ازین پردہ ہفت رنگ

باہر نکل اس پردہ ہفت رنگ سے

کہن گشتی و ہمچنان تازہ

اگرچہ پرانا ہو گیا ہے مگر کلام تیرا ویسا ہی ہے

چو روبہ میالای خود را برنگ

لومڑی کی طرح آپکو رنگ یعنی مکر مین آلودہ نہ کر

خود آرای باشد برنگِ عروس

اپنی آراستہ کرنیوالی یعنی خوبصورت ہوتی ہے مثل دلہن کے

برون ناورد موی خویش از نورد

نہین باہر نکالتی ہے اپنے بالونکو گھونسلے سے

نہ لیسد مگر دست یا پای خویش

مٹی یا پانی مین آلودہ نہین ہونے دیتی ہاتھ یا پانون اپنے

ہمہ کس تن او پوست را پرورد

سب لوگ بدن کو وہ پوست کی پرورش کرتی ہے

وبالِ تن او شود موی او

عذاب اُسکے بدن کے ہو جاتے ہین بال اُسکے

برسوائی از تن بروبش کنند

خرابی سے اُسکے بدن سے اوتار لیتے ہین

کزو ناگزیرست برخاستن

کہ اُس سے اوٹھنا ضروری ہووے

طمع را آزارِ او رای نیست

لالچ کو اوسکے تکلیف دینے مین چارہ نہین یعنی کوئی اُسے نہین ستاتا

کہ زنگی بود آئنہ زیرِ زنگ

کہ اندھا ہو جاتا ہے آئینہ مورچہ لگنے سے

حکایت حسب حال خود

نه گوگرد سرخ و نه لعل سپید
نہ تو سرخ گندھک ہے اور نہ سفید لعل ہے

که جوینده باشد ز تو ناامید
کہ ڈھونڈھنے والا تجھسے ناامید ہو یعنی نہ پاوے

بس این جادوئیها بر انگیختن
بس کر اسطرح سے جادوگری کرنے کو

چو جادو بکس در نیامیختن
مثل جادوگروں کے کسی سے ملاقات نکرنے کو

بر دم در آمیز اگر مردمی
اگر تو آدمی ہے تو آدمیوں سے مل

که با آدمی خو گرست آدمی
کہ آدمی کو آدمی سے لگاؤ ہے

اگر کان گنجی نیائی بدست
اگر تو نہ ہاتھ آنے والے خزانے کی کان ہے

بسی گنج زینگونه در خاک هست
تو اسطرح کے بہت خزانے زمین میں دفن ہیں

چه گنجست کان اغنیا نیست
کون سا خزانہ ہے جو مجھکو حاصل نہیں ہے

دریغا جوانی جوانیم نیست
افسوس ہے جوانی کا کہ جوان میں نہیں ہوں

چو دور افتد از میوه خور شیوه دار
جبکہ میوہ کھانے والوں سے میوہ دار یعنی میوہ فروش

چه خرما بود نخل بن را چه خار
کیا چھوہارے ہوں چھوہارے کے درخت میں کیا کانٹے یعنی بیکار ہیں

جوانی شد و زندگانی نماند
جب جوانی گئی اور زندگانی نہ رہی

جهان گو ممان چون جوانی نماند
جہان کو کہہ مت رہ جب جوانی ہی نہ رہی

جوانی بود خوبی آدمی
جوانی سے ہوتی ہے خوبی آدمی کی

چو خوبی رود کی بود خرمی
جب خوبی جاتی رہے کب خوشی ہووے

چو پی سست و پوسیده شد استخوان
جب قدم سست ہوگئے اور ہڈیاں ہوں پوسیدہ

دگر قصهٔ عمر بر وی مخوان
پھر خوبصورتی کا بیان مت کر یعنی بیکار ہے

غرور جوانی چو از سر گذشت
جب غرور جوانی کا سر سے یعنی دماغ سے نکلگیا

ز گستاخ کاری فروشوی دست
گستاخیوں سے ہاتھ دھو یعنی چھوڑ دے

بهی چهره باغ چندان بود
خوبی چہرہ باغ کی اتنی ہی یعنی جب تک رہتی ہے

که شمشاد با لاله خندان بود
کہ لالے اور سرو سے پھولا اور سبز رہے

حکایت حسب حال و سبب نظم کتاب

چو بادِ خزانی در افتد بباغ
جب کوئی جھوکا پت جھاڑ کی ہوا کا باغ پر پڑ جاتا ہے

زمانہ دہد جای بلبل بزاغ
زمانہ بلبل کے آشیانے کو کوّے کے حوالے کر دیتا ہے

شود برگ ریزان ز شاخِ بلند
بلند شاخون سے پتے گر جاتے ہین

دلِ باغبان زان شود دردمند
باغبان کا دل اُس سے رنجیدہ ہو جاتا ہے

ریاحین ز بستان شود ناپدید
پھول خوشبودار باغ سے معدوم ہو جاتے ہین

درِ باغ را کس نجوید کلید
باغ کے دروازے کی کوئی کُنجی تلاش نہین کرتا ہے

بنال ای کُہن بلبلِ سالخورد
اے پرانے بلبل اب تو نالہ کر یعنی رُو

کہ رخسارۂ سرخ گل گشت زرد
کہ سُرخ پھولون کے رُخسارے زرد ہو گئے

دوتا شد سہی سروِ آراستہ
جھک گیا سیدھا اور آراستہ سرو یعنی قد

کدیور شد از باغ برخاستہ
باغبان باغ سے اوٹھ گیا یعنی جوانی کی جانے لطف جاتا رہا

چو تاریخ پنجہ در آمد بسال
جب پچاس برس کی عمر ہو گئی

دگرگونہ شد برشتابندہ حال
اور ہی طرح کا دوڑنیوالی یعنی سفر کرنیوالی کا حال ہو گیا

سر از بارِ شگلے در آمد بسنگ
سر بوجھ کے بھاری ہونے سے جھک گیا یا عاجز آ گیا

جمازہ تبنگ آمد از راہِ تنگ
تیز رفتار اونٹ یعنی بدن چلنے یعنی حرکت سے عاجز ہو گیا

فرو ماند دستم ز می خواستن
شراب لینے یا مانگنے سے میرے ہاتھ مجبور ہو گئے

گران گشت پایم ز برخاستن
بھاری ہو گئے میرے پانون اُٹھنے یعنی نشست و برخاست سے

تنم گونۂ لاجوردی گرفت
میرے بدن نے لاجورد کا رنگ پکڑا یعنی سیاہ ہو گیا

گلم سرخی انداخت زردی گرفت
میرے چہرے نے سُرخی چھوڑ دی زردی پکڑی

ہیون روندہ زرہ ماندہ باز
گھوڑا تیز چلنے والا چلنے سے تھک گیا یعنی قوّت ہی

ببالین گہ آمد سرم را نیاز
سر میرے کو خواہش تکیے کی ہوئی یعنی لیٹ رہا

ہمان تو رچوگانی بادپای
وہی چوگان والا تیز رفتار گھوڑا

بصد زخمِ چوگان نجنبد ز جای
چوگان کے صدہا مار کھانے پر اب جگہ سے نہین ہلتا ہی

حکایت حسب حال و سبب نظم کتاب

طرب را بمیخانه گم شد کلید
شراب خانے مین عیش جوانی کی کنجی کھو گئی

بر آمد ز کوه ابر کافور بار
پہاڑ سے ابر کافور برسانے والا اٹھا یعنی بال سپید ہو گئے

گهی دل برفتن گرایش کند
کبھی دل چلنے کی طرف رغبت کرتا ہے

عتاب عروسان در آمد بگوش
غصے جوان عورتوں کا سننا پڑا یعنی ضعیفی نے بیکار کر دیا

سر از لهو پیچید و گوش از سماع
سر یعنی دماغ کھیلوں اور کان راگوں سے نفرت کرنے لگے

بوقت چنین کنج بهتر ز کاخ
ایسے وقت مین محل سے گوشہ بہتر ہے

تماشای پروانه چندان بود
تماشا یعنی لطف پروانوں کا جبتک رہتا ہے

چو از شمع خالی کنی خانه را
جب مکان کو شمع سے تم خالی کر دو

بروز جوانی و نوزادگی
جوانی اور نوخیزی کے دنون مین

کنون کی بغم شادمانی کنم
اب غمگین ہو کر کیونکر خوشی کر سکتا ہون نہین

چو پوسیده چوبی در کنج باغ
مثل اُس سڑی ہوئی لکڑی کے کہ باغ کے گوشے مین

نشان پشیمانی آمد پدید
پشیمانی کے نشان ظاہر ہوئے یعنی افعال جوانی پر پشیمانی ہوئی

مزاج زمین گشت کافور خوار
مزاج جسم کا کافور خوار یعنی سرد یا نامرد ہو گیا

گهی خواب را سر ستایش کند
کبھی سر نیند کی تعریف کرتا ہے یعنی بوجہ ضعف پڑا رہتا ہے

صراحی تهی گشت و ساقی خموش
صراحی ہو گئی خالی تب ساقی چپ ہا یعنی تم ہی نہ پوچھو کیا ہی

که نزدیک شد کوچگه را وداع
کیونکہ دنیا سے رخصت کا وقت قریب آگیا

که دوران کند دستبازی فراخ
جب گردش زمانے کی غارت گری خوب کر رہی ہے

که شمع شب افروز خندان بود
جب تک رات کی روشن کرنیوالی شمع جلتی رہتی ہے

نبینی دگر نقش پروانه را
پھر پروانے کا نشان بھی کہین نہ دیکھو

ق

زدم لاف پیری و افتادگی
ڈینگ ماری یعنی دعوی کیا پیری اور عاجزی کا

به پیرانه سر چون جوانی کنم
بڑھاپے مین کیونکر جوانی کا دعوی کر سکتا ہون

فروزنده باشد بشب چون چراغ
روشن رہتی ہے رات کو مثل چراغ کے

حکایت حسب حال و سبب نظم کتاب

شب افروز کرمیکه تابد ز دور

وہ جگنو جو رات کو چمکتا رہتا ہے

اگر دیدمے در خود افزایشے

اگر آپ مین کوئی بڑھنا یعنی ترقی دیکھتا مین

بآسودگی عمر نو کردمی

آرام سے عمر کو تازہ کرتا مین

چو روز جوانی بپایان رسید

جب دن جوانی کا انتہا پر پہونچا یعنی جوانی ختم ہوئی

بتدبیر آنم که سر چون نهم

اس تدبیر مین ہون کہ کیونکر عبادت مین مشغول ہون

سرے کو سزاوار باشد بتاج

جو سر کہ وہ تاج دینے کے لائق ہووے

ازان پیش کاین هفت پرگار تیز

قبل اسکے کہ یہ تیز ہفت پرکار یعنی افلاک

در آرم بهر زخمه دست خویش

نکالون مین ہر گھانچے سے اپنے ہاتھ سے

بهر مهره دستبازی کنم

ہر مہرے پر ہاتھ چلاؤن یعنی شاعری کرون مین

چو رهوار گیلم ازین پل گذشت

جب میرا گھوڑا گیلم اس پل سے گذرا یعنی عمر ختم ہو آئی

درین ره چو من خوابنیده بسیست

اس راہ مین یعنی دنیا مین بہت لوگ سو گئے یعنی مر گئے ہین

زبی نوری شب زند لاف نور

رات کی تاریکی سے دعوے روشنی کا کرتا ہے

طلب کردمی جای آسایشے

تلاش کرتا مین کوئی آرام کی جگہ

جهان را بشادی بگرد کردمی

جہان کو خوشی کے عوض گرد کرتا مین

سپیده دم از مشرق آمد پدید

سپیدہ صبح کا ظاہر ہوا یعنی بڑھاپا آگیا

چگونه پی از کار بیرون نهم

کیونکر قدم کام سے باہر رکھون یعنی کاروبار دنیا سے فارغ ہون

سر این گاه و مشک تا شده عاج

موی بناگوش اسکے سفید ہوتے ہین نہ کہ سیاہ

کند خط عمر مرا ریز ریز

کرین میری عمر کے خط کو ٹکڑے ٹکڑے

نگه دارم آوازه هست خویش

نگاہ رکھون اپنی ہستی کی آواز کو یعنی اپنی لیاقت کو ظاہر کرون

بوا مانده خود چاره سازی کنم

باقی رہی ہوئی یعنی اپنی یادگار چھوڑنیکی تدبیر کرون مین

بگیلان ندارم سر بازگشت

گیلان کیطرف لوٹنے کا خیال نہین کر سکتا یعنی عمر گذشتہ لوٹ کر نہ آوے گی

نیارد کسی یاد کاینجا کسیست

جنکی کوئی یاد بھی نہین کرتا کہ یہان کوئی ہوا تھا

بیاد آور ای تازه کبک دری ❊ که چون بر سر خاک من بگذری

یاد کرنا اے خوشخرام چکور یعنی اہل دنیا ❊ جب کہ میری خاک یعنی تربت پر تیرا گذر ہو

گیا بینی از خاکم انگیخته ❊ سرین سوده بالین فرو ریخته

گھاس دیکھوگے میری مٹی سے اوگی ہوئی ❊ سرہانا اور پائینتا قبر کا دونوں گرے ہوئے

همه خاک فرش مرا برده باد ❊ نکرده ز من هیچ هم عهد یاد

میرے خاک کے فرش کو ہوا اڑائے گئی ❊ میرے کسی ہمعصر نے بھی میری یاد نہ کی

نهی دست بر شوشهٔ خاک من ❊ بیاد آری از گوهر پاک من

ہاتھ رکھیگا تو جب میری قبر کے پشتے پر ❊ یاد کرے گا تو میرے گوہر پاک کلام سے

فشانی تو بر من سرشکی ز دور ❊ فشانم من از آسمان بر تو نور

تو دور سے مجھپر ایک آنسو گرا دے گا ❊ مین یعنی میری روح آسمان سے نور رحمت الٰہی تجھپر ڈالیگی

دعای تو بر هر چه دارد شتاب ❊ من آمین کنم تا شود مستجاب

دعا تیری جس چیز کی ہوگی بہت جلد اسپر ❊ مین آمین کہونگا کہ قبول ہو جاوے

درودم رسانی رسانم درود ❊ بیایی بیایم ز گنبد فرود

تم مجھپر درود بھیجوگے مین بھی درود بھیجونگا ❊ تم آؤگے تو مین بھی گنبد آسمان سے اترونگا نیچے

مرا زنده پندار چون خویشتن ❊ من آیم بجان گر تو آیی بتن

مجھکو زندہ خیال کرنا اپنی طرح ❊ مین بذریعہ روح آونگا اگر تم جسم سے آؤگے

مدان خالی از همنشینی مرا ❊ که بینم ترا گر نه بینی مرا

اپنی ہمنشینی سے مجھکو دور نہ سمجھنا ❊ کیونکہ مین تجھکو دیکھونگا اگرچہ تو مجھکو نہ دیکھیگا

لب از خفته چند خامش مکن ❊ فرو خفتگان را فرامش مکن

ہو تھر چند سوئے ہو وسے چپ نکر یعنی گذرے ہو ونکو نہ بھولنا ❊ سوئے ہوؤن یعنی مرے ہوونکو نہ بھولنا انکی یاد کرنا

چو آنجا رسی می در افکن بجام ❊ سوی خوابگاه نظامی خرام

جب یہاں پہونچنا شراب یاد الٰہی انڈیلنا یعنی پینا ❊ پھر نظامی یعنی میری قبر پر پہونچنا

چه پنداری ای خضر فرخنده پی کیا سمجھتے ہو اے خضر مبارک قدم یعنی اے لوگو تم یہ جانتا	**که از می مرا هست مقصود می** کہ شراب سے میرا مقصد شراب محض نہین ہے
از آن می همه بیخودی خواستم اس یعنی شراب سے مدعا ہمہ تن بیخودی چاہتا ہون	**وز آن بیخودی مجلس آراستم** اور اسی بیخودی سے مجلس آراستہ کرتا ہون
مرا ساقی از وعدهٔ ایزدیست میرے لفظ ساقی کہنے سے اشارہ طرف وعدہ یعنی کلام خدا کے ہے	**صبوح از خرابی می از بیخودیست** لفظ صبوح مراد خراب ہونے اور شراب مراد بیخودی سے ہے
وگرنه بایزد که تا بوده ام اور جو نہین قسم خدا کی کہ جب سے پیدا ہوا ہون	**که دامن لب نیالوده ام** شراب سے دامن ہونٹھ کا نہین آلودہ کیا یعنی آج بھی نہین لگا ہے
گر از می شدم هرگز آلوده کام اگر شراب سے کبھی میرا تالو آلودہ ہوا ہو یعنی پی ہو	**حلال خدا بر نظامی حرام** خدا کی حلال کی ہوئی یعنی شراب طہور مجھ پر حرام ہے
بیا ساقی از سر بنه خواب را ای ساقی نیند کو سر سے رکھ یعنی غفلت دور کر	**می ناب ده عاشق ناب را** خالص شراب عاشق خالص کو دے
می کو چو آب زلال آمدست وہ شراب کہ مثل آب شیرین کے تر آئی ہے	**بهر چار مذهب حلال آمدست** چارون مذہبون یعنی فرقہ اسلام مین حلال ہوئی ہے

در شرف این نامه بر نامهای دیگر گوید

اور کتابون پر اس کتاب کی بزرگی مولانا نظامی بیان کرتے ہین

دلا تا بزرگی نیاری بدست ای نظامی جب تک تو بزرگی حاصل کرلے	**بجای بزرگان نباید نشست** بزرگون کی جگہہ یعنی مرتبہ پر پہونچ نہین سکتا ہے
بزرگیت باید در این دسترس بزرگی چاہیے مجھکو اس دست قدرت یعنی اس سعد این	**بیاد بزرگان بر آور نفس** بزرگون کی یاد مین دم مار یعنی انکے طرز اختیار کر

در شرف این نامه گوید

سخن تا نپرسند لب بسته دار
جب تک بات نہ پوچھیں چپ بیٹھا رہ

نپرسیده هر گو سخن یاد کرد
جس شخص نے بے پوچھے بغیر بات بیان کر دی

به بے دیده نتوان نمودن چراغ
بے آنکھوں والے یعنی اندھے کو چراغ نہ دکھانا چاہیے

سخن گفتن آنگه بود سودمند
بات کہنا اسوقت فائدہ مند ہے

چو در خورد گوینده ناید جواب
جب لائق کہنے والے کے جواب نہ ملے

دهن را بمسمار بر دوختن
منہ کو کیلوں یعنی میخوں سے سینا یعنی بند کرنا

چه میگویم ای نانیوشنده مرد
کیا کہوں میں اے شخص نہ سننے والے یعنی بہرے

چه دانی که من خود چه فن میزنم
تو کیا جانے کیا کہ میں کیا شاعری کرتا ہوں

متاع گرانمایه دارم بسی
بہت بیش قیمت مال رکھتا ہوں میں

متاع گرانمایه کاسد مباد
میرا مال بیش قیمت کھوٹا نہ چاہیے

خریدار در چون صدف دیده دوخت
موتی کے خریدار نے سیپی کی طرح آنکھ بند کرلی

گهر سفتنی تیشه آهسته دار
موتی کہیں نہ ٹوٹے النا تیشہ آہستہ چلاؤ

همه گفته خویش بر باد کرد
تمام کہا ہوا اپنا یعنی لطف کلام برباد کر دیا

که جز دیده را دل نخواهد بباغ
کہ سوا دیکھنے کے دل باغ کی خواہش نہیں کرتا ہے

کزان گفته آوازه گردد بلند
کہ اس کہے ہوئے سے آوازہ بلند ہووے

سخن یاوه گفتن نباشد صواب
بیکار بات کرنا بہتر نہیں ہوتا ہے

به از گفتن و گفته را سوختن
بہتر کہنے اور کہکر جلانے یعنی ضائع کرنے سے

ترا گوش بر قصه خواب و خورد
تیرے کان تو سونے اور کھانے پر لگے ہیں

دهل بر در خویشتن میزنم
نقارہ اپنے دروازے پر بجاتا ہوں یعنی مشہور ہوں

نیارم برون تا نخواهد کسی
لیکن باہر نہیں نکالتا ہوں جبتک کوئی بہت نہیں مانگتا

وگر باد جز عیب حاسد مباد
اور اگر ہو سوا حسد کرنیوالے کے عیب کے اور عیب نہو

برین کاسدی در نشاید فروخت
ایسی کھوٹے کے ساتھ موتی بیچنا نہ چاہیے

در شرف این نامه گوید

مرا با چنین گوهر ارجمند
مجھکو باوصف ایسے بیش قیمت موتی یعنی اشعار کے
همی حاجت آید بگوهر پسند
موتی پسند کرنے والے یعنی قدردان کی ضرورت ہے

نیوشنده خواهم از روزگار
کوئی سُننے والا زمانے سے چاہتا ہون
که گویم بدو راز آموزگار
کہ بتلاؤن مین اُسکو خدا کے بھید

بکاوم من الماس از کان خویش
نکالتا ہون مین ہیرے اپنی کان سے یعنی اشعار
کنم بسته با جان او جان خویش
اُسکی جان سے اپنی جان لڑاتا ہون یعنی سُناتا ہون

زمانه چنین پیشه ها پروهد
زمانہ یہ خواہش بہت لوگون کو دیتا ہے
یکی ورستاند یکی وروهد
ایک سے لیگا اور ایک کو دیدے گا

دلی کو که بی جان خراشی بود
ایسا دل کہان کہ بغیر خراش دیئے جان کے ہووے
کمند یکه بی دورباشی بود
ایسی کمند کہان جو بغیر دور پہونچنے کے ہووے

بگرهار بر گنج زینجا نشست
لیکن سانپ خزانے پر یہان اس سبب سے بیٹھا
که تارایگان گنج ناید بدست
تاکہ مُفت مین خزانہ ہاتھ نہ آجاوے

اگر نخل خرما نباشد بلند
اگر درخت چھوہارے کا اونچا نہ ہووے
ز تاراج هر طفل یابد گزند
لڑکون کی لوٹ یعنی توڑنے سے تکلیف پاوے

بشحنه توان پاس ره داشتن
کوتوال سے حفاظت راہ کی کرنا چاہیے
بخاکستر آتش نگهداشتن
گرم راکھ مین آگ کو دبا دینا چاہیے

ازین خوی خوش کان بسرشت مست
اس اچھی عادت سے کہ وہ میری خلقت مین ہے
بسی رخنه در کار و کشت منست
بہت خرابیان میرے کام مین پڑ چکی ہین

دگر رهروان کین کمر بسته اند
اور راہ چلنے والے یعنی شاعرون نے کہ اسپر کمر باندھی ہے
بخوی بد از رهزنان رسته اند
چور رہزنون کی بُری عادت سے چھٹ گئے ہین

بدان تا گریزند طفلان راه
بھاگین تاکہ بازاری لڑکے یعنی نئے شاعر
چو زنگی چرا گشت باید سیاه
حبشیون کی طرح کالا منھ کیون ہونا چاہیے

در شرف این نامه گوید

به راهی که خواهم شدن دستگش
جس راہ مین کہ مین محتاج جانے والا ہون

بخوی خوش آموده شد گوهرم
اچھی عادتون سے آراستہ ہے ذات میری

چو از بهر هر کس دُری سفتن ست
چونکہ ایک موتی ہر شخص کے لیے پرونا ہے

ز چندین سخنگو سخن یادگار
اسقدر موجود اور گذشتہ شاعرون سے کلام یادگار رہتا ہے

سخن چون گرفت استقامت ز من
کلام نے جو میری ذات سے قیام کیا یعنی قائم ہوئی

منم سرو پیرای باغ سخن
کلام کے باغ کے سرو کا آراستہ کرنیوالا مین ہون

فلک وار دور از فسوس همه
آسمان کیطرح سب لوگ کے افسوس سے بے دور

چو برجیس در جنگ هر بدگمان
مشتری کی طرح ہر دشمن کی لڑائی مین

چو زهره درم در ترازو نهم
زہرہ کی طرح ترازو مین تولتا ہون

نخندم بر اندوه کس برق وار
بجلی کی طرح مین کسی کے رنج پر خوش نہین ہوتا

بهر خار چون گل صلای زنم
ہر کانٹے کو پھول کیطرح ایک آواز دعوت دیتا ہون

ره آورد من هست بوی خوش
میرے لیے اچھی عادت کا تحفہ کافی ہے

بدین زیستم هم برین بگذرم
اسی مین زندگی بھی کی ہے اسی پر گذرون مین

سرودی هم از بهر خود گفتن ست
اور اپنے خوش کرنیکے لیے بھی ایک راگ گانا ہے

سخن را منم در جهان یادگار
لیکن مین کلام کے لیے جہان مین خود یادگار رہون

اقامت کند تا قیامت ز من
قیام کرے قیامت تک میری ذات سے

بخدمت کمر بسته چون سروبن
خدمت پر کمر باندھے ہوے سرو کیطرح

سر آمد ولی پای بوس همه
بلند لیکن سب کا قدم چومنے والا یعنی عاجز

کمان دارم و برندارم کمان
کمان رکھتا ہون لیکن کمان نہین اوٹھاتا ہون

ولی چون دهم بی ترازو دهم
لیکن جب دیتا ہون بغیر تولے ہوے دیتا ہون

که از برق من در من افتد شرار
اسوجہ سے کہ میری بجلی سے مجھ مین چنگاریان پڑینگی

بهر زخم چون نی نوای زنم
ہر زخم یعنی تکلیف پر بانسلی کی طرح ایک آواز اچھی دیتا ہون

در شرف این نامه گوید

در شرف این نامه گوید

مگر آتش ست این دل سوخته
گر کیا کرون یہ جلا ہوا دل ایک آگ ہے
که از خار خوردن شد افروخته
کہ کانٹے پڑجانے سے اور مشتعل ہوگیا

چو دریا شدم دشمن عیب‌شوی
دریا کی طرح دشمن عیب شو ہوا ہون مین
نه چون آینه دوست عیب‌جوی
نہین آئینے کی طرح عیب جو دوست ہون

بخواهندگان بخشم آن مال و گنج
مانگنے والون کو وہ مال اور خزانے دیتا ہون
که از باز دادن نیایم برنج
بلکہ پھیر دینے یا نہ پھیر دینے سے بھی رنجیدہ نہین ہوتا ہون

نمایم جو و گندم آرم بجای
گیہون دکھلاتا ہون اور گیہون ہی دیتا ہون مین
نه چون جوفروشان گندم‌نمای
نہین گیہون دکھا کر جو بیچنے والون کیطرح ہون

پس و پیش چون آفتابم یکیست
آفتاب کی طرح میرا ظاہر اور باطن یکسان ہے
فروغم فراوان فریب اندکیست
روشنی میری زیادہ نقص مجھمین تھوڑا ہے

پس هیچ پشتی چنان نگذرم
کسی کے پیٹھ پیچھے ایسا نہین گذرتا یعنی نہین کہتا ہون
که در پیش رویش خجالت برم
کہ اس کے سامنے شرمندگی اوٹھاؤن نہین

ز بدگوی بدگفته پنهان کنم
برا کہنے والے کی بری باتون کو چھپا دیتا ہون
بپاداش نیکی پشیمان کنم
نیکی کے بدلے سے اسکو پشیمان کرتا ہون مین

نه گویم بداندیش را نیز بد
دشمن کو بھی برا نہین کہتا ہون مین
کز ان گفته باشم بداندیش خود
نہ اسکے برا کہنے سے خود اپنے اندیشے کو خراب کرتا ہون

بدین نیکی آرند بر من فرود
اس نیکی کے سبب سے مجھپر نازل ہوتا ہے
ز نیکان و از نیکنامان درود
نیکون اور نیکنام لوگون سے درود

وزین حال گر نیز گردان شوم
اور اس حال سے بھی اگر میرا حال دگرگون ہوجائے
زیارتگه نیکمردان شوم
نیکمردون کی زیارت کی جگہ ہوجاؤن یعنی بعد مرگ

شوم بر در زمرهٔ خود درفشان
اپنی بخشنے والا کی خود مین تعریف کرتا ہون
کنم سرکشی لیک با سرکشان
سرکشی مین کرتا ہون لیکن سرکشون کے ساتھ

ز بے آلتے وا نماندم بکنج

بمقدوری اپنی سے عاجز ہو کر گوشے مین نہین بیٹھا

ز شاہانِ گیتی درین غار ژرف

بادشاہانِ جہان سے اس گہرے گڑھے یعنی دنیا مین

کہ دید ست بر ہیچ رنگین گلے

کسنے دیکھا ہے کسی رنگین پھول پر

بہر دانشے دفتر آراستہ

ہر دانائی سے ایک کتاب آراستہ کیے ہوئے

پذیرفتہ از ہر فنے روشنی

قبول کیے ہوے روشنی یعنی کمال حاصل کیے ہوے ہر فن مین

شکر دانم از ہر لبے ریختن

ہر لب کو شکر انگیز کرنا یعنی ہنسانا جانتا ہون مین

کسی را کہ در گریہ آرم چو آب

جس شخص کو کہ رولاتا ہون مین مثل پانی کے یعنی بہت

بدستم در از دولت خوش عنان

میرے ہاتھ یعنی اختیار مین دولت موافق ہے

توانم درِ زہد بر دوختن

دروازہ پرہیزگاری کا بند کر سکتا ہون مین

ولیکن درختِ من از گوشہ رست

لیکن کیا کرون درخت عبادت میری کا گوشہ نشینی سے اُگا یعنی جڑ رکھ گیا

چلہ چون چہل گشت و خلوت ہزار

جب چالیس چلّے ہو گئے اور ہزار خلوتین گذرین

جہان باد و از باد ترسد ترنج

جہان ہے ہوا اور ہوا سے چراغ ڈرتا ہے

کرا بود چون من حریفِ شگرف

کون تھا میری طرح نادر مصاحب

ز من عالے آواز تر بلبلے

مجھسے بلند آواز زیادہ کوئی بلبل

بہر نکتہ خامۂ خواستہ

ہر نکتہ کے لیے دوسرا قلم چاہے ہوے یعنی نوک پلک درست کیے

جدا گانہ از ہر فنی یک فنی

جدا جدا ہر ایک فن سے ایک فن کو خوب جاننا یعنی کمال پیدا ہوے

گلابے ز ہر دیدۂ ریختن

ہر آنکھ سے آنسو گرانا یعنی ہر ایک کو رولا سکتا ہون

بخندانمش باز چون آفتاب

ہنساتا ہون مین پھر اسکو آفتاب کی طرح یعنی بہت

طبرزد چنین شد طبرخون چنان

شکر سفید ایسی ہوئی اور عناب ویسا یعنی گریہ و خندہ

ببزم آمدن مجلس افروختن

مجلس مین آنا اور محفل کو زینت دیکھتا ہون

ز جا گر بجنبم شود ہیچ سست

جگہ سے اگر مین ہلون جڑ کم زور ہو جاویگی یعنی زہد کم ہو جاویگا

ببزم آمدن دور باشد ز کار

محفل مین آنا یعنی کنج عبادت سے نکلنا بیکار ہے

در شرف این نامہ گوید

بہنگامِ سیل آشکارا شدن
وقت سیلاب ظاہر ہونے یعنی طغیانی کے

ہمان بہ کہ با اینچنین بادِ سخت
وہی بہتر کہ ایسی تیز ہوا یعنی حوادث زمانہ مین

بجنو وگم شوم خلق را رہنماے
اپنی طرف خلق کا رہنما کم ہون یا خودہی گم ہوکر خلق کا رہنما ہون

سرم پیچد از خفتن و تاختن
سر میرا سونے اور دوڑنے سے پھر جاتا ہے

چنین کز سخن بشگفانم گلے
سیدا اسلئے کہ کلام سے کوئی گل کھلا دون مین

اگر بہ ز خود گلبنے دیدمے
اگر آپ سے اچھا کوئی پھول کا درخت یعنی کسی شاعر کو دیکھتا مین

چو از ران خود خوردہ باید کباب
جب اپنی ران سے کباب کھانا چاہیے ہین مجکو

نشینم چو سیمرغ در گوشۂ
بیٹھتا ہون مین سیمرغ کی طرح ایک گوشے مین

ملالت گرفت از من ایام را
زمانے یعنی لوگون کو بوجہ پیری کی مجھسے رنجیدگی ہونے لگی

درِ خانہ را چون سپہر بلند
اپنے گھر کے دروازے پر مثل آسمان بلند کے

ندانم کہ دوران چسان میرود
نہین جانتا ہون کہ زمانہ کیونکر گذرتا ہے

نشاید ز رے تا بخارا شدن
رے سے بخارا تک نہ جانا چاہیے یعنی ممکن نہین ہے

برون ناورم چون گل از گوشہ رخت
باہر نہ نکالون پھول کی طرح گوشے سے اسباب

ہمایون ز کم دیدن آمد ہماے
کیونکہ کم دکھائی دینے سے ہما زیادہ مبارک ہوگئی

ندانم دگر چارہ ساختن
اور کوئی تدبیر نہین کرنا جانتا ہون

بر آن گل زنم نالہ چون بلبلے
اُسی پھول پر نالہ کرون مین ایک بلبل کیطرح

گلِ سرخ یا زرد وا چیدمے
سُرخ یا زرد پھول اُس سے چنتا یعنی اُس سے کچھ حاصل کرتا

چہ گردم بدر ریوزہ چون آفتاب
پھر کیون دروازے دروازے آفتاب کی طرح گدائی کرون

دہم گوش را از دہن توشۂ
دیتا ہون کان کو منھ سے ایک توشہ یعنی اپنی شاعری کا اُنکو لذت

بکنجِ ارم بُردم آرام را
اپنے گوشے مین جو بہشت کے برابر ہے آرام لے گیا مین

زدم بر جہان قفل و بر خلق بند
قفل لگایا مینے جہان والون پر اور خلق کے نزدیک قید ہون

چہ نیکو چہ بد در جہان میرود
کیا نیک اور کیا بد جہان مین ہوتا ہے

یکی مرده شخصم بری روان
ایک مرا ہوا یعنی ضعیف شخص ہون بین چلنے والا مردی سے

نه از کاروانی نه از کاروان
نہ قافلہ والا ہونے سے نہ خود قافلہ ہونے سے

بصد رنج دل یک نفس میزنم
دل کی بہت مشقت سے ایک سانس لیتا ہون نہین

بدان تا نجنبم جرس میزنم
اسواسطے کہ نہ سوؤن گھنٹہ بجاتا ہون مین

ندانم کسے کو بجان دوبه تن
نہین جانتا ہون مین کسی کو کہ وہ دل وجان سے

مرا دوست تر دار دار خویشتن
مجھکو آپ سے زیادہ دوست رکھے

زمهر کسان روی برتافتم
لوگون کی محبت سے منھ پھیر لیا مین نے

کس خویش را خویشتن یافتم
اپنا شخص یعنی اپنا غمخوار آپ ہی کو پایا مین نے

بر عاشقان کز بدی بدشوم
عاشقون یعنی دوستون کے نزدیک جو برائی سے برا ہون نہین

همان به که معشوق خود خود شوم
بہتر ہو کہ اپنا معشوق آپ ہی ہوجاؤن مین

اگر هم نیست روزی زمهر کسان
اگر مجبوری لوگون کی محبت سے نہین ہے

خدا است رزاق روزی رسان
خدا میرا روزی دینے والا اور روزی پہونچانے والا

در حاجت از خلق بربسته به
دروازہ خواہش کا اہل جہان سے بند بہتر ہے

ز دریوزه هر دری رسته به
ہر ایک دروازے کی گدائی چھوڑنا بہتر ہے

مرا کاشکی بودی آن دسترس
کاشکے ایسی مقدرت مجھکو ہوجاتی

که بگذارمی حاجت کس بکس
کہ نہ چھوڑتا مین ضرورت کسی کی کسی پر

درین منزل خاکی از بیم خون
اس خاکی مقام یعنی دنیا مین قتل کے خوف سے

بیارم سر از خط فرمان برون
سر خط حکم یعنی حجرے سے باہر نہ نکال سکون مین

ببین حال منزل گئی چون بود
دیکھ حال اس مسافر کا کیسا ہووے

که زندانی منزل خون بود
جو قید یا پھنسا ہوا مقام قتل کا ہووے

در خلق از گل براندوده ام
دروازہ خلق کا مٹی سے لیس دیا ہے مین نے

درین ره بدین دولت آسوده ام
اس راہ مین اس دولت سے آرام بیٹھا ہون نہین

در شرف این نامه گوید

در شرف این نامه گوید

چهل روز خود را اگر فتم زنام
چالیس روز اپنی باگ پکڑی یعنی چلہ کھینچا ہر مین نے
چو در چار بالش ندیدم درنگ
جو مسند مین ریزہ دیکھی یعنی دولت دنیا کو ثبات نہ دیکھا
هزار آفرین بر سخن پروری
هزار شاباش ایسے ثناء یعنی مجھکو
زهر جو که انداختم در خراس
ہر جو سے کہ ڈالدیا مینے خرچکی مین
تر و خشک از اشک و رخسار من
خشکی اور تری آنسو اور رخسار سے میرے سنے
تن اینجا به پست جوین ساختن
جسم کو یہان جو کے ستو سے موافقت کرانا
بازی نبردم جهان را بسر
جہان مین کھیل سے بسر کی یعنی یا جہان مجھسے بازی نہ لیجا سکا
نخفتم شبی شاد بر بستری
نہ سویا مین اس رات بچھونے پر خوشی سے
ضمیرم نه زن بلکه آتش زنست
دل میرا عورت نہین بلکہ سنگ چقماق یا طائر ققنس ہے
تقاضای آن شوی چون بدیش
اسکو خواہش شوہر سے مباشرت یعنی دوسرونکی کلام سے فیض پانیکی کیا ہو
بدین دلفریبی سخنهای بکر
اس دلفریبی سے باتین نئی یعنی اچھوتا کلام

کادیم از چهل روز گردد تمام
کیونکہ بود ار چرسہ چالیس دن مین اچھا ہوجاتا ہے
نشستم درین چار دیوار تنگ
بیٹھا مین اس تنگ چار دیوار یعنی کنج قناعت مین
که بر سازد از هر جوی جوهری
جو کر سکے ہر ایک جو سے ایک موتی
دری باز دادم بجوهر شناس
ایک موتی پھیر دیا یا ایک دانہ کھول دیا مینے جوہر شناس کیواسطے
بکهگل در اندوده دیوار من
کہگل سے لیپی دی دیوار میری یعنی سیراں بیٹھ ہوگیا
دل آنجا بگنجینه پرداختن
دل وہان خزانے سے آراستہ کرنا یعنی عقیق مین
که شغلی دگر بود جز خواب و خور
کیونکہ ایک دوسرا شغل تھا سوا سونے اور کھانیکے
که نگشادم آن شب ز دانش دری
جس رات کو عقل سے ایک دروازہ نہ کھولا مینے
که مریم صفت بکر و آبستن ست
جو مثل حضرت مریم کے باکرہ اور حاملہ ہونیوالا ہے
که از سنگ و آهن برون آیدش
جب پتھر اور لوہے سے نکلے وہ آگ یعنی خود مجھ مین یعنی مادہ موجود ہو
بسختی توان زادن از راه فکر
بمشکل فکر سے پیدا کرنا ممکن ہے

سخن گفتن و بکرِ جان سفتن ست
شاعری کرنا اور بکرِ جان کو پرونا برابر ہے

نہ ہر کس سزای سخن گفتن ست
ہر شخص شاعری کرنے کے لائق نہیں رہا ہے

بُدر بے سفالینہ راشفتہ گیر
بجائے ایک موتی کے ایک مٹی کی برتن میں سچ راج کر لے

سرود ے بگرمابہ در گفتہ گیر
حمام میں ایک راگ گالے کیونکہ موتی بیدا اور کھلی جگہ میں گانا مشکل ہے

بیندیش زان دشتہای فراخ
اندیشہ کر ان کشادہ جنگلوں یعنی کھلے میدانوں سے

کز آواز گردد گلو شاخ شاخ
کہ جہاں آواز لگانے سے حلق پھٹ جا بیگی

چو بر سکۂ شاہ زر میزنے
جب اے شاہ یعنی نظامی تو سونے پر شاہی سکہ لگاتا ہی تو

چنان زن کہ گر بشکند نشکنے
ایسا سکہ لگا کہ اگر وہ ٹوٹی تو نہ ٹوٹی یعنی سونا خالص ہو

حکایت تمثیلی گوید

مثالیہ حکایت کہتے ہیں

جہودی مسی را بزر اندود کرد
ایک کافر نے ایک تانبے پر سونے کا ملمع کیا

دکان غارتیدن بران سود کرد
دکان لوگونکی اُس سے لوٹنے کی خواہش کی

نہ انجیر شد نام ہر میوۂ
ہر میوے کا نام انجیر نہیں رکھا گیا

نہ مثل زبیدہ است ہر بیوۂ
نہ ہر ایک بیوہ مثل زبیدہ خاتون کے ہے

گر انجیر خور مرغ بودی فراخ
اگر بہت چڑیان انجیر کھاتی ہوتین مثل کوتر کے

نماندی یک انجیر بر ہیچ شاخ
ایک انجیر بھی کسی ڈالی مین نہ باقی رہتا

دو ہندو بر آید ز ہندوستان
دو ہندو والے آوین ہندوستان سے

یکی دزد باشد یکی پاسبان
ایک چور ہو اور ایک چوکیدار

مس از آب این نقرۂ تابناک
مینے گرم پانی سے اس خالص چاندی یعنی کلام کو

فرو شستم آلودگیہای خاک
خاک آلودگیان دھوئین یعنی نقص سے پاک کر دیا

در شرف این نامه گوید

از این پیکر اگه کشاییم پرند
یعنی اس وقت اس تصویر سے پردہ اٹھاونگا

چو بر میوهٔ نارسیده رسے
جب نارسیده یعنی کچے میوے کے قریب تو آئے

کند شوخئ سیب اخانه رس
کرے یعنی رکھے سیب کو پال مین کوئی میوه فروش

شود نرم ز افشردن انجیر خام
کچا انجیر دبانے سے نرم مزور ہوجاتا ہے

شگوفه که بیگه بخندد ز شاخ
جو کلی کہ بے وقت کھلتی ہے شاخ مین

زمینی که دارد دبر و بوم سست
جو زمین کہ قابلیت زراعت پیدا کرنے کی کم رکھتی ہے

برونق توانم من این کار کرد
رونق یعنی عمدگی سے نہین یہ کام کرنا چاہتا ہون

چو در دانه باشد تمنائے سود
جب دانے مین ہوتی ہے امید فائدے کی

غله چون بود کاسد و کم بها
جب غلہ کھوٹا اور کم قیمت یعنی خراب ہوتا ہے

ترنم شناسانِ دستان نیوش
راگ پہچاننے والے داستان سننے والے

ضرورت شد این شغل را ساختن
پس ضرور ہوا اس کام کو کرنا یعنی کتاب لکھنا

که باشد رسیده چو نخل بلند
جب بلند یعنی کامل ہوجاتی اونچے درخت کیطرح یہ کتاب

بجنبانیش نارسیده کسے
اور اسکو تو ہلادے تو بیشک نادان ہے

ولی خوش نیاید بدندانِ کس
لیکن اچھا نہ معلوم ہوگا کسی کے دانتون کو

ولی چون خوری خون برآید ز کام
لیکن کھانے سے حلق سے کر خون نکل آتا ہے یعنی یہی برا ہے

کند میوه را بر درختان فراخ
درختون مین میوه زیاده کرتی ہے یعنی نہین کرتی

اساسی بر و بست نتوان درست
مضبوط چار دیواری اُسپر نہ باندھنا چاہیے

به بی رونقی کار ناید ز مرد
مردون سے خراب کام نہین ہوتا ہے

کدیور در آید بکشت و درود
کسان پہلے بونے کو آتا ہے اور پھر کاٹنے کو

کند برزگر کار کردن رها
چھوڑ دیتے ہین کسان زراعت کرنا

ز بانگِ مغنی گرفتند گوش
گویّے کی آواز خراب پر کان بند کر لیتے ہین

چنین نامهٔ نغز پرداختن
ایسی نادر اور عمدہ کتاب بنانا

در شرف این نامه گوید

که چون در کتابت بود جایگیر
کہ جب کتابت مین جگہ پا جاوے یعنی لکھ جائیگا

بنقشی که سرو کلا فست خرد
اس طرح سے کہ سرو بلند یعنی شاہنامہ ہو اور یہ چھوٹا سرو

ازین آشنا روی تر داستان
اس سے زیادہ مشہور اور تازہ داستان

دگر نامها را که جوئی نخست
اور کتابون مین اگر ڈھونڈھے تو پہلے

نباشد چنین نامه تزویر خیز
نہوگی ایسی کتاب مکر پیدا کرنیوالی یعنی عجیب

به نیروی نوک چنین خامها
بسبب ایسے قلمون کی نوک کی قوت کے

ازان خسروی می که در جام اوست
اس بادشاہی شراب سے کہ اسکے پیالے مین ہے

سخنگوی پیشینه دانای طوس
اگلے دانا شاعر یعنی فردوسی طوسی نے

دران نامه کان گوهر سفته راند
اس کتاب مین کہ اسنے ہیرے کے موتی یعنی لوگونکا کہا ہوا

دگر هرچه گفتندی از باستان
اور جو کچھ وہ اگلے لوگون کے حال لکھتا

نگفت انچه رغبت پذیرش نبود
نہ کہا اسنے جو کچھ اسکو اچھا نہ معلوم ہوا

شنونده را زو بود ناگزیر
سننے والے یعنی سنکر پڑھ لینے والے اس سے مجبور ہو جاینگے

نمودم باین داستان دستبرد
کی مینے اس کتاب مین چالاکی یا غلبہ پایا مینے

پسندیده ناید بر راستان
پسند نہ آویگا سچے لوگون کے نزدیک

بجمهور ملت نباشد درست
ہر مذہب والون کے نزدیک درست نہوگی

نوشته بچندین قلمهای تیز
لکھی ہوئی ایسے تیز اونکیلے قلمون سے

شرف دارد این نامه بر نامها
بزرگی رکھتی ہے یہ کتاب اور کتابون پر

شرفنامه خسروان نام اوست
شرف نامہ پادشاہون کا اسکا نام ہے

که آراسته روی سخن چون عروس
جو آراستہ کیا چہرہ کلام کو مانند عروس کے

بسی گفتنیهای ناگفته ماند
بہت کہنے کے قابل مضمون اس سے بھی رہ گئے

بگفتن دراز آمدی داستان
اسکے کہنے مین داستان بڑھ جاتی

همان گفت کزوی گزیرش نبود
وہ ہی صرف اسنے بیان کیا جس سے اسکو چارہ نہ تھا

دگر از پئے دوستان زلہ کرد
اور دوسروں کے واسطے دوستوں کے چھوڑ دیا

کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد
کہ اکیلے حلوا کھانا نہ چاہیے

نظامی کہ در رشتہ گوہر کشید
نظامی نے کہ لڑی مین موتی پروئے

قلم دیدہ ہا را قلم در کشید
لکھے ہوئے اور ونکے مضامین کو اپنی کتاب سے کاٹ دیا

بنا سفتہ دری کہ در گنج یافت
وہ بغیر بیدھا ہوا موتی کہ خزانے مین پایا

ترازوی خود را سخن سنج یافت
اوس سے اپنی ترازو کو سخن تولنے والی پایا

شرفنامہ را فرخ آوازہ کرد
شرفنامے کو مبارک شہرہ یعنی بہت مشہور کیا

حدیث کہن را بدو تازہ کرد
پرانے قصے کو اُس نے تازہ یعنی نیا کیا

بیا ساقی آن ارغوانی شراب
آؤ اے ساقی وہ سرخ شراب

بمن دہ کہ تا مست گردم خراب
مجھکو دے کہ مین اُس سے بدمست ہوجاؤن

مگر زان خرابی نوائے زنم
لیکن اُس بیہوشی مین ایک نعرہ مارون مین

خراباتیان را صلائے زنم
اور شراب پینے والون کو ایک آواز دون ہشیار ہونے کی

حکایت تعلیم خضر علیہ السلام

بیان خضر علیہ السلام کے تعلیم کرنے کا

مرا خضر تعلیم گر بود دوش
مجھکو کل کی رات حضرت خضر تعلیم دیتے تھے

برازی کہ آمد پذیرای گوش
اُن اسرار سے جو کانون کو پسند آئے

کہ ای جامگی خوار تدبیر من
کہ اے شراب پینے والی میری تدبیر کے

ز جام سخن چاشنی گیر من
میرے کلام کے پیالے سے مزہ پانیوالے

شنیدم کہ در نامہ خسروان
سنا ہے مینے کہ پادشاہون کے حالات مین

سخن راندہ خواہی چو آب روان
کچھ نظم کیا چاہتا ہے تو مثل جاری پانی کے

حکایت در تعلیم حضرت خضر

چو سوسن سر از بندگی تافتہ

سوسن کی طرح سر بندگی سے پھیرے یعنی آزاد

سخن می رساند ترا در جہان

کلام پہونچاتا ہے تجھکو جہان مین

مشو ناپسندیدہ ربیش باز

مت ہو ناپسند کا قبول کرنیوالا یعنی ناپسندیدہ بات لکھنا

پسندیدگی کن کہ باشی عزیز

پسندیدگی اختیار کر کہ ہر دلعزیز ہوجاے تو

فرو بردن اژدہا بہ بید رنگ

اژدہے کا نگل جانا بے شبہہ

ازان خوشتر آید جہاندیدہ را

اس سے جہاندیدہ یعنی عقلمند کو بہتر معلوم ہوتا ہے

کہ گو آنچہ دانای پیشینہ گفت

مت کہہ جو کچھ اگلے دانا یعنی فردوسی نے کہا

اگر در گذرہای اندیشہ گیر

لیکن بیچ فکر کے عاجز کرنیوالے راستون کے

درین پیشہ چون پیشوای نوی

اس راہ مین جب نیا پیشوا ہے تو

چو نیروی بکر آزمایت ہست

جب طاقت بکر کے آزمانے کی تجھکو ہے

مخور غم بصیدیکہ ناکردہ

مت کر رنج اس شکار کا کہ تو نے نہین کیا ہی

نم از چشمۂ زندگی یافتہ

تری چشمہ بقا باللہ سے پائے ہوئے

تو مکتوب آن را باخبار خوان

تو اس داستان کو معتبر روایات مین دیکھکر کہنا

کہ در پردۂ کج نیابند راز

کہ ٹیڑھے پردہ مین بھید نہین پاتے ہین یعنی کسیکے پسند نہین آتا

پسندیدگانت پسندند نیز

پسندیدہ لوگ بھی تجھکو پسند کرین

بدریا شدن در دہان نہنگ

دریا مین گھڑیال کے منھ مین چلا جانا

کہ بیند ہمی ناپسندیدہ را

کہ دیکھے کسی ناپسندیدہ کو

کہ یک در فشاید دو سوراخ سفت

کہ ایک موتی مین دو سوراخ کرنا نہ چاہیے

کہ از باز گفتن بود ناگزیر

کہ اُسکے دوبارہ کہنے کی ضرورت ہووے

کہن پیشگان را مکن پیروی

پرانے طریقے والون کی پیروی مت کر

بہر میوہ خود را میالای دست

ہر میوہ سے اپنا ہاتھ نہ آلودہ کر یعنی مت مل

کہ نخچیر بود ہر چہ ناخوردہ

کہ ڈھیر دن ہے تیرے لیے جو تو نے نہین کھایا ہے

حکایت در تعلیم حضرت خضر عم

بدشوار آید گہر سوی سنگ
مشکل سے آتا ہے لعل پتھر مین

ز سنگش تو آسان کے آری بچنگ
پتھر سے تو بآسانی کیونکر نکال سکتا ہے

ہمہ چیز گر بنگری سخت لخت
تمام چیزین اگر دیکھے تو تھوڑی تھوڑی

بسختی برون آید از راہ سخت
مشکل سے باہر آتی ہین سخت راہ سے

گہر سفت نتوان بآسودگی
موتی کا بیدھنا آسانی سے ممکن نہین ہے

بود نقرہ محتاج پالودگی
چاندی صاف کرنے کی محتاج ہوتی ہے

کسی کو بر و بحر و تر و خشک رنج
جو شخص کہ دریا اور جنگل مین محنت کرتا ہے

ز ماہی درم یابد از گاو گنج
مچھلی سے درم پاتا ہے اور گاے سے خزانہ

خم نقرہ خواہی و زرینہ طشت
اسکا چاندی کا تو چاہتا ہے اور سونیکی تھالی یعنی تونگری

ز خاک عراقت نباید گذشت
زمین عراق سے تجھکو باہر جانا ہے کیونکہ مقام قدردانی اہل سخن ہے

ز رے تا دہستان و خوارزم و خجند
رَے سے دہستان اور خوارزم اور خجند تک

لویدی نہ بینی بجز لور گند
کوئی دیکھیگا تو سوا چولھور کے

بخاری و گیلی و خزری و کرد
بخارا اور گیلان اور خزر اور کرد والے لوگ

بنان پارہ ہستند ہر چار خرد
یہ چارون ایک روٹی کے ٹکڑے کے محتاج ہین

نروید گیاہی ز مازندران
نہین پیدا ہوتی ہے کوئی گھاس مازندران سے

کہ صد نوک خم چین نہ بینی دران
کہ سو نوک خم چین کی اسمین نہ دیکھی تو

ز مازندران ناید الا دو چیز
مازندران سے نہین پیدا ہوتی ہین لیکن دو چیزین

یکی دیو مردم دگر دیو نیز
ایک آدمی دیو خصلت دوسرے دیو بدخصلت

عراق دل افروز و باد ارجمند
عراق دل کی روشن کرنیوالا ہو اور ہوا بزرگ

کہ آوازہ فضل زو شد بلند
کہ اس سے علم اور فضل کا شہرہ نہایت بلند ہوگیا

ہران گل کہ او تازہ دارد نفس
جو پھول کہ وہ روح کو تازہ کرتا ہے

عرق ریزد او در عراقست و بس
شرمندہ کرنیوالے اسکے عراق مین ہین اور بس

حکایت در تعلیم حضرت خضر علیہ السلام

تو نیز آن بہ ای پیک علوی نژاد

تجھکو بھی وہ بہتر ہے ای بزرگ پیدایش قاصد

بگوهر کنی تیشه را تیز کن

لعل نکالنے کے لیے اوزار کو تیز کرے

تو گوهر کن از کان اسکندری

تو لعل نکال سکندر کی کان سے یعنی اسکا قصہ لکھ

جهاندار آید خریدار تو

ایک بادشاہ تیری خریداری کو آوے گا

خریدار چون بر در آرد بها

خریدار جب دروازے پر قیمت لاوے

چو دریا خرد گوهر از کان تنگ

جب دریا مول لیتا ہے موتی چھوٹی کان سے

ز دریای او گنج گوهر مپوش

اس دریا سے موتی کے خزانے کو مت چھپا

میانجی چنان کن برای صواب

ای میانجی یعنی نظامی رای نیک سے ایسا کر

چو دلداری خضرم آمد بگوش

جب دلداری حضرت خضر کی مجھے ایسی سنی

پذیرا سخن بود شد جایگیر

مان لینے والی بات تھی دل مین آگئی

چو در من گرفت آن نصیحتگری

جب مجھ مین اثر کیا اس نصیحت کرنے نے

که گرد جهان برنگردی چو باد

کہ گرد جہان کے ہوا کی طرح نہ پھرے یعنی اور قصہ نہ لکھ

عروس سخن را شکرریز کن

اور عروس سخن پر سے وہ لعل قربان کر

سکندر خود آید بجوهر خری

روح سکندر کی آویگی اس موتی کے مول لینے کو

بزودی شود بر فلک کار تو

آسمان پر پہونچے گا فوراً تیرا کام

نشاید ره بیع کردن رها

بیچنے کا طریقہ نہ چھوڑنا چاہیے یعنی بیچنا چاہیے

دهد کشتی در بیک پاره سنگ

اور دیتا ہے موتیوں کی کشتی عوض ایک پتھر کے ٹکڑے کے

دری می ستان گوهری میفروش

ایک موتی یعنی مال و دولت لیکر ایک جوہر کو بیچ ڈال

که هم سیخ بر جا بود هم کباب

کہ سیخ بھی قائم رہے اور کباب بھی

دماغ مرا تازه تر کرد هوش

میرے دماغ کے ہوش اور تازہ ہوگئے

سخن کز دل آید بود دلپذیر

جو بات کہ دل سے آتی ہے دل اسکو پسند کرتا ہے

زبان بر گشادم بدر دری

زبان کھولی بیچنے دری موتیوں یعنی نظم دری مین

حکایت

در تعلیم حضرت خضر علیہ السلام

نهادم ز هر شیوه هنگامه
هر طریقے سے ہنگامہ گرم کیا مین نے

وران حیرت آبادی یاوران
اُس حیرت کے مقام مین جہان کوئی مددگار نہ تھا

هر آئینه کز خاطرش تافتم
وہ آئینہ جسکو دل مین چمکایا مین نے

ببینم بسرسری سوی آن شهریار
جلدی یعنی حقارت سے اُس بادشاہ کی طرف دیکھ

گروهیش خوانند صاحب سریر
ایک گروہ یعنی تمام جہان اُسکو بادشاہ کہتا ہی

گروهی ز دیوان دستور او
ایک گروہ نے طرزِ عدالت اُسکے سے

گروهی ز پاکی و دین پروری
ایک گروہ نے پاک طینتی اور دینداری کیوجہ سے

من از هر سه دانه که دانا فشاند
مین تینون دانون یعنی تینون طریقون سے جو شعرا نے بیان کیے

نخستین در پادشاهی زنم
پہلے دروازہ اُسکی بادشاہی کا کھولتا ہون مین

ز حکمت بر آریم انگه سخن
بعد اُسکے اُسکی دانائی کا بیان کرونگا

به پیغمبری کوبم انگه درش
بعد اُسکے اُسکی پیغمبری کا دروازہ یعنی بیان کرونگا

نگر در سخن نو کنم نامه
تا کہ اشعار مین نئی کتاب کہنا شروع کرون

زدم قرعه بر نام نام آوران
قرعہ پھینکا مینے تمام نامورون کے نام پر

خیال سکندر در وی یافتم
خیال سکندر کا اُسمین پایا مین نے

که هم تیغ زن بود و هم تاجدار
کیونکہ وہ بہادر بھی تھا اور بادشاہ بھی تھا

ولایت ستان بلکه آفاق گیر
اقلیم فتح کرنے والا بلکہ تمام جہان کا لینے والا

بحکمت نوشتند منشور او
بسبب دانائی کے اُسکو فرمان لکھا یعنی شہرت دی

پذیره شدندش به پیغمبری
قبول کیا یعنی مانا اُسکو پیغمبری مین

درختی برومند خواهم نشاند
ایک پھل مند درخت لگاؤنگا یعنی نظم کرونگا

دم از کار کشور کشایی زنم
پھر اُسکی ملک گیری کے حالات بیان کرتا ہون

کنم تازه تاریخهای کهن
پرانے حالات کو تازہ کرکے لکھونگا

که خواننده خدا نیز پیغمبرش
کہ خدا نے بھی جانا اُسے پیغمبر بھی فرمایا ہے

حکایت در تعلیم حضرت خضر

از آن روز گو شد به پیغمبری

جس دن سے کہ وہ پیغمبری مین داخل ہوا

سه در ساختم هر دری کان گنج

تین دروازے بنائے مینے ہر ایک خزانے کی کان

از آن هر سه دریا باین هر سه دُر

اُن تینون دریاؤن اور ان تینون موتیون سے

طراز نوانگیزم اندر جهان

ایک نیا طرز بیان کرتا ہون مین جہان مین

دریغ آیدم کین نگارین نورد

افسوس آتا ہے مجھکو کہ یہ منقش کپڑا

در دولتے کو کزین دستکار

ایسا کون در دولت ہے جسپر اس دستکاری

پرند چنین پرده دارش کنم

ایسی چادر یعنی نقاب سے اسکو چھپاؤن

باین نامهٔ نامور دیریاز

اس نامور کتاب دیر تک قائم ہونیوالی

نشستنگهی سازمش زین سریر

اس تخت یعنی کتاب مین اسکے بیٹھنے کی جگہ بناتا ہون

بحرفے مسجّل کنم نام وے

اس حرف یعنی صورت سے سجل کرتا ہون نام اُسکا

نه حرفے که عالم زیادش برد

نہین ایسے طرز سے کہ جہان اُسکو بھول جاوے

نوشتن تاریخ اسکندری

لکھنے لگا حالات سکندر پادشاہ کے لوگ

جداگانه بر هر دری برده رنج

علحدہ علحدہ ہر دروازے مین محنت کی

کنم دامن عالم از گنج پر

جہان والونکا دامن موتیون سے بھر دیتا ہون مین

که خواهد ز هر کشوری نوبهان

جو لیوے ہر ولایت سے ایک تحفہ

بود در سفینه گرفتار گرد

کتاب مین گرد سے خراب ہو جائے گا

بدیوار او برنشانم نگار

اوسکی دیوار پر نقش ونگار بناؤن مین

زگرد زمین رستگارش کنم

زمین کی خاک سے اسکو محفوظ کرون مین

نباهم بدو نام او را دراز

اُسکے نام کو بڑا یعنی بلند کرتا ہون مین

که باشد بر وجاودان جایگیر

تاکہ اُسپر ہمیشہ قائم یعنی لکھا رہے

که باشد درین جنبش آرام وے

تاکہ اس دنیا مین وہ بآرام قائم رہے

نه باران بشوید نه بادش برد

نہ پانی اُسے دھو سکے نہ ہوا اُسکو اُڑا لیجاوے

حکایت در تعلیم حضرت خضر عم

بشرطیکه چون من درین دستگاه
بشرطیکه جس محنت سے مین نے دنیا مین
مرا نیز از و پایگاہے رسد
مجھکو بھی اُس سے کوئی مرتبہ حاصل ہووے
ز خورشید روشن توان جست نور
آفتاب سے زیادہ روشن نور تلاش کرنا چاہیے
غلیواز را با کبوتر چه کار
چیل کو کبوتر سے کیا واسطہ ہے
نظامی که نظم دری کار اوست
نظامی کہ نظم دری کہنا اُسکا کام ہے
چنان گوید این نامهٔ نغز را
اسطرح بیان کرتا ہے اس نادر کتاب کو
دل دوستان را بدو نور باد
دوستون کا دل اُس سے روشن ہووے
نواگر نوائے چکاوک بود
آواز گانے والی اگر خوش آواز ہووے
دران دائره کین سخن رانده ام
اُس دائرے مین کہ یہ بات کہے ہے مین نے
که این نامهٔ نغز نامے کند
کہ وہ اس نادر کتاب کو مشہور کردے
چنان بر کشاید پر و بال او
ایسے کھولے پر اور بازو اُسکے یعنی اُسکو مرتبہ بخشے

رسانم سرش را بخورشید و ماه
اُسکو آفتاب اور ماہتاب کے برابر سربلند کیا ہے
باندازهٔ سر کلاہے رسد
میرے سر کے موافق مجھکو بھی کوئی تاج ملے
که شد سایه را سایه زین کار دور
کہ سایے سے اس کام کے عکس کو دوری یعنی
باز ملک درخورست این شکار
باز شاہین کے لائق یہ شکار رہے
دری نظم کردن سزاوار اوست
نظم دری کہنا اُسی کے لائق ہے
که روشن کند خواندنش مغز را
جسکا پڑھنا لوگون کا دماغ روشن کرے
وز و طعنهٔ دشمنان دور باد
اور اوس سے طعنہ دشمنون کا دور رہے
چو دشمن زند تیر ناوک بود
دشمن اگر گاوے اُسکے لیے تیر ناوک ہوجاوے
درون و برون خویش را خوانده ام
ظاہر اور باطن مین خدا تعالی سے متوجہ ہون
گرامی کنندش را گرامی کند
اُسکے عزت دینے والے کو وہ معزز کرے
که نیک اختری خیزد از فال او
کہ خوش نصیبی اُسکی فال مین اُٹھے

حکایت در تعلیم حضرت خضر عم

نشاط اندر آرد بخوانندگان
خوش کرے پڑھنے والون کو
فسردہ دلان را در آرد بکار
بیکارون کو لگاوے کام سے
نوازش کند سینۂ خستہ را
دلاسا دیوے زخمی دلون کو
گرش ناتوانے تمنا کند
اگر اسکے پڑھنے کی کوئی کم استعداد آرزو کرے
وگر ناامیدش گیرد بدست
اور اگر کوئی نا امید اسکو ہاتھ مین لے
ہرانچہ از خدا خواستم زین قیاس
جو کچھ اس قسم سے خدا سے مینے طلب کیا
ہمایون ازان شد کہ این بزمگاہ
مبارک اسوجہ سے ہوا کہ مجلس یعنی کتاب
بیا ساقی آن آب یاقوت وار
اور اے ساقی وہ شراب یاقوت ایسی یعنی سرخ
سفالینہ جامی کہ می جان اوست
وہ مٹی کا پیالہ کہ شراب اسکی جان ہے

مفرح رساند بدانندگان
تازگی پہونچاوے جاننے والون کو
غم آلودگان را شود غمگسار
غمگینون کی غمخواری کرے
کشایش دہد کار ہر بستہ را
کھولے بند کامون کو یعنی مفرح الحال کرے
خدایش بخواندن توانا کند
خدا اسکو پڑھنے کی قوت دے
بدست آورد ہر امیدیکہ ہست
حاصل ہو جو مراد کہ اسکی ہو یعنی اسکے دل مین ہو
خداداد بر دادہ کردم سپاس
خدا نے بخشا اسکے دیے ہوئے کا شکر کیا مینے
ہمایون بود خاصہ در بزم شاہ
مجلس پادشاہ مین خاصکر مبارک ہوئی
درافگن بان جام یاقوت بار
ڈال اس یاقوت بار پیالے مین
سفال زمین خاک ریحان اوست
مٹی زمین کی اسکی خاک ریحان ہے

در مدح پادشاہ نصرۃ الدین گوید

پادشاہ نصرت الدین کی تعریف مین کہتا ہے

در مدح پادشاہ نصرالدین گوید

علم برکش ای آفتاب بلند
ظاہر ہو اے بلند آفتاب

بنال ای دل رعد چون کوس شاہ
نالہ کر اے دل گرج کر پادشاہ کے نقارہ کی طرح

ببار ای ہوا قطرہ ناب را
برسا او اے ہوا قطرہ خالص کو

بر آ ای در از قعر دریای خویش
نکل اے موتی اپنے دریا کے قعر سے

شہی کار زو مسند معراج اوست
وہ بادشاہ کہ خواہش مند اُسکے مرتبے کا ہے

سکندر شکوہے کہ در حملہ ساز
ایسا سکندر کا دبدبہ کہ اُسکے تمام سامان سے

زمین زندہ دار آسمان ژندہ کن
اہل زمین کا زندہ رکھنے والا آسمان کا زندہ کرنیوالا

طرفدار مغرب بمردانگی
بادشاہ پچھم کا بہادری مین

جہان پہلوان نصرۃ الدین کہ ہست
جہان کا پہلوان کہ بادشاہ نصرت الدین ہے

مخالف پس اندیش و او پیش بین
دشمن پیچھے ہٹنے والے اور وہ آگے بڑھنے والا

خداوند شمشیر و تخت و کلاہ
مالک تلوار اور تخت اور تاج کا

خرامان شو ای ابر مشکین پرند
چل اے ابر سیاہ چادر والے

بخند ای لب برق چون صبحگاہ
ہنس اے بجلی کے ہونٹھ مثل صبح کے

بگیر ای صدف در کن آن آب را
لے اے سیپی موتی بنا اُس پانی کے قطرے کو

بتاج سر شاہ کن جای خویش
تاج فرق پادشاہ مین تو اپنی جگہ کر

زمین بوس او درۃ التاج اوست
اُسکے تاج کا موتی اُسکی زمین بوسی کرنیوالا ہے

شکوہ سکندر بدو گشت باز
دبدبہ سکندر کا ظاہر ہو گیا

جہانگیر و دشمن پراگندہ کن
جہان کا قبضے مین کرنیوالا دشمن کو عاجز کرنیوالا

قدر خان مشرق بفرزانگی
بادشاہ پورب کا عقلمندی مین

برا عدای خود چون فلک چیرہ دست
اپنے دشمنون پر آسمان کی طرح غالب

بد اندیش کم مہر و او بیش کین
دشمن کم محبت اور وہ نہایت کینہ ور

سہ نوبت زن و پنج نوبت پناہ
تینون وقت نوبت بجانیوالا اور پنجگانہ نماز ادا کرنیوالا

بر رستم رکابے روان کرد رخش
رستم رکابی سے گھوڑا دوڑانے والا
شہان را از رسمے کہ آئین بود
بادشاہوں کا جسطرح کا کہ دستور ہوتا ہے
جز او کاہن تیغ روشن کند
سوا اسکے کہ وہ تلوار لوہے کی چمکاتا ہے
چو آب فرات آشکارا نواز
مثل نہر فرات کے نہایت ہی مہربان
اگر سایہ بر آفتاب افگند
اگر سایہ اپنا آفتاب پر ڈالدے
اگر ماہ نو را ابراتے دہد
اگر ماہ نو کو کچھ حصہ دیدے
گر انعام آن بر شمارد کسے
اگر بخشش اسکی کو کوئی شمار کرے
ز شکر وی آن نعمت افزون بود
اسکے شکر سے وہ نعمت اسکی زیادہ ہوجاے
فلک وار بر ہر کہ بندد کمر
آسمان کی طرح جس مخالفت پہ کمر باندھے
بریزد و در آشوب چون میغ او
گراتا ہے لڑائی میں مثل بدلی کے وہ
ہر انچہ او نمودہ گہ کارزار
جو کچھ اسنے بہادری کی لڑائی کے وقت

ہم اورنگ پیراے ہم تاج بخش
تخت کا آراستہ کرنیوالا بھی اور تاج بخشنے والا
کلید آہنین گنج زرین بود
سونے کے خزانے کی کنجی لوہے کی ہوتی ہے
کلید از زر و گنج آہن کند
کنجی سونے کی اور گنج لوہے کی پیدا کرتا ہے یعنی آلات حرب کو عزیز رکھتا ہے
چو سرچشمہ نیل نہان گداز
مثل چشمہ نیل کے پوشیدہ غرق کردینے والا
دران چشمہ آتش آب افگند
اسکے آگ کے چشمے میں پانی ڈالے یعنی بجھاوے
ز نقص کمالش نجاے دہد
کمال ہونے کے نقص سے اسکو چھوڑادے یعنی زوال ہو
بدان تا کند شکر نعمت بسے
اسلیے کہ اسکا بہت شکر یہ نعمت ادا کرے
ولی نعمتی بیش ازین چون بود
اور کوئی اس سے زیادہ دلی نعمت کیا ہوگا
بر آب افگند چون زمینش سپر
پانی پر ڈالدے زمین کیطرح اسکی ڈھال
سر تیغ کوہ از سر تیغ او
چوٹیاں پہاڑ کی اپنی تلوار کی نوک سے
نہ رستم نمودہ نہ اسفندیار
نہ رستم نے کیں نہ اسفندیار نے

در مدح پادشاہ نصر الدین گوید

صلاح جهان آنشب آمد پدید
بہبودی جہان کی اُس رات ظاہر ہوئی

که از مولدش صبح صادق دمید
جب اُسکی پیدایش کا سویرا طلوع ہوا

کجا گام زد خنگ پدرام او
جس جگہ کہ اُسکی آراستگی کی گھوڑے نے قدم رکھا

زمین یافت سرسبزی از گام او
زمین نے سرسبزی اُسکے قدم سے پائی

بهر دائره کو زدے ترکتاز
جس قلعے پر کہ وہ دھاوا کرتا یا خروج دشمن پر

ز پرگار خطش گره کرد باز
حصار اُسکے سے گرہ کھولدیا یعنی متفرق کردیا

بدان بقعه کو بارگی تاخته
اُس مقام پر کہ اُسنے گھوڑا دوڑایا

زمین گنج قارون برانداخته
زمین نے خزانے قارون کے سامنے ڈالدیے

بران دژ که او رایت انگیخته
جس قلعے پر کہ اوسنے علم اٹھایا یعنی فتح کیا

سر کوتوال از دژ آویخته
سر کوتوال کا قلعے پر کاٹکر لٹکا دیا

اگر دیگران کاصل شان آدمیست
اگرچہ اور لوگ بھی جنکی کہ نسل یعنی اولاد آدم ہین

همه مردمند او همه مردمیست
سب آدمی ہین مگر وہ ہمہ تن مروت ہے

ندانم کس از مردم روشناس
نہین جانتا ہون مین کسی آدمی کو جو اُسکا پہچاننے والا ہو

کزان مردمی نیست بروی سپاس
کہ اُسکی مروت سے وہ اُسکا شکر نہین کرتا ہے

زبس ناز و نعمت کزو رانده اند
بہت دولت اور نعمت کہ اُس سے رکھپاتے ہین

ولی نعمت عالمش خوانده اند
ولی نعمت تمام جہان کا اُسکو کہتے ہین

اگر مرده سر بر آرد ز گور
اگر کوئی مردہ سر نکالے قبر سے یعنی جی اُٹھے

بگیرد همه شهر و بازار شور
تمام شہر اور بازار مین شور ہونے لگے

هزاران دل مرده از عدل شاه
ہزارون مردہ دل یعنی عاجز بادشاہ کی عدل سے

شود زنده و خصم ناید براه
خوش پھرتے ہین اور دشمن سامنے نہین آتا

چو عیسی بسے مرده را زنده کرد
حضرت عیسیٰ کی طرح بہت مردے زندہ کیے

بخلق چنین خلق را بنده کرد
ایسی خوش خلقی سے جہان کو اپنا بندہ کرلیا

جهان بود چون کان گوهر خراب
جہان تھا موتی کی کان کے مثل کھدا ہوا یعنی ویران

زمین دوزخی بود بی کار و کشت
زمین بیدوزخ کی طرح قابلیت زراعت رکھتی تھی یعنی بی انتظام

ز هر نعمتے کآیدش نو بنو
جو جو نعمتین کہ تازہ تازہ اُسکو حاصل ہوتی ہین

بهر نیکیے چون خرد وپے برد
ہر نیکی اور خوبی مین جو عقل غور کرتی ہے

چو دریا بگویم گران سایه
مثل دریا کے اوسکو عالی مرتبہ کہتا ہون

زهی بارگاهے که چون آفتاب
کیا اچھی بارگاہ کہ مثل آفتاب کے

گر از نخل طوبے رسد در بهشت
اگر طوبے کے درخت سے پہونچتی ہین بہشت کے

رسد شرق تا غرب احسانِ او
پہونچتی ہے پورب سے پچھم تک اُسکی احسان ہے

بکیخسروی نامش افتاد چست
مطابق کیخسروی مین نام اُسکا جلد ہو گیا

بهر وادیے کو عنان تافته
جس جنگل کی طرف کہ اُسنے گھوڑا دوڑایا

ز گنجش زمین کیسه بر دوخته
اُسکے خزانے سے زمین نے اپنے کیسے بھر لیے

آبادی افتاد زین آفتاب
آبادی ہوئی اِس آفتاب سے اِسمین یعنی روشنی ہوئی

باری چنین تازه شد چون بهشت
اِس ابر سے مثل بہشت کے تازہ یعنی سرسبز ہوگئی

دهد بخشش خواهندگان جو بجو
مانگنے والون کو جو جو بھر یعنی تھوڑی تھوڑی تقسیم دیتا ہے

جهان یاد نیک از جهان کے برد
یاد نیک شخص کی جبتک جہان ہے اہل جہان نہین بھول سکتے

همانا که چون کان گرانمایه
تحقیق کر بلکہ مثل کان کے نہایت بیش قیمت

ز مشرق بمغرب رساند طناب
پورب سے پچھم تک پہونچی جسکی رسی یعنی سلسلہ حکمرانی

بهر کوشکے شاخ عنبر سرشت
ہر ایک گھر مین شاخین خوشبودار میوہ خوری کے لیے

بهر خانه نعمت از خوان او
ہر ایک گھر مین نعمت اُسکے خوان سے

نسب کرده بر کیقبادی درست
کیونکہ مناسبت کیقبادی بھی اُسے حاصل تھی

درمنه بدامن درم یافته
درمنہ گھاس نے دامن بھر درم اور دینار پایے

سمن سیم و خیری زر اندوخته
چمیلی اور خیری نے چاندی اور سونا اُس سے پایا

در مدح پادشاه نصرة الدین گوید

در مدح پادشاہ نصرۃ الدین گوید

کجا گنجدانے پشیزے درو — کہ از گنج او نیست چیزی درو

کہان یعنی وہ خزانہ کون ہے جسمین کہ ایک پیسہ بھی ہے — کہ اسکے خزانے کا اسمین کچھ بھی نہین ہے

چو از تاج او شد فلک سربلند — سرش باو زان تاج فیروزمند

جب اسکے تاج سے آسمان سربلند ہوگیا — سر اسکا اس تاج سے زیادہ فتحمند ہووے

چو اسکندری شاہ کشورکشای — چو خضر از رہ افتادہ را رہنمای

سکندر ایسا ایک بادشاہ ولایت فتح کرنیوالا — خضر کی طرح بھولے ہوؤن کو راہ بتانے والا

زہے خضر و اسکندر کائنات — کہ ہم ملک دارد و ہم آب حیات

کیا خوب خضر اور سکندر جہان کا — کہ ملک بھی رکھتا ہے اور آب حیات بھی رکھتا ہے

ہمہ چیز داری کہ آن درخورست — نداری یکی چیز کان ہمسرست

تو وہ سب چیزین رکھتا ہے جو تیرے لایق ہین — نہین رکھتا ہے تو ایک چیز وہ کیا ہے یعنی ہمسر اپنا

چو در صید شیران شمار افگنی — بہ تیری دو پیکر شکار افگنی

جب شیرون کے شکار مین شمار کرتا ہے تو — ایک تیر سے دو دو شکار گراتا ہے تو

چو در جنگ فیلان کشائی کمند — دہی شاہ قنوج را فیل بند

جب ہاتھیون کی لڑائی مین تو کمند کھولے — بادشاہ ہند کے آگے پیلبند ڈالدے یعنی اسکو قید کرلے تو

اگر شیر گور افگند وقت زور — تو شیر افگنی بلکہ بہرام گور

شیر اگرچہ گور کو گرا دیتا ہے روز مین — تو شیر کو گراتا ہے بلکہ بہرام گور کو

چہ دولت کہ در بند کار تو نیست — چہ مقصود کان در کنار تو نیست

کون دولت ہے جو تیرے اختیار مین نہین ہے — کون مقصد ہے جو تیری گود مین یعنی تجکو حاصل نہین

بسا گردن سخت کیمخت چرم — کہ شد چون دوال رکاب تو نرم

بہت سخت گردنین اور کیمخت چمڑے والی یعنی مضبوط — جو ہوگئے تیری رکاب کے تسمے کی طرح نرم یعنی

دو شخص این اندر تو آید بجوش — یکی نرم گردن دگر سفتہ گوش

دو شخص بہ عوض ہین جب تو غصے مین آوے — ایک نرم گردن یعنی مطیع اور دوسرا غلام

بعد ازان تو بدخواه جان می برد

معافی چاہنے کے سبب سے بدخواہ تجھسے جان بچا لیجاتا ہے

چو برگشت گرد از جهان روزگار

جب گردش کی جہان سے زمانے نے

کلاه از کیومرث آفاق گیر

تاج جہان لینے والے کیومرث بادشاہ سے

ز کیخسرو آن جام گیتی نمای

کیخسرو سے وہ جام جہان نما

فروزنده آئینهٔ گوهری

روشن ایک آئینہ عقلمندی کا

همان خاتم لعل بر دوخته

وہی انگوٹھی لعل کی جڑی ہوئی

بدینگونه شش چیز در صرف تست

اسی طرح یعنی وہ چھؤن چیزین تیری قبضہ مین ہین

جز این نیز بینم ترا شش خصال

انکے سوا بھی تجھ مین چھ خصلتین دیکھتا ہون

یکی آنکه از گنج آراسته

اول یہ کہ خزانے آراستہ سے

دوم مردمی کردن بیقیاس

دوسرے بے اندازہ مروت کرنا یعنی بہت

سوم دل بشفقت برآراستن

تیسرے دل کو مہربانی سے آراستہ کرنا

بدین عهد رایت جهان می برد

اسی اقرار سے تیری رائے جہان کو فتح کرتی ہے

ز شش پادشه ماند شش یادگار

ان چھ پادشاہون سے چھ نشانیان باقی رہین

ز جمشید تیغ از فریدون سریر

جمشید سے تلوار اور فریدون سے تخت

که احکام انجم درو یافت جای

کہ ستارونکے حکم یعنی علم نجوم کو زور سے بنایا تھا

نمودار تاریخ اسکندری

نشانی عہد سکندر بادشاہ سے

بمهر سلیمانی افروخته

مہر سلیمانی سے روشن

گواه سخن نام شش حرف تست

گواہ میری بات کی چھ حرف ملفوظی تیرے نام کے ہین

که بادی برومند از ماه و سال

کہ رہے تو برخوردار ان سے مہینو اور سال یعنی ہمیشہ

دهی آرزوهای ناخواسته

دیتا ہے تو بغیر مانگے ہوئے ہر شخص کی مرادین

عوض بازنا جستن از حق شناس

عوض نہ تلاش کرنا یعنی نہ لینا حقدار سے

ستمدیده را داد دل خواستن

مظلوم کے صبر دکھواہ داد دینا

مدح پادشاه نصر الدین گوید

چہارم علم بر ثریا زدن	چو خورشید لشکر بہ تنہا زدن
چوتھے علم برابر ثریا کے بلند کرنا	آفتاب کی طرح تنہا لشکر کشی کرنا
ہمان پنجم از مجرم عذر خواہ	ز روئ کرم عفو کردن گناہ
پانچوین وہ کہ عذر خواہ گنہگار سے	مہربانی کی راہ سے گناہ معاف کردینا
ششم عہد و پیمان نگہداشتن	وفاداری از یاد نگذاشتن
چھٹے عہد و پیمان کا لحاظ رکھنا	پورا کرنا اقرار کا یاد سے نہ بھلانا
ز تو شش جہت بیرواے مباد	وزین شش خصالت جدائے مباد
تجھسے جہان بے رونق مت ہوجیو	اور ان چھہ خصلتون سے تجھکو دوری مت ہوجیو
بپرواز دولت دو شاہین بکار	یکی در خزینہ یکی در شکار
بوجہ ترقی دولت کے دو شاہین مشغول ہین کام مین	ایک خزانے مین ایک شکار مین
دو مار از براے تو توفیر سنج	یکی مار مہرہ دگر مار گنج
دو سانپ تیرے واسطے ترقی چاہنے والے	ایک مہرہ سانپ کا دوسرا سانپ خزانے کا یعنی [illegible]
بیا ساقی آن جام یاقوت بار	بیاد شہنشہ بکامم سپار
آ ساقی وہ پیالہ یاقوت برسانیوالا یعنی شراب کا	بادشاہ کی یاد مین میرے مونہہ سے لگا دے
کہ تا مست ازان جام باقی شوم	پرستندہ لعل ساقی شوم
تاکہ مست اس شراب بقا باللہ سے ہوئون	غلام لب ساقی کا ہوجاؤن

خطاب بپادشاہ بطریق التفات

بادشاہ کی طرف متوجہ اور مخاطب ہونا

جہان خسروا زیر ہفت آسمان	طرفدار پنجم توئے بیگمان
اے بادشاہ نیچے ان سات آسمانون کے	بادشاہ پانچواں تو بیشک ہے

جهان را بفرمان چندین بلاد
جہان کے اتنے شہرون کا بسبب تیرے حکم کے

همه شب که مه طوف گردون کند
ماہتاب جو تمام رات آسمان کا طواف کرتا ہے

همه روز خورشید با تاج زر
آفتاب تمام دن باوصف سنہرے تاج کے

سپارنده پادشاهے بتو
پادشاہی کے دینے والے یعنی خدا نے تجھکو

بدان داد ملکت که شاهی کنی
اسلیے تجھکو ملک دیا کہ تو پادشاہی کرے

نه بازی کند بر پر پشه زور
نہ کوئی باز مچھڑ کے پر پر زور کرسکے

سپاس خداوند گیتی پناه
شکر ہے خداوند جہان پناہ کا

بانصاف شه چشم دارم یکے
پادشاہ کے انصاف سے مین اتنا امیدوار ہون

گر افسانهٔ بیند از کار دور
کوئی بھی داستان اگر اسمین بیکار دیکھے

اگر بیند از دُر درو موج موج
اور اگر اسمین موتی بھرے ہوے دیکھے

درین گنجنامه ز راز جهان
اس خزانے کی جگھ یعنی کتاب مین حالات جہان سے

ستون در تست ذات العماد
تیرے دروازے کا ستون جاے پناہ ہے

چراغ ترا روغن افزون کند
تیرے چراغ مین تیل ڈالتا ہے

بپایین تخت تو بندد کمر
تیرے تخت کے پایین کمر باندھے کھڑا رہتا ہے

سپرد از جهان هرچه خواهی بتو
سونپا یعنی دیا جہان سے جو کچھ مانگا تھنے

چو دادور شوی داد خواهی کنی
جب تو حاکم ہو عدل اور انصاف کرے

نه پیلی نهد پای بر پشت مور
نہ رکھ سکے کوئی ہاتھی پاؤن چیونٹی کی پیٹھ پر

که بیش ست ازین قصه انصاف شاه
کہ زیادہ ہے میرے اس بیان سے عدل پادشاہ کا

که بیند درین داستان اندکی
کہ ایک نظر اس کتاب کو ملاحظہ کرے

بسایه بدو گستراند نه نور
اپنے سایۂ عاطفت کا اوسپر نور نہ ڈالے یعنی تیر رنج سے

سراینده را سر در آرد باوج
گانیوالے یعنی مصنف کو سربلند کرے

کلید بسے گنج کردم نهان
کنجیان بہت خزانوں کی پوشیدہ کین مینے یعنی بہت بادشاہون کا حال لکھا ہے

خطاب بپادشاه بطریق التفات

خطاب بپادشاہ بطریق التفات

کسی کو کلید زر آرد بدست
جو شخص کہ وہ گنجیان سونے کی ہاتھ مین لادے یعنی جاویگا

وگر گنج پنہان نیارد پدید
اور اگر پوشیدہ خزانے اسکو ظاہر نہو سکین

تو دانے کہ این گوہر نیم سفت
تو جانتا ہے کہ یہ موتی جو ابھی نصف بیدھا ہوا ہے

نشاط از تو دارد گہر سفتنم
خوشی تجھسے رکھتا ہی میرا موتی پرونا یعنی تعریف کرنا

خرد کاسمان رازمین میکند
عقل کہ آسمان کو زمین یعنی ممکن کو ناممکن کرتی ہے

چو فرمان چنین آمد از شہریار
جب ایسا حکم بادشاہ کا ہوا

بگفتار شہ مغز را تر کنم
بادشاہ کے کہنے پر دماغ کو تازہ کرتا ہون مین

فرستم عروسے بآن بزمگاہ
بھیجتا ہون مین ایسی عروس اسکی مجلس مین

عروسے چنین شاہ را بندہ باد
ایسی عروس بادشاہ کی لونڈی ہو

دریدہ دہن بدسگالش چو زاغ
منہ اسکے دشمنون کا کوے کی طرح پھٹ جاے

ز چشم بد کس نیابد گزند
کسی کی بری نظر سے صدمہ نہ پاوے

طلسمے بسے گنج دارد بدست
طلسم بہت خزانون کے ہاتھ مین رکھیگا

شود خرم آخر بزرین کلید
آخر کو خوش ہوا ان سنہری گنجیون یعنی حکمت کی باتون

چہ گنجینہا دارد اندر نہفت
کس قدر پوشیدہ خزانے اپنے رکھتا ہے

سزاوار تست آفرین گفتنم
میرے لائق ہے تیری تعریف کرنا

برین آفرین آفرین میکند
اس تعریف پر مرحبا کہتی ہے

کہ برنام من نقش بند این نگار
کہ میرے نام اس نگار یعنی کتاب کا نقش باندھ یعنی آغاز

بگفتا کسان مغز در سر کنم
اور وہ لگے کہنے کو مغز سر مین کر یعنی حقیقت

کزو چشم روشن شود بزم شاہ
جس سے بادشاہ کی مجلس کی آنکھ روشن یعنی سب دیکھین

بران نخل آفاق فرخندہ باد
جسپر مرد جہان کے خوش یعنی شگفتہ ہون

زبان سوختہ دشمنش چون چراغ
زبان اسکے دشمن کی شمع کی طرح جل جاے

کہ پیوستہ سوزد در آتش سپند
بلکہ ہمیشہ جلتا رہے آگ مین سپند نظر بد کے لیے

باندازهٔ آن کہ نزدیک و دور
جس اندازے پر کہ دور اور نزدیک

گل باغ شہ عالم افروز باد
بادشاہ کے باغ کا پھول جہان کا روشن کرنیوالا ہو

نظامی چو دولت در ایوان او
نظامی مثل دولت کے اُسکے محل مین

بیا ساقی آن راحت انگیز روح
آ ساقی وہ روح کی راحت پیدا کرنیوالی

صبوحے کہ بر آب کوثر کنم
وہ مینوشی جو آب کوثر پر کرون گا

چراغ جہانتاب راہست نور
چراغ جہان روشن کرنے والیکی روشنی ہے

چراغ شبش مشعل روز باد
اسکی رات کا چراغ دن کی مشعل ہوجائے

شب و روز باد آفرین خوان او
رات دن اسکا ثنا خوان رہے

بدہ تا صبوحے کنم در صبوح
شراب دے کہ پیتے پیتے صبح کردون

حلال ست اگر تا بمحشر کنم
حلال ہے اگر قیامت تک کرونین

گفتن جملہ داستان بطریق اختصار

مختصر طور پر تمام کہانی یعنی حقیقت اس کتاب کی بیان کرنا

جہان ور بد و نیک پرورد نست
جہان نیک اور بد کی پرورش کرنین ہے

ز نیرنگ این پردہ دیر سال
اس پرانے پردے کی نیرنگی سے

بر آنم کہ این پردہ خال کنم
اس ارادے مین ہون کہ اس پردہ کو خالی کردونیا

شب و روز ازین پردہ نیلگون
رات دن اس نیلے پردہ یعنی آسمان سے

بسی نیک و بد باشد اندر گرو نست
بہت نیکی اور بدی اُسکی گردن پر ہے

خیالی شدم چون بنام خیال
خیال کی صورت بنا ہوئین کیونکہ نہ خیال کرونین

درین پردہ جادو خیالی کنم
اس پردے مین جادوگری کرونین

بسی بازی چابک آید برون
بہت جلد بازیان باہر آتین یعنی پیدا ہوتی ہین

گر آید ز من بازیٔ دلپذیر
اگر مجھسے بھی کوئی بازی دل پسند پیدا ہو
ہم از بازیٔ چرخ گردندہ گیر
آسمان گردش کرنیوالے کی وہ بھی بازی سمجھ

خیالے برانگیزم از پیکرے
ایسی صورت سے ایک خیال اُٹھاتا یعنی ظاہر کرتا ہوں
کہ نارد چنین پیچ بازیگرے
کہ نکر سکے جیسا کوئی جادوگر

نخست آنچنان کردم آغاز او
پہلے اسطرح اُسکا آغاز کیا مین نے
کہ سوز آورد نغمۂ ساز او
کہ سوز پیدا کرے آواز اُسکے ساز کی

چنان گفتم از ہرچہ دیدم شگفت
ایسا بیان کیا مین نے جو کچھ عجیب دیکھا مینے
کہ دل راہ باور شدن برگرفت
دل مے جسنے یقین کرنیکی راہ اختیار کی

حسابیکہ بود از خرد دور دست
جس حساب کہ امکان عقل سے دور تھا
سخن را نگردم برو پای بست
شاعری مین اُسکو قید یعنی ضبط نہ کیا مین نے

برآگندہ از ہر دُرے و اثر
بھر کر ہر ایک موتی کو دانے سے
برآراستم چون صنمخانہ
آراستہ کیا مینے مانند ایک صنمخانے کے

بنا بر اساسے نہادم نخست
پہلے اُس بنیاد پر نیو ڈالی کہ مین نے
کہ دیوار آن خانہ باشد درست
کہ دیوار اُس گھر کی مضبوط رہے

بتقدیم و تاخیر بر من مگیر
مجھپر کسی بیان کے اول اور آخر ہونیکا اعتراض نکر
کہ نبود گزارندہ را زان گزیر
کہ اُس سے بیان کرنیوالے کو چارہ نہین ہے

در ارژنگ این نقش چینی پرند
ارژنگ مین اس چینی پرند کے نقش نے
قلم بست بر مانیٔ نقشبند
بند کردیا قلم مانی ایسے نقاش کا

چو میکردم این داستان را بسیج
جب اس داستان کو لکھنے کا قصد کرتا تھا مین
سخن راست رو بود در پیچ پیچ
شاعری راست روی پسند کرتی تھی اور راہ تھی پیچیدار

اثرہای آن شاہ آفاق گرد
نشانات اُس بادشاہ جہان گھومنے والے یعنی سکندر کے
ندیدم نگارندہ در یک نورد
نہ دیکھے مینے کسی ایک دفتر یعنی کتاب مین مسلسل لکھے ہوئے

سخنہا کہ چون گنج آگندہ بود

باتین یعنی حالات سکندر کے جو مثل خزانے کے بھری تھین

ز ہر نسخہ بر داشتم مایہا

ہر ایک کتاب سے ایک پونجی اٹھائی یعنی حالات لیے مینے

زیادت ز تاریخہای نوی

زیادہ تر تاریخون نئی نئی

گزیدم ز ہر نامہ نغز او

چنے مین نے ہر ایک کتاب سے نادر حالات اسکے

جہان در جہان گنج پرداختم

جہان جہان یعنی بہت خزانے خالی کر دیے مینے

ز ہر یک زبان ہر کہ آگہ بود

ہر ایک زبان سے جو شخص واقف ہووے

دران پردہ کز راستی یافتم

اس پردے مین کہ سچائی سے پایا مین نے

وگر راست خواہی سخنہای راست

اور اگر سچ چاہتا ہے تو سیدھی باتین

گر آرایش نظم زو کم کنم

اگر آراستگی نظم کی اس سے کم کر دون مین

ہمہ کردہ شاہ گیتی خرام

سب کام کیے ہوئے بادشاہ جہانگرد یعنی سکندر کے

سکندر کہ شاہ جہانگرد بود

یعنی سکندر جو جہان کا سیر کرنیوالا پادشاہ تھا

بہر نسخہ در پراگندہ بود

ہر ایک کتاب مین متفرق درج تھین

بر و بستم از نظم پیرایہا

اوسپر نظم کا پیرایہ باندھا مین نے

یہودی و نصرانی و پہلوی

یہودی اور نصرانی اور پہلوی سے

ز ہر پوست برداشتم مغز او

ہر پوست سے اسکا جوہر لیا مین نے

وزان جملہ سرجملۂ ساختم

اور اُن سب سے ایک سب کا سردار یعنی کتاب تیار کی مینے

زبانش ز بشغارہ کوتہ بود

زبان اسکی طعنہ دینے سے کوتاہ ہوگی

سخن را سر زلف بر تافتم

کلام کے مو باف کو اس سے گوندھا مینے

نشاید در آرایش نظم خواست

نظم کی آراستگی مین اسکی خواہش بیجا ہے

بکم مایہ بیتش فراہم کنم

تھوڑے شعر مین انکو جمع کر دون مین

درین یک ورق کاغذ آرم تمام

اس ایک ورق کاغذ مین تمام کیے دیتا ہون

بکار سفر توشہ پرور بود

سفر کے کام مین توشہ تیار کیے ہوئی یعنی یگانہ مسافر تھا

گفتن جملہ داستان بطریق اختصار

جهان را همه چار حد گشت و دید

جہان کی چارون حد و نین پھرا اور دیکھا

بهر تختگاهی که بنهاد پی

جس تختگاہ مین کہ رکھا قدم

بجز رسم زردشت آتش پرست

سوا رسم زردشت آتش پرست کے

نخستین کس او شد که زیور نهاد

جسنے زیور کی بنیاد ڈالی پہلا شخص وہ یعنی سکندر ہوا

بفرمان او زرگر چیره دست

اُسکے حکم سے کاریگر سنارون نے

خرد نامها را ز لفظ دری

حکمت کی کتابون کو الفاظ دری سے

همان نوبت پاس در صبح و شام

صبح اور شام اور پہر کی نوبت نے بھی

بآئینه شد خلق را رهنمون

طرف آئینے کے خلق کا رہنما ہوا

برید از جهان شورش زنگ را

کاٹا یعنی مٹا دیا جہان سے زنگیونکی شورش کو

ز سودای هند و ز صفرای روس

ہند کے سودا اور روس کے صفرا یعنی خلل سے

شد آئینه چینیان را او

ہوئی آئینہ چین والون کی عقل اُسکی

که بی چار حد ملک نتوان خرید

کیونکہ بے چو حدی کے ملک کو نہ مول لینا چاہیے

نگهداشت آئین شاهان کی

کیانی پادشاہونکے طریقے کا لحاظ کرتا رہا

نداد آن دگر رسمها را ز دست

اور کسی طریقے کو اُسنے ترک نہ کیا

بروم اندرون سکه زر نهاد

روم مین سکہ سونے کا رائج کیا

طلاهای زر بر سر نقره بست

ملمع سونے کا چاندی پر کرنا شروع کیا

بیونان زبان کرد کسوت گری

یونانی زبان کا لباس پہنایا یعنی ترجمہ کیا

ز نوبت گه او بر آورد نام

اُسکے نوبتخانے سے نام پایا یعنی اُسنے جاری کین

ز تاریکی آورد جوهر برون

اندھیرے سے جوہر کو باہر نکالا

ز دارا ستد تاج و اورنگ را

دارا سے لے لیا تاج اور تخت کو

فرو شست عالم چو بیت العروس

صاف کر دیا جہان کو مثل گھر عروس کے

سر تخت کیخسروی جای او

سر تخت کیخسرو کا جگہ اُسکی

چو عمرش فرس راند بر بست سال
جب اسکی عمر نے گھوڑا بیسوین برس دوڑایا یعنی بیس برس
دگر رہ کہ بر بست افزود ہفت
دوسری بار یعنی پھر جب بیس پر سات بڑھی یعنی ستائیس برس کا ہوا
ازان روز کو شد بہ پیغمبری
جس دن سے کہ وہ گیا واسطے پیغمبری کے
چو بر دین حق دانش آموز شد
جب خدا کے دین کی عقل اسنے لوگونکو سکھائی
بسی حجت انگیخت بر دین پاک
بہت دلیلین دین پاک پر اٹھائین
بہر گردشے گرد پرگار دہر
ہر گردش مین گرد پرکار زمانے کے
ز ہندوستان تا باقصای روم
ہندوستان سے روم کے کنارون تک
ہم او داد زیور سمرقند را
اسی نے سمرقند کو زیور دیا یعنی آباد کیا
بنا کرد شہری چو شہر ہری
بنایا ایک شہر مثل شہر ہری کے
وز و بند اول کہ در بند یافت
پہلے جو بند و بست کہ شہر دربند یعنی باب الابواب نے پایا
ز بلغار بگذر کہ از کار اوست
بلغار سے گذر کہ اسی کے کام سے ہے

بشاہنشہی بر دہل زد دوال
بادشاہی کے ڈھول پر چوب بازدنی نقارہ سلطنت بجایا
بہ پیغمبری رخت بر بست و رفت
واسطے پیغمبری کے اسباب باندھا اور گیا یعنی پیغمبر ہوا
نوشتند تاریخ اسکندری
لکھی تاریخ سکندر بادشاہ کی
چو دولت در آفاق فیروز شد
مثل دولت کے جہان پر فتحمند ہوا
عمارت بسی کرد بر روی خاک
بہت عمارتین روے زمین پر بنائین
بنا کرد چندین گرانمایہ شہر
نیو ڈالی اتنے بڑے شہرون کی
برانگیخت شہری ز ہر مرز و بوم
اٹھایا ایک شہر یعنی بنایا ہر زمین پر
سمرقند نے کانچنان چند را
بلکہ سمرقند ہی نہین ویسے کتنے شہرون کو
کز انسان کند شہر کم دیگرے
کہ اس طرح کا شہر دوسرا کم بنا سکتا ہے
بشرط خرد زان خردمند یافت
موافق شرط عقل اس عقلمند یعنی سکندر کے پایا
بنا گاہ اصلش بن غار اوست
اصل بنیاد کی جگہ کیا ہے اسکی وہ بن غار ہے

گفتن جملہ داستان بطریق انحصار

همه سدّ یاجوج زو شد بلند
تمام دیوار یاجوج کی اُس سے بلند ہوئی
جز این نیز بسیار بنیاد کرد
اسکے سوا بھی اور بہت بنیادین ڈالین
چو عزم آمد آن پیکر پاک را
جب آیا یعنی ہوا ارادہ اُس پاک صورت کا
صلیبی خطے در جہان بر کشید
ایک صلیبی یعنی چارگوشہ کا خط جہان مین کھینچا
بران چار گوشہ خط اطلسی
اُس چار کونے کے خط پر جو آسمان سے نکالا تھا
یکی نوبتی چار حد بر فراخت
ایک خیمہ چار حد کا بلند کیا
بقطب شمالی یکی میخ او
اوتر کے قطب مین ایک میخ اُسکی
طنابی ازین سو بمشرق کشید
ایک ڈوری اس طرف سے طرف پورب کے کھینچی
بدین طول و عرض اندرین کارگاہ
اس لمبائی اور چوڑائی کا اِس دنیا مین
چو عزم جہان گشتن آغاز کرد
جب ارادہ جہان کی سیر کرنیکا شروع کیا
ز فرسنگ و از میل و از مرحلہ
فرسنگ اور میل اور مرحلون سے

کہ بست آنچنان کوہ بر کوہ بند
کس نے باندھے ویسے پہاڑ پہاڑ پر
کہ نتوان ازین بیش ازو یاد کرد
کہ نہ سکیے اس سے زیادہ یاد کرنا یعنی یاد نہین آتین
کہ بخشش کند گوہر خاک را
کہ وہ گوہر خاک کے حصے کرے
ازان پیش کاید صلیبی پدید
اس سے پہلے کہ کوئی اور پیمایش کرنیوالا یا حضرت عیسی ظاہر ہون
بر انگیخت اندازہ ہندسی
جاری کیا طریقہ علم ہندسہ کا
کہ بر نہ فلک پنج نوبت نواخت
جسنے نوین آسمان پر نقارہ بجایا یعنی فخر کیا
بعرض جنوبی یکی میخ او
عرض جنوبی یعنی دکھن مین ایک میخ اسکی
طنابی دگر زو بمغرب رسید
دوسری ڈوری اس سے طرف پچھم کے پہونچی
کرا بود دیگر چنین بارگاہ
اور کس کے پاس ایسی بارگاہ یعنی خیمہ تھا
برشتہ زدن رستہا ساز کرد
پیمایش کر کر کے راستے بنانا شروع کیے
بدستی زمین را نگردید یلہ
ایک بالشت بھر زمین کو نہ چھوڑا

گفتن جملہ داستان بطریق اختصار

مساحت گران داشت اندازه گیر

پیمایش کرنیوالے رکھتا تھا ٹھیک اندازہ کرنیوالے

رسن بسته اندازه پیدا شده

ڈوریاں باندھنے مین اندازہ ظاہر ہوا

بخشکی بهر جا که زد بارگاه

خشکی مین جس جگہ کہ مارا خیمہ

وگر راه بر روی دریاش بود

اور جو راہ اسکی دریا کے اوپر یعنی تری کی تھی

یکی را بلنگرگہ خویش ماند

ایک کو اپنی لنگرگاہ مین رہنے دیا

میان دو کشتی رسن بسته بود

درمیان دو کشتیون کے ایک رسی باندھی تھی

گہ آنرا گہ این را رسن باختی

کبھی اسکی کبھی اسکی رسی کھینچتا

دگر باره این بسته را وا گشاد

دوبارہ اس بندھی ہوئی کو کھولدیا

بدینگونه مساح منزل شناس

اسطرح پیمائش کرنیوالے منزل پہچاننیوالے

جهان را که از غم براحت کشید

جہان کو کہ غم سے طرف راحت کے کھینچا

زمین را که چند است و ره تا کجاست

زمین کو کہ کتنی ہے اور راہ کہانتک ہے

بران شغل بگماشته هدهد دبیر

اُس کام پر مقرر کیے تو منشی

مقادیر منزل هویدا شده

مقدار ان منزلون کی ظاہر ہوئین

ز منزل بمنزل بپیمود راه

ایک منزل سے دوسری منزل تک ناپی راہ

طریق مساحت مهیاش بود

طریقہ پیمایش کا اُسکے لیے موجود تھا

دگر را بقدر رسن پیش راند

دوسرے کو موافق رسی کے آگے چلایا

دو کشتی بهم بازپیوسته بود

دو کشتیاں برابر ملائین

خطر بین کزینسان رسن تاختی

یہ بزرگی دیکھ کر اسطرح رسیان دوڑاتا تھا

شتابنده را در سکون جای داد

چلنے والی کو سکونت کی جگہ دی یعنی روک لیا

ز ساحل بساحل گرفتی قیاس

اس کنارے سے اُس کنارے کا اندازہ کرتے تھے

بدین هندسه در مساحت کشید

اس حساب سے پیمایش کر لیا

ترازوی تدبیر او کرد راست

اسکی تدبیر کی ترازو نے درست کردیا

گفتن جملہ داستان بطریق اختصار

همان ربع مسکون از و شد پدید
وہی چارون حصے اُس سے ظاہر ہوئے

بہر مرز و بومی که او راند رخش
جس زمین جس شہر مین اُسنے گھوڑا چلایا

همه چار حد کرده در کوه و دشت
پہاڑون اور جنگلون مین تمام تدبیرین کین

ز تاریخ آن خسرو نامدار
اُس بادشاہ نامور یعنی سکندر سے

جز این هرچه در خارش آرد قلم
سوائے اسکے قلم جو کچھ تحریر کرے

چو نظم گزارش بود راه گیر
جب نظم کے بیان کرنے کی راہ چلنا پڑتی ہے

مرا کار با نغز گفتاریست
مجھکو کام عمدہ کہنے سے ہے

ولی هرچه نا باورش یافتم
اور لیکن مینے جو کچھ ناقابل یقین اسکا حال پایا

گزارش چنین کردمش در ضمیر
بیان اسطرح کیا مین نے اُسکو دل مین

بسی در شگفتی نمودن طواف
بہت گرد پھیر مناسبی کوشش کرنا عجیب وغریب بیان کرنے مین

وگر بی شگفتی گزارے سخن
اور اگر بغیر نغز گفتاری کے تو شعر کہیگا

گفتن جملہ داستان بطریق اختصار

بدان منزل از ما که داند رسید
اُس منزل پر ہم مین سے کون پہنچ سکتا ہے

ز آبادی آن بوم را داد بخش
آبادی سے اُس زمین کو ایک حصہ دیا

چو مرگ آمد از مرگ بیچاره گشت
جب موت آگئی موت سے عاجز ہو گیا

بکار آمد انیست کامد بکار
کام آنیکے قابل یہ باتین تھین کہ لکھی گئین

سبک سنگی دارد از بیش و کم
ہلکا پن رکھتا ہے اُس سے کمی اور زیادتی مین

غلط کردن ره بود ناگزیر
بھول جانا راہ کا لاچاری ہوتا ہے

همه کار من خود غلط کاریست
میرا تمام کام واقعی غلطی کرنا ہے

ز تمکین اوروی برتافتم
اُسکے قائم کرنے سے منہ پھیرا مین نے

که خوانندگان را بود دلپذیر
کہ پڑھنے والون کے دل کو پسند آوے

عنان سخن را کشد در گزاف
شاعری کی باگ کو جھوٹ کیطرف کھینچتا ہے

ندارد نوی ناصحای کهن
پرانے قصے تازگی نہ پیدا کرینگے

سخن را باندازه دار ای پاس
سخن کا اس اندازے پر لحاظ رکھ

سخن گو چو گوہر آرد فروغ
شعر ایسا کہ جو مثل لعل کے روشن ہو

دروغی کہ مانند باشد براست
وہ جھوٹ کہ سچ سے مشابہ ہووے

نظامی بسکباش یاران شدند
نظامی جلد مستعد ہو کہ ساتھی چلے گئے

سکندر شہ ہفت کشور نماند
سکندر بادشاہ ہفت اقلیم کا نہ رہا

مخور مے بتنہا درین طرف جوی
مت پی اکیلے شراب اس نہر کے کنارے پر

گر آیند حاضر میست نوش باد
اگر آجاویں سامنے شراب پینا تجھکو روا ہو

بیا ساقی از خم دہقان پیر
آ اے ساقی کسان بڈھے کے مٹکے سے

کہ باور توان کردنش در قیاس
کہ اسکو عقل سے یقین کر سکیں

چو نا باور افتد نماید دروغ
جو یقین میں نہ آویگا جھوٹ معلوم ہو گا

بہ از راستی کز درستی جدا است
بہتر سچائی سے کہ درستی سے دور ہے

تو ماندی بغم غمگساران شدند
تو غم میں پڑا ہے اور غمخوار لوگ چلے گئے

نماند کسے چون سکندر نماند
نہ باقی رہیگا کوئی جب سکندر نہ رہا

حریفان پیشینہ را باز جوی
اگلے ساتھیوں کو بھی تلاش کر لے

وگرنہ زیادت فراموش باد
اور اگر نہیں تو شراب کی یاد فراموش کر

مئی در قدح ریز چون شہد و شیر
تھوڑی شراب پیالے میں ڈال مثل شہد و شیر کے

ترغیب سامعین بسوی داستان تمہید ذکر

تمہید باغ کے بیان کی اور سننے والوں کو رغبت دلانے

باغ و بوستان

میں طرف داستان کے

بیا باغبان خرمی ساز کن
آؤ اے باغبان خوشی کا سامان کر

نظامی بباغ آمد از شہر بند
نظامی باغ مین آیا حجرے سے

ز جعد بنفشہ بر انگیز تاب
بنفشے کی زلف سے کھول دے پیچ

لب غنچہ را کاید ش بوی شیر
ہونٹھ کلی کا جسمین کہ دودھ کی بو آتی ہے

سہی سرو را بال برکش فراغ
سرو سہی کے قد کو اور زیادہ بلند کر

یکی مژدہ بر سوی بلبل بر انداز
ایک خوشخبری طرف بلبل کے لیجا بوشیدہ

ز سیمائی سبزہ فروشوی گرد
سبزے کے چہرہ یعنی اوپر سے گرد کو صاف کر

دل لالہ را کامد از خون بجوش
دل لالے کا کہ خون سے جوش مین آیا ہے

سر نسترن را ز موی سفید
نسترن کے سر کو سفید بالون سے

لب نارون رامی آلود کن
نارون کے لب کو شراب آلودہ یعنی سرخ کر

سمن را درودی دہ از ارغوان
چمیلی کو ایک دعا دے گل ارغوان سے

گل آمد در باغ را باز کن
پھول کی فصل آئی دروازہ باغ کا کھول دے

بیارای بستان بچینی پرند
آراستہ کر باغ کو چینی پردون سے

سر نرگس مست برکش ز خواب
سر نرگس مست کا اوٹھاؤ خواب سے

بکام گل سرخ در دم عبیر
موافق خواہش گل سرخ کے خوشبو ملادے

بقمری خبر دہ کہ سرسبز شاخ
قمری کو خبر دے کہ شاخین ہری ہے

کہ مہد گل آمد بہ بستان فراز
کہ گہوارہ پھول کا باغ مین اتر آیا

کہ روشن شبستن شود لاجورد
کہ لاجورد دھونے سے زیادہ چمکدار ہوجاتا ہے

فرو مال خونی بخاکی میوش
ایک خون گل یعنی اور سرخ کر گرد مین رہنے دے

سیاہی دہ از سایۂ مشک بید
سیاہی دے مشک بید کے سایے سے

بخیری زمین را زراندود کن
گل خیری کی زردی سے زمین سنہرا کردے

روان کن سوی گلبن آب روان
روانہ کر پھول کے درختو نکی طرف آب روان

بنو رُستگان چمن ہا زمین
چمن کے نئے سبزون کی طرف دیکھ کر
بہ سر سبزی از عشق چون من کسان
عشق کی سبزی مین مجھ ایسے لوگون سے
ہوا معتدل بوستان دلکش ست
ہوا موافق باغ نہایت دلکش ہے
درختان شگفتند و طرفِ باغ
درخت کھلے باغ کے کنارے پر
بمرغ زبان بستہ آوازہ ده
زبان بند کیے ہوئے بلبلون کو آواز دے
سرایندہ کن نالۂ چنگ را
آواز دینے والا کر چنگ کی آواز کو
سرِ زلفِ معشوق را طوق ساز
معشوق کے سر زلف کو گونگھر والا بناؤ
ریاحین سیراب را دستہ بند
تازہ تازہ پھولون کے گلدستہ باندھ
ازان سیمگون سکۂ نوبہار
اُس نوبہار کے چاندی کے سکے یعنی سفید پھولون سے
بہ پیرامن برکۂ آب گیر
گرد حوض پانی سے بھرے ہوئے کے
وران بزمۂ خسروانی خرام
اُس محفل پادشاہی مین چل

مکش خط وران خطۂ نازنین
ظلامت کھینچ یعنی مت مٹاؤ اُس نازنین مقام کو
سلامی بہر سبزۂ میرسان
ایک سلام ہر سبزے کو پہونچا دو
ہوای دلِ دوستان زان خوش ست
طبیعت دوستو رنج دل ہے اُس سے خوش ہے
برافروختہ ہر گلی چون چراغ
روشن ہوا ہر ایک پھول مثل چراغ کے
کہ پروازِ پارینہ را ساز ده
کہ پرانی پرواز کا سامان یعنی جیسے کر
برآور بر قفص این دلِ تنگ را
باہر جدا مین اس دلِ تنگ کو لے آو
برافگن ز گردن خود این طوق باز
جدا کر اپنی گردن سے اس طوق کو
برافشان ببالای سرو بلند
سرو بلند کے قد پر جھاڑ یعنی پھینک
درم ریز کن بر لب جویبار
روپیے برساؤ کنارے نہر باغ کے
ز سوسن بفگن بساطِ حریر
بچھونا حریر کا سوسن سے ڈال یعنی بچھاؤ
درافگن مئے خسروانے بجام
اُنڈیل شراب بادشاہی پیالے مین

تمہید ذکر باغ بہ تحبیب ترغیب سامعین سوی داستان

بن وہ کہ می خوردن آموختم
مجھکو دے کہ شراب پینا پینے سیکھا ہے
بیاد حریفان غربت گرای
سفر کرنیوالے ساتھیون کی یاد مین
چو دوران ما ہم نماند بسی
چونکہ زمانہ ہمارا بھی بہت دن نہ رہیگا
بفصلی چنین خرم و شادمند
ایسی خرمش و خرم فصل مین خوش خوش
ز بوی گل و سایۂ سرو بن
پھول کی خوشبو اور سرو کے سایے کے نیچے
بجگ چیدن آمد عروسی بباغ
نگچینی کے لیے ایک عروس آئی باغ مین
سر زلف در عطف دامن کشان
سر زلف کا دامن کے موڑ مین لٹکائی ہوئے
رخی چون گل و برگل آورده خوی
مثل پھول کے اور پھول پر پسینہ
کہ بر یاد شاہ جہان نوش کن
کہ پادشاہ جہان کی یاد مین پی جا
نشستم ہمی با جہاندیدگان
بیٹھا مین پاس جہاندیدہ یعنی بڈھونکے
ز چندین سخنہای زیبا و نغز
اتنی باتون یعنی شاعری نادر پسندیدہ سے

خورم خاصہ کز تشنگی سوختم
خاص کر مین پیونگا کہ پیاس جل ہا ہون مین
کز ایشان کسی را نہ بینی بجای
کہ اون سے ایک کو بھی موجود نہین دیکھتا ہو تو
خوردند بر یاد ما ہر کسی
پئین گے ہماری یاد مین بھی لوگ
بہ بستان شدم زیر سرو بلند
باغ مین گیا مین نیچے سرو بلند کے
بہ بلبل در آمد نشاط سخن
بلبل یعنی مجھکو شعر کہنے کی خوشی یعنی فرحت ہوئی
فروزندہ روی چو روشن چراغ
منہ نہایت چمکتا ہوا مثل روشن چراغ کے
ز چہرہ گل از خندہ شکر فشان
چہرے سے پھول اور ہنسی سے شکر جھاڑنیوالی
بمن داد جامی پر از سرخ می
مجھکو ایک پیالہ سرخ شراب سے بھر کر دیا
جز این ہر چہ داری فراموش کن
سوا اسکے اور جو کچھ تیری یاد مین ہو بھول جا
زدم داستان پسندیدگان
نظم کرنے لگا مین قصہ پسندیدہ لوگون کا
کہ پالودم از چشمہ خون و مغز
کہ صاف کی مین نے چشمہ خون اور مغز سے

تمہید ذکر

داستان

ہنوزم زبان از سخن سیر نیست
ابھی میری زبان بات سے آسودہ یعنی تھکی نہین ہے

بسے گنجہاے کہن ساختم
بہت خزانے پرانے تیار کیے مین نے

سوِ مخزن آوردم اول بسیج
طرف مخزنِ اسرار کے پہلے یعنی ارادہ کیا

وزو چرب و شیرین تر انگیختم
اور اس سے تیزی اور شیرینی زیادہ اٹھائی یعنے

وز انجا سراپردہ بیرون زدم
اور وہان سے خیمہ باہر لگایا مین نے

چو از عشقِ مجنون بپرداختم
جب عشقِ مجنون یعنی لیلی مجنون کہنے سے فارغ ہوا مین

کنون بر بساطِ سخن گسترے
اب شاعری کے بچھونے پر

سخن رانم از فرّ و فرہنگ او
بیان کرتا ہون اسکے دبدبہ اور عقل سے

بسے دورہا کہ بگذشت پیش
بہت گردشین یعنی زمین کرآگے گذر گئین

سکندر کہ راہِ معانی گرفت
سکندر نے کہ راہ حقیقت کی پکڑی

بگردید گرد راہِ فرخندگے
پھرا بہت جو راہ مبارک خصلتی سے

چو بازو بود باک شمشیر نیست
جب بازو مین قوت ہو تلوار چلانیکا خوف یعنی مضائقہ نہیں ہے

درو نکتہاے نو انداختم
اُن مین نئے نکتے یعنی باریکیان بھرین مینے

کہ سستی نکردم دران کار ہیچ
کہ سستی اُس کام مین نہ کی مطلق نہ کی

بشیرین و خسرو در آمیختم
اور وہ شیرین خسرو مین ملادی مین یعنی اُسے اچھا کیا

در عشقِ لیلے و مجنون زدم
دروازہ لیلی اور مجنون کے عشق کا ٹھوکا یعنی کہنا شروع کیا

سوِ ہفت پیکر فرس تاختم
طرف ہفت پیکر کے گھوڑا دوڑایا مین نے

زنم کوس اقبالِ اسکندرے
بجاتا ہون مین نقارہ سکندر کے اقبال کا یعنی سکندرنامہ شروع کیا

برافرازم اکلیل و اورنگ او
بلند کرتا ہون مین اُسکے تاج اور تخت کو

کنم زندہ از آبِ حیوان خویش
زندہ کرتا ہون مین آبحیات اپنے سے

پے چشمۂ زندگانے گرفت
سُراغ چشمۂ زندگانی کا پکڑا یعنی لگایا

شود زندہ از چشمۂ زندگے
زندہ ہوتا ہے چشمۂ زندگی یعنی نیکنامیون سے

تمہید ذکرمہ
باغ بجہت ترغیب سامعین
بسوے باغ

خوش چشمهٔ زندگی راه جست
وقت چشمهٔ زندگی یعنی آبحیوان کے گیا
چنین زد مثل شاه گویندگان
ایسی مثال دی کہنے والونکے بادشاہ نے
نظامی چو می با سکندر خوری
اے نظامی تو جو سکندر کے ساتھ شراب پیتا ہے
چو همخوان خضری درین طرف جوی
جب تو خضر کے ساتھ کھانیوالا اس نہر کے کنارے ہے
بیا ساقی آن آب حیوان بیار
آ ساقی وہ آب حیات سامنے لا
که تا دولتش بوسه بر سر دهد
تاکہ دولت اسکے سر پر بوسہ دے یعنی دولت ور ہو جاے

کنون یافت آن چشمه کانگاه جست
اب پایا وہ چشمہ جو اسوقت ڈھونڈھتا تھا
کریابند کانند جویندگان
کہ پا جاتے ہین ڈھونڈھنے والے
ادب را نگهدار تا برخوری
آداب شاہی کا لحاظ رکھنا کہ برخوردار ہووے تو
بهفتاد و هفت آب لب بر بشوی
ستتر پانی سے اپنے ہونٹھ دھو ڈال یعنی طہارت کر
بدولت سرای سکندر سپار
سکندر بادشاہ کی دولتسرا یعنی اس کتاب مین ...
بمیراث خوار سکندر دهد
سکندر بادشاہ کے میراث خوار کو دے

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

شروع داستان کا اور سکندر بادشاہ کی پیدایش کے حالات کا بیان

گزارندهٔ نامهٔ خسروی
بیان کرنیوالے تاریخ بادشاہی نے
که از جملهٔ تاجداران روم
کہ روم کے تمام بادشاہون سے
شهی نامور نام او فیلقوس
ایک مشہور بادشاہ نام اسکا فیلقوس

چنین داد نظم سخن را نوی
اس طرح نظم سخن کو تازگی دی
جوان دولتی بود زان مرز و بوم
ایک جوان دولت تھا اس سرزمین مین
پذیرای فرمان او روم و روس
اسکے حکم کے ماننے والے یعنی مطیع روم اور روس

بیونان زمین بود ماوای او
زمین یونان میں تھا تمام اوسکا
نوآئین ترین شاہِ آفاق بود
تمام دنیا کے بادشاہوں سے بہتر تھا
چنان دادگر بود کز دادِ خویش
ایسا منصف تھا جسنے اپنے عدل سے
گلوی ستم را بدانسان فشرد
ظلم کے گلے کو ایسی طرح دبایا
سبق جست بروی بشمشیر و تاج
سبقت لیجانا چاہی اسپر تلوار اور تاج سے
شہِ روم را بود رائی درست
بادشاہ روم کہ نہایت درست تدبیر تھا
کسی را کہ دولت کند یاوری
جس شخص کی مدد دولت کرتی ہے
فرستاد چندان باو گنج و مال
بھیجا اسقدر اسکے پاس مال اور خزانہ
بدان خرج خوشنود شد شاہِ روم
اس خراج سے بہت خوش ہوا بادشاہ روم کا
چو شد فتح سکندر در آمد بکار
جب وقت سکندر کی فتح کا آگیا
نہ دولت نہ دنیا نہ دارا گذاشت
نہ دولت کو نہ دنیا کو نہ دارا کو اسنے چھوڑا

بمقدونیہ خاص تر جای او
خاص مقدونیہ میں مکان اسکا
نیا زادۂ عیص اسحاق بود
پر پوتا عیص ابن اسحاق کا تھا
دُم گرگ را بستہ برپای میش
دم بھیڑیے کی بھیڑ کے پاؤں میں باندھی
کہ دارا بدان داوری رشک برد
کہ دارا اوسکی حکومت پر رشک لیگیا
فرستاد کس تا فرستد خراج
بھیجا آدمی دارا نے کہ خراج فیلقوس بھیجے
رضا جست با او خصومت نجست
اسکی رضاجوئی کی اس سے عداوت مناسب جانی
کہ یارد کہ با او کند داوری
اسکی طاقت ہے کہ اس سے جھگڑا کرے
کزو دور شد ماشن بدسگال
جس سے دشمن کی خصومت جاتی رہی
ز سوزندہ آتش نگہداشت موم
اپنی جلانیوالی آگ سے موم یعنی فیلقوس کو محفوظ رکھا
دگرگونہ شد گردش روزگار
زمانے نے دوسری طرح گردش کھائی
سنان از سر سنگ خارا گذشت
تیزی کو سنگ خارا کے پار کر دیا

آغاز داستان و بیان حقیقتِ ولادت سکندر

آغاز داستان بیان حقیقت ولادت سکندر

درین داستان داوریهاست

اس داستان مین جھگڑے یعنی روایتین بہت ہین

چنین آمد از هوشیاران روم
ایسا سنا ہے مینے روم کے بڈھون سے

زن آبستنی روز بیچاره گشت
لڑکا جننے کے دن نہایت عاجز ہوئی

چو تنگ آمدش وقت بار افگنی
جب تنگ یعنی قریب آیا وقت بچہ جننے کا

بویرانه بار بنهاد و مرد
ایک کھنڈہل مین لڑکا جنی اور آپ مرگئی

ندانم که پرورد خواهد ترا
مین نہین جانتی ہون کہ تجھکو کون پالیگا

وزینش خبر نه که پروردگار
اور اسکی اسکو خبر نہ تھی کہ پروردگار

چه گنجینها زیر بارش کشد
کس قدر خزانون کے نیچے وہ دبا بیگا یعنی کتنی دولت وہ پائیگا

چو زن مرد آن طفل بیکس بماند
جب وہ عورت مرگئی وہ لڑکا بیکس رہ گیا

که ملک جهان را بفرهنگ و رای
کہ ملک دنیا کا عقل اور تدبیر سے

ملک فیلقوس از تماشای دشت
بادشاہ فیلقوس دیکھتا ہوا جنگل سے

مرا گوش بر گفتهٔ هر کسی ست
میرے کان مین ہر شخص کی بیان کی ہوئی باتین ہین

که زاهد زنی بود زان مرز بوم
کہ ایک زاہد کی عورت تھی اس سرزمین مین

ز شهر و ز شوی خود آواره گشت
اپنے شہر اور اپنے خاوند کو چھوڑ کر بھاگ گئی

برو سخت شد درد آبستنی
دردزہ کی نہایت شدت ہوئی

غم طفل میخورد و جان می سپرد
غم لڑکے کا کھاتی تھی اور جان اوسکی نکل رہی تھی

که دایه و دد خورد خواهد ترا
کون درندہ یا تجھکو کھا جاوے گا

چگونه درا پرورد در کنار
کیونکر اپنی عنایت کی گود مین اسکی پرورش کریگا

چه اقبالها در کنارش کشد
کیسے کیسے اقبال کی گود مین اوسکو دیگا یعنی اقبالمند کریگا

کس بیکسانش بجائی رساند
بیکسون کے مالک یعنی خدا نے اسکو اس درجہ پر پہونچایا

شد از قاف تا قاف کشور گشای
ہوا قاف سے قاف تک کا فتح کرنیوالا

شکار افگنان سوی آن زن گذشت
شکار کھیلتا ہوا اس عورت کی طرف گذرا

زنی دید مرده بدان رهگذر
ایک مُرده عورت دیکھی اُس راستے مین
ز بی شیری انگشت خود می مکید
دودھ نہ ملنے سے اپنی اُنگلی چوستا تھا
بفرمود تا چاکران تاختند
فیلقوس نے حکم دیا اور نوکر دوڑ پڑے
ز خاکِ رہ آن طفل را برگرفت
گرد راہ سے اُس لڑکے کو اوٹھا لیا
ببرد و بپرورد و بنواختش
گھر لے گیا اور پرورش کی اور سرفراز کیا اُسکو
دگرگونه دهقان آذرپرست
اور ایک بڈھا آتش پرست دوسری طرح بیان کرتا ہے
ز تاریخها چون گرفتم قیاس
اور تاریخون سے جو اندازہ لیا یعنی مقابلہ کیا مینے
در آن هر دو گفتار چیستی نبود
ان دونون روایتون مین چستی یعنی خوبی نہ تھی
درستی آن شد از گفتهٔ هر دو یار
ٹھیک وہ معلوم ہوا ہر ملک کے کہے ہوئے یعنی ہر تاریخ
دگر گفتها چون عیاری نداشت
اور روایتین جو کھرا پن نہ رکھتین یعنی غیر معتبر تھین
چنین گوید آن پیر دیرینه سال
اسطرح بیان کرتا ہے وہ پرانا بڈھا یعنی راوی مختار

ببالین او طفلی آورده سر
سرھانے اُسکے ایک لڑکا سر اٹھائے پڑا ہوا
بمادر ز نرم انگشت خود میگزید
اپنی ماں کے انگوٹھے کو کاٹ رہا تھا
ز کار زن مرده پرداختند
اس مُردہ عورت کے کام یعنی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے
فرو ماند زان روزگاری شگفت
اس کیفیت سے ایک زمانے کو تعجب ہوا
پس از خود ولیعهد خود ساختش
اپنے بعد اپنا جانشین بنایا اوسکو
بدارا کند نسل او پای بست
دارا کی طرف اُسکی نسل قائم کرتا ہے
هم از نامهٔ مرد ایزدشناس
اور تاریخ مرد خداشناس یعنی شاہنامۂ فردوسی سے
گزاف سخن را درستی نبود
شاعری کی بڑ مین درستی نہ تھی
که از فیلقوس آمد آن شهریار
کہ فیلقوس سے پیدا ہوا وہ بادشاہ یعنی سکندر
سخنگو بر آن اعتباری نداشت
شاعر یعنی مینے بھی اُسپر اعتبار نہ کیا
ز تاریخ شاهان پیشینه حال
اگلے بادشاہون کی تاریخ سے یہ حال

آغاز داستان بیان حقیقت ولادت سکندر

آغاز داستان بیان حقیقت ولادت سکندر

که در بزم خاص ملک فیلقوس
که فیلقوس بادشاہ کی خاص محفل یعنی محل مین
بتی بود پاکیزه نوعروس
ایک خوبصورت اور نئی بیاہی عورت تھی

بدیدن همایون ببالا بلند
دیکھنے مین مبارک اور قدمین بلند
بابرو کمان کش بگیسو کمند
ابروے کمان کھینچنے والی اور زلفون مین کمند والی

چو سروی که پیدا کند در چمن
مثل اس سروکے کہ باغ مین پیدا کرے
زگیسو بنفشه ز عارض سمن
بالون سے بنفشہ اور چہرے سے چمیلی

جمالی چو در نیمروز آفتاب
ایسی روشن جمال جیسے دوپہر کا آفتاب
کرشمه کنان نرگس نیمخواب
کرشمہ دکھلانے والی اسکی مستانہ آنکھین

سر زلف پیچان چو مار سیاه
جوڑا گوندھے ہوئے یا لہراتی ہوئین الفین کالی سانپ کیطرح
وزو مشکبو گشته مشکوی شاه
اور اُس سے خوشبودار ہوگیا محل بادشاہ کا

بر آن ماه رو شه چنان مهربان
اس چاند ایسی صورت پر بادشاہ ایسا مہربان تھا
که جز یاد او نامدش بر زبان
کہ سوا اسکی یاد کے اور کوئی اسکی بات زبان پر نہ آتا تھا

بمهرش شبی شاه در بر گرفت
محبت سے ایک رات بادشاہ نے اوسکو گود مین لیا
ز خرمای شه نخل بن بر گرفت
بادشاہ کی چھوارے سے اُس چھوارے کے درخت نے پھل لیا

شد از ابر نیسان صدف بارور
ابر نیسان سے سیپی پھلدار ہوئی یعنی وہ عورت حاملہ ہو گئی
پدیدار شد لؤلؤ شاهوار
ظاہر ہوا موتی قابل بادشاہ کے

چو نه مه بر آمد بر آبستنی
جب نو مہینے حاملہ ہونے پر گذر گئے
بجنبش در آمد رگ رستنی
حرکت مین رگ اوگنے کی آئی یعنی دردزہ ہونے لگا

بوقت ولادت بفرمود شاه
وقت پیدا ہونے کے حکم دیا بادشاہ نے
که دانا کند سوی اختر نگاه
کہ منجم طرف ستارونکی یعنی نجوم مین دیکھین

ز راز نهفته نشانش دهد
پوشیدہ بھیدون سے اسکو تبلاوے
وزان جنبش آرام جانش دهد
اور اونکی گردشون سے اسکی جان کو تسکین دین

شناسندگان برگرفتند ساز

نجومیون نے اوٹھایا سامان

بسیر سپہر انجمن ساختند

آسمان کی سیر کے لیے مجلس تیار کی

اسد بود طالع خداوند زور

تھا طالع مین نہایت زور آور

شرف یافتہ آفتاب از حمل

آفتاب نے حمل سے شرف پایا

عطارد ز جوزا برون تاختہ

عطارد جوزا سے باہر نکل چلا

بر آراستہ قوس را مشتری

آراستہ کیا دھن کو برہسپت نے یعنی اُسکے گھر مین تھا

ششم خانہ را کرد بہرام جای

چھٹے گھر مین منگل نے قیام کیا

چنین طالعی کامد آن گوہر از و

ایسا طالع جس سے کہ وہ لڑکا پیدا ہوا

چو زاد آن گرامی نہال چنین

جب پیدا ہوا وہ بزرگ ایسی فال مین

ز تقویم طالع چو پرداختند

زائچہ یعنی جنم پتر بنانے سے جب فارغ ہوئے

در احکام ہفت اختر آمد پدید

ساتون ستارون کے حکم سے ظاہر ہوا

زدور فلک باز جستند راز

آسمان کی گردش سے پوشیدہ بھید ڈھونڈھنے لگے

ترازوی انجم بر افراختند

ستارون کی ترازو یعنی اصطرلاب کو بلند کیا

کز و دیدۂ دشمنان گشت کور

جس سے دشمنان کی آنکھین اندھی ہوگئین

گراینده از علم سوی عمل

علم سے عمل کی طرف رغبت کرنیوالا

مہ و زہرہ در ثور دم ساختہ

چاند اور شکر نے برکھ مین موافقت کی

زحل در ترازو ببازیگری

سنیچر تلا کے خانے مین بازیگری کر رہا تھا

چو خدمتگران گشتہ خدمت نمای

خدمتگارون کی طرح خدمت کرنے مین مصروف ہوئے

چگویم زہی چشم بد دور ازو

کیا کہون کیا خوب تھا اُس سے نظر بد دور رہے

بر افروخت باغ از نہال چنین

روشن ہوگیا باغ فیلقوس کا ایسے درخت سے

سکندر ملک نام او ساختند

سکندر پادشاہ اُسکا نام کیا یعنی رکھا

کہ دنیا بدو داد خواہد کلید

کہ دنیا کی کنجی اُسکو دینگے یعنی جہان اُسکے قبضے مین آئیگا

ازان فرّخ مرد اخترشناس
اُس مبارک سے ستارے پہچاننے والے لوگون یعنی نجومیون نے
خبر داد تا کرد خسرو سپاس
بادشاہ کو خبر دی اور بادشاہ نے خدا کا شکر کیا

شہ از مہر فرزند فیروز بخت
بادشاہ نے خوش نصیب لڑکے کی محبت سے
در گنج بکشاد و بر شد بہ تخت
تخت پر بیٹھکر دروازہ خزانے کا کھولدیا

بشادی گرائید ز اندوہ و رنج
خوشی مین مصروف ہوا رنج و غم کو بھول گیا
بخواہندگان داد بسیار گنج
مانگنے والے لوگونکو بہت دولت بخشی

بہ پیروزی آن مہ مشکبوے
فتحمندی اُس ماہ مشکبو یعنی سکندر کی سبب سے
می و مشک میریخت بر طرف جوے
شراب اور مشک گراتا تھا کنارے نہر کے

چو شد نازپرورده آن شاخ سرو
جب ناز سے پالی گئی وہ سرو کی شاخ یعنی سکندر
خرامنده شد چون خرامان تذرو
آہستہ آہستہ چلنے لگا مثل چکور کی چال کے

ز گہوارہ بر مرکب آورد پاے
جھولے سے گھوڑے پر رکھا قدم یعنی بڑھا
شد از چنبر مہد میدان گراے
پالنے کے حلقے سے طرف میدان کے رغبت کی

کمان خواست از دایہ وز جعبہ تیر
دایہ سے کمان مانگی اور ترکش سے تیر
گہی کاغذش بد ہدف گہ حریر
کبھی کاغذ اُسکا نشانہ تھا اور کبھی حریر یعنی کپڑا

چو شد رستہ تر کار شمشیر کرد
جب اور زیادہ بڑا ہوا تلوار سے لڑنے لگا
ز شیرافگنی جنگ با شیر کرد
بہادری کے سبب سے شیر سے لڑا

وزان پس نشاط سواری گرفت
اور بعد اُسکے گھوڑے کی سواری کا شوق کیا
پی شاہی و شہریاری گرفت
پیچھا سلطنت اور بادشاہ ہونے کا پکڑا یعنی کیا

بیا ساقی آن راح ریحان سرشت
آؤ اے ساقی وہ شراب ریحان سے بنی ہوئی
بمن ده کہ تر یادم آمد بہشت
مجھکو دے کہ مجھکو یاد بہشت کی آگئی

گمر زان می آباد کشتی شوم
شاید اُس شراب سے میری کشتی آباد ہو جاے
وگر غرقہ گردم بہشتی شوم
اور اگر ڈوب جاؤن بہشتی ہو جاؤن مین

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

دانش آموختن سکندر از لقوماجس حکیم پدر

حکمت سیکھنا یعنی تعلیم پانا سکندر بادشاہ کا لقوماجس حکیم سے جو

ارسطاطالیس

ارسطاطالیس یعنی ارسطو کا باپ تھا

خوشا روزگاری که دارد کسی
کیا اچھا زمانہ رکھتا ہے وہ شخص

که بازار حرصش نباشد بسی
کہ جسکی حرص کی بازار بہت یعنی زیادہ نہو

بقدر بسندش یساری بود
موافق ضرورت کے اسکو مقدور ہوتا ہے

کند کاری ار مرد کاری بود
اگر مرد کار یعنی عقلمند ہوتا ہے کچھ کام کرلیتا ہے

جهان میگذارد بخوشخوارگی
جہان مین گذر کرتا ہے خوش خوراکی سے

باندازه دارد تک بارگی
موافق اندازے کے گھوڑا دوڑاتا ہے

نه بذلی که طوفان برآرد ز مال
نہین ایسا خرچ کہ دولت کا طوفان اٹھادے یعنی بہادیوے

نه صرفه که سختی درآرد بحال
نہ ایسی کنجوسی کہ تنگ حالی سے گذارے

همه سختی از بستگی لازم ست
تمام سختی بند ہونے تک ضرور ہے دروازہ کو

چو در بشکنی خانه پرهیزم ست
جو دروازہ توڑ ڈالے تو گھر کا تمام لکڑیان ہین

چنان زی کزان زیستن سالیان
اسطرح بسر کر کہ اس جینے سے برسون

ترا سود و کس را نباشد زیان
تجھکو فائدہ اور کسیکو نقصان نہو یعنی تو بچے

گزارنده درج دهقان نورد
درج کرنیوالے پیچیدہ حال کے بڈھے نے

گزارندگان را چنین یاد کرد
روایت کرنے والون کو یون خبر دی

که چون شاه یونان ملک فیلقوس
کہ جب یونان کے بادشاہ یعنی فیلقوس شاہ نے

برآراست ملک جهان چون عروس
جہان کے ملک کو مثل عروس آراستہ کیا

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

بفرزانہ فرزند شد سربلند
عقلمند لڑکے سے سربلند ہو گیا

چو فرزند خود را خردمند یافت
جب اپنے لڑکے کو عقلمند پایا یعنی دیکھا

ندارد پدر ہیچ بایستہ تر
نہین رکھتا ہے باپ کسی چیز کو زیادہ عزیز

نشاندش بدانش در آموختن
بٹھلایا اسکو علم سکھانے کے لیے

بلقوماجس آن کو خردمند بود
بلقوماجس کو وہ نہایت دانا حکیم تھا

بآموزگارے باو رنج برد
سکندر کی تعلیم مین اسنے بہت تکلیف اٹھائی

ادبہای شاہی ہنرہای نغز
طریقے سلطنت کرنے کے اور عمدہ عمدہ ہنر

زہر دانشی کو بود در قیاس
جو علم کہ اسکے اندازے مین یعنی اسے معلوم تھا

بر آراست آن گوہر پاک را
آراستہ کیا یعنی سکھائے اس پاک موتی یعنی سکندر کو

خبر داوش از ہرچہ در پردہ بود
بتلایا اسنے اسکو جو کچھ پوشیدہ یعنی اسکے سینے مین تھا

ہمہ سال شہزادہ تیز ہوش
تمام عمر اس شاہزادہ تیز عقل یعنی سکندر کو

کہ فرخ بود گوہر ارجمند
کہ مبارک ہوتا ہے بڑا موتی

شد ایمن کہ شایستہ فرزند یافت
اطمینان ہوا کہ لڑکا لائق پایا

ز فرزند شایستہ شایستہ تر
لائق لڑکے سے زیادہ کیسی ہی عمدہ کیون نہو

کہ گوہر شود سنگ از افروختن
کیونکہ پتھر لعل ہو جاتا ہے روشنی پانے سے

ارسطوی دانا ش فرزند بود
اور ارسطو ایسا عقلمند اسکا لڑکا تھا

در آموختش آنچہ نتوان شمرد
اور جو کچھ اسکو تعلیم کیا اسکا شمار نہین ہو سکتا ہے

کہ نیروی دل باشد و نور مغز
کہ قوت دل کی ہو اور دماغ روشن ہو

وزو گرد و اندیشہ معنی شناس
اور ان سے خیال معنی پہچاننے والا یعنی بلند ہوتا ہے

چو انجم کہ آرایدا افلاک را
مثل ستارون کے کہ آراستہ کرتے ہین آسمان کو

کسی کم چنان طفل پرورده بود
کسی نے اسطرح کسی لڑکے کی کم تربیت کی ہوگی

بجز علم را رہ ندادی بگوش
سوا علم کی باتون کے اور کچھ نہ سننے دیا

آغاز داستان بیان حقیقت ولادت سکندر

بباریک بینی چو بشتافتے

اور سکندر بھی جب باریک بینی پر دوڑنے لگا

ارسطو که همدرس شهزاده بود

ارسطو کہ ہم سبق شاہزادہ یعنی سکندر کا پیر بھائی تھا

هر آنچه از پدر مایه اندوختے

کر جو کچھ باپ سے پونجی جمع کرتا یعنی سیکھتا

چه اوستاد دانا بفرهنگ و رای

استاد دانا نے جب عقل اور دانائی مین

بتعلیم او بیشتر برد رنج

اسکی تعلیم کرین بہت تکلیف اوٹھائی

چو منشور اقبال او خواند پیش

جب زمانہ اسکے اقبال کا چٹھا یعنی زائچہ بنایا تھا

بروزیکه طالع پذیرنده بود

جسدن کہ طالع قبول کرنیوالا تھا یعنی اوج پر تھا

بشهزاده بسپرد فرزند را

شہزادے کو سونپ دیا اپنے لڑکے کو

که چون سر در آری بچرخ بلند

کہ جب سر بلند کرے تو برابر آسمان بلند کے

سر دشمنان بر زمین آورے

سر دشمنون کا نیچے زمین کے لاوے یعنی مغلوب کرے

همایون کنی تخت را زیر تاج

اپنے تاج سے تخت کو مبارک کرے یعنی زیب دے تو

سخنهاے باریک دریافتے

باریک باریک باتین دریافت کرنے لگا

بخدمتگری دل با او داده بود

اوسکی خدمت مین اسطرح سرگرم رہتا تھا

گزارش کنان در وی آموختے

بیان کرکے اوسکو سکھلاتا تھا

ملکزاده را دید بر گنج پاے

بادشاہزادے یعنی سکندر کا قدم دولت پر گر دیکھا

که خوشدل کند مرد را پاس گنج

کیونکہ خوش کرتا ہے مرد کو پاس خزانے کا

در و بست عنوان فرزند خویش

اور مین باندھا سرنامہ اپنے لڑکے کا یعنی ارسطو کو ذریعہ بنایا

نگین سخن مهر گیرنده بود

نگینہ سخن کا مہر کرنیوالا تھا یعنی پڑھانا شروع کیا تھا

به پیمان در افزود سوگند را

اقرار کے ساتھ قسم بھی لے لی

ز مکتب بمیدان جهانے سمند

مکتب سے طرف میدان کے گھوڑا دوڑاوے تو

جهان زیر نقش نگین آورے

جہان نیچے نقش نگینے کے یعنی اپنے قبضے مین لاوے

فرستندت از هفت کشور خراج

لوگ تجھکو ساتون ولایت سے خراج دینے لگین

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

بر آفاق کشور کشائی کنے
جہان پر فتحمندی پاوے تو

بیاد آوری این درس وتعلیم را
یاد رکھنا تو اس میرے پڑھانے او تعلیم کو

نظر بر نداری نہ فرزند من
نظر نہ اٹھانا یعنی بے توجہی نکرنا میرے لڑکے

بدستوری او شوی شغل سنج
اُسکے وزیر کرنے کی طرف مشغول ہوتا

ترا دولت اورا ہنر یاور ست
تجھکو دولت اسکو ہنر مددگار ہے

ہنر ہر کجا یافت قدری تمام
ہنر نے جس جگہ ایسا کامل مرتبہ پایا

ہمان دولت کارمندی گرفت
جس صاحب دولت نے کہ بزرگی پکڑی یعنی پائی

چو خواہے کہ برمہ رسانی سریر
جو چاہے تو کہ اپنے تخت کو برابر چاند کے پہونچاوے

ملکزادہ با او ہم داد دست
پادشاہزادے یعنی سکندر نے بھی ہاتھ پر ہاتھ مارا

کہ شاہی چو بر من کند شغل راست
کہ کام بادشاہی کا جب مجھپر درست ہوجاوے

نتابم سر از رای و پیمان او
سر نہ پھیروں گا اسکے کہنے اور اقرار سے

جہان در جہان پادشاہی کنے
اکیلا جہان میں تو ہی پادشاہی کرے

پرستش نسازی زر وسیم را
مال اور دولت کا بندہ ہوکر فراموش نہ کرنا

بجا آوری حق پیوند من
حق ادا کرنا میرے رشتہ یعنی استادی شاگردی کا

کہ دستور دانا بہ از تاج و گنج
کیونکہ عقلمند وزیر تاج اور خزانے سے بہتر ہوتا ہے

ہنرمند با دولتے درخورست
ہنرمند ایسے صاحب دولت کے لائق ہے

بدولت خدائی برآورد نام
صاحب دولت ہونے میں شہرت پائی

ز رای بلند آن بلندی گرفت
عقلمند لوگوں کے سبب سے مرتبہ بلند پکڑا یعنی پایا

ازین نردبان باشدت ناگزیر
اس سیڑھی سے ہوگی تجھکو مجبوری

پذیرفتگاری بر آن عہد بست
قبول کرنے کا اوسپر اقرار کیا

وزیر او بود بر من ایزد گواست
وزیر وہ ہوویگا میرے کہنے پر خدا گواہ ہے

نہ بندم کمر جز بفرمان او
سوا اسکے حکم کے اور کسی پر کمر نہ باندھونگا

سر انجام کا قبال یاری نمود

انجام کار یعنی آخر کو جیسا قبال نے مددگاری کی

چو استاد دانست کان طفل خرد

جب استاد نے جانا کہ وہ چھوٹا لڑکا یعنی سکندر

ازان ہندسی حرف شکلی کشید

اس ہندسی حرف یعنی زائچہ سے یہ شکل کھینچ دی

بدو داد کین حرف اوقت کار

اسکو دیا کہ اس نقش کو وقت کام یعنی ضرورت کے

اگر غالب از دائرہ نام تست

اگرچہ غالب اس دائرہ سے نام تیرا ہے

دگر زانکہ ناغالبے در قیاس

اور اگر اس سے اس انداز سے تو مغلوب ہے

شہ آن حرف بستد ز دانای پیر

پادشاہ نے وہ زائچہ لیا اس بڈھے دانا یعنی استاد سے

چو شد بر وقت آن حرف بنگاشتے

جب وقت ضرورت کے اس سطح وہ بھی زائچہ کھینچتا

بدینگونہ میزیست باراے و ہوش

اسی طرح عقل اور تدبیر سے بسر کرتا تھا

ہم او ہمت زیرک اندیش داشت

اور ہمت اور قصد بھی وہ داناؤنکی ایسی رکھتا تھا

بفرمان کار آگہان کار کرد

واقف کاروں کی اجازت سے کام کرتا تھا

بران عہد شاہ استواری نمود

اس قرار پر پادشاہ یعنی سکندر نے مضبوطی کی

بخواہد ز گردن کشان گوی برد

اور گردنکش یعنی پادشاہوں پر سبقت لیجائیگا

کہ مغلوب و غالب در و شد پدید

جس سے غالب و مغلوب کا حال ظاہر ہوتا تھا

بنام خود و خصم خود بر شمار

اپنے اور اپنے دشمن کے اعداد کا شمار کر

شمار ظفر در سر انجام تست

شمار فتح کا تیرے نتیجہ انجام مین ہے

ز غالب تر از خویشتن می ہراس

اپنے سے زیادہ غالب سے ڈرتا رہ

شد آن داوری پیش او دلپذیر

ہوا وہ حساب نزدیک سکندر کے دل پسند

ز پیروزی خود خبر داشتے

قسمتمندی اپنی معلوم کر لیتا

ز ہر دانشی در دویدے بجوش

ہر طور کی حکمت سے ایک یک کا تامل یعنی غور کرتا تھا

ہم اندیشہ زیرکان پیش داشت

اور داناؤنکے خیال یعنی کہنے کو بھی مانتا تھا

بدین آگہی بخت بیدار کرد

اس واقفکاری سے نصیبے کو جگاتا تھا

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

هنرپیشه فرزند اوستاد او

دانا لڑکا اُسکے اُستاد کا یعنی ارسطو

کہ ہمدرس او بود و ہمراز او

کہ اُسکا ہم سبق بھی تھا اور ہر وقت اُسکے پاس بیٹھتا تھا

عجب مہربان بود بر مرزبان

تعجب ہے کہ وہ حاکم یعنی سکندر پر مہربان تھا

دل مرزبان ہم بدو مہربان

اور سکندر کا دل بھی اُسپر مہربان تھا

نکردی یکی مرغ بر باب زن

ایک چڑیا بھی سیخ پر کباب کے لیے نہ لگاتا

کارسطو نبودی پروای زن

جب تک کہ ارسطو سے پوچھ نہ لیتا

نجستی ز تدبیر او دوریے

اُس یعنی ارسطو کی تدبیر سے کبھی دوری نہ چاہتا

بہر کار ازو خواست دستوریے

ہر کام مین اُس سے ایک اجازت لے لیتا

چو پرگار چرخ از بر کوہ و دشت

جب پرکار آسمان کی پہاڑ اور جنگل پر سے

بدین دائرہ مدتے چند گشت

اس دائرے یعنی اسیطرح ایک مدت تک گھومتی رہی

ملک فیلقوس از جہان رخت برد

فیلقوس بادشاہ جہان سے سفر کر گیا یعنی مر گیا

بشاہنشہ نو جہان را سپرد

نئے بادشاہ یعنی سکندر کو بادشاہت دیکر گیا

جہان چیست بگذر ز نیرنگ او

جہان ہیچ ہے نکل جا اُسکی نیرنگی سے

رہائی بجنگ آور از چنگ او

آزادی حاصل کرے اُسکے چنگل سے

درختیست شش پہلو و چار میخ

چھ پہلو کا ایک درخت ہے اور اُسکی چار جڑین ہین

تنی چند را بستہ بر چار میخ

کتنے شخصون کو چار میخ پر باندھے ہے

یکایک ورقہای ما زین درخت

ایک ایک پتیان ہم لوگون کی اس درخت سے

بزیر اوفتد چون وزد باد سخت

نیچے گر پڑتی ہین جب تیز ہوا چلتی ہے

دو در دارد این باغ آراستہ

دو دروازے رکھتا ہے یہ آراستہ باغ

در و بند ازین ہر دو برخاستہ

کواڑ یعنی پٹ ان دونون سے اُٹھے یعنی ندارد ہین

درآ از در باغ بنگر تمام

اندر آؤ اس دروازہ سے اور دیکھ تمام باغ کو

ز دیگر در باغ بیرون خرام

اور دوسرے دروازے سے باغ سے باہر نکل جا

آغاز داستان و بیان حقیقت ولادت سکندر

اگر زیرکے باگلے خو مگیر

اگر تو عقلمند ہے کسی پھول یعنی شخص سے دل نہ لگاؤ

مقیمے نہ بینی درین باغ کس

قائم نہ دیکھے گا تو اس باغ مین کسی کو

دو ہر دم از نو بری میرسد

اسمین ہر دم ایک نیا پھل لگتا ہے

جہان کام و ناکام خواہی سپرد

جہان کو خواہ نخواہ سونپ ہی دیگا تو

درین چارسو ہیچ ہنگامہ نیست

اس چوراہے مین ایسی کوئی بازار نہین ہے

بدام جہان ہستی از دام و

جہان کے جال مین ہے تو اسکے قرض کے سبب

کہ باشد بجا ماندنش ناگزیر

کہ قائم رہنا اسکا نہایت ناممکن ہے

تماشا کند ہر یکے یک نفس

سیر کر لیتا ہے ہر ایک شخص دم بھر

یکی میرود دیگرے میرسد

ایک جاتا ہے دوسرا آ پہنچتا ہے

بخود کامگی پے چہ باید فشرد

خود غرضی پر کیا قدم جمانا واجب ہے

کہ کیسہ بُر مرد خودکامہ نیست

جہان جیب کترنے والے خودغرض لوگون کے نہین ہین

بدہ وام او رستی از دام او

ادا کر قرض اسکا کہ چھوٹے اسکے جال سے یعنی آزاد ہو جائے

حکایت

حکایت مثالیہ

شبے نعلبندی و پالانگری

ایک رات ایک نعلبند اور ایک جھول بنانیوالا

خر از پای رنجیدہ و پشت ریش

گدھے نے تھکے پانون اور زخمی پیٹھ سے

چو از وام داری خر آزاد شد

جب قرضداری سے گدھا آزاد ہو گیا

حق خویش میخواستند از خری

مزدوری اپنی دونون ایک گدھے سے مانگتے تھے

بیفگندشان نعل و پالان پیش

پھینک دین انکی نعلین اور جھول آگے

بر آسود و از خویشتن شاد شد

آرام پا گیا اور آپ نہایت خوش ہوا

حکایت بر سبیل تمثیل

تو نیز ای بخاکی شده گردناک
تو بھی ای شخص خاک کے بین آلودہ یعنی لپٹے ہوئے
تو نیز ازین بار گردن فروش
تو بھی جو بوجھ گردن کا اتار دے گندے سے
بیا ساقی از خود رہائیم دہ
آ اے ساقی خودی سے مجھے آزادی دے
می کو ز محنت رہائی دہد
وہ شراب کو رنج سے مجھکو خلاصی دے

بدہ وام و بیرون جہ از گرد و خاک
ادا کر قرض اور باہر نکل گرد اور خاک سے
ز گردن زنان بر نیاری خروش
گردن مارینوالون سے غل نہ مچاوے تو
ز رخشندہ می روشنائیم دہ
روشن شراب سے روشنی مجھکو دے
بآزردگان مومیائی دہد
زخمی دلون کو مومیائی دے

نشستن سکندر بر تختِ فیلقوس

بیٹھنا سکندر کا فیلقوس کے تختِ سلطنت پر

سخن سنجی آمد ترازو بدست
ایک شاعر آیا ترازو لیے ہوئے ہاتھ مین
تصرف دران سکہ نگذاشتم
تصرف یعنی جای اعتراض اُس سکے مین نہ چھوڑی
گر انگشت من حرف گیری کند
اگر میری انگلی عیب گیری کرے
ولی تا قوی دست شد پشت من
لیکن جب سے مضبوط ہوگئی پیٹھ میری
نہ تنہیم بہ بدخواہے اندر کسے
مین کسیکی طرف بدخواہی سے نہین تکتا ہون

درستِ زر اندود رای شکست
سونے کی ملمع کی ہوئی اشرفی کو توڑ رہا تھا
کز ان سیم و زر زر خبر داشتم
کہ اس چاندی کی سونے مین خبر رکھتا تھا مین
ندانم کسے کو و بیرے کند
کسی کو نہین جانتا ہون کہ جو منشی گری کرسکے
نشد حرف گیرس انگشت من
میری انگلی کسی کی حرف گیر نہوئی
کہ من نیز بدخواہ دارم بسے
کیونکہ مین بھی بہت بدخواہ رکھتا ہون

ره من همه زهر نوشیدنست — هنر جستن و عیب پوشیدنست

میری عادت زہر پینے یعنی اوروں کا طعنہ سننے کی ہے — ہنر تلاش کرنے اور عیب چھپانے کی ہے

بران ره که خود را نمودم نخست — قدم داشتم تا بآخر درست

اُس راہ پر کہ آپ کو دکھائی دینے پر پہلے — قدم رکھا مین نے آخر تک درستی سے

دباغت چنان دادم این چرم را — که برتابد آسیب و آزرم را

ایسا صاف کیا مینے اس چمڑے کو — کہ برداشت کرے ایذا اور غصّے کو

چنان خواهم از پاک پروردگار — کزین ره نگردم سرانجام کار

اتنا چاہتا ہوں مین پاک پروردگار سے — کہ اس راہ سے نہ پھروں مین آخر تک

گزارای نقش گزارش پذیر — که نقش از گزارش ندارد گزیر

بیان کرنے والا قصہ قابل بیان کا — جو کہ قصے کے بیان کرنے کی سوا چارہ نہین رکھتا ہی

چنین نقش بندد که چون شاه روم — بملک جهان نقش بر زد چو موم

اصلاح بیان کرتا ہے کہ جب بادشاہ روم یعنی سکندر — جہان کے ملک پر سکہ مارا موم کی طرح

ولایت ز عدلش پرآوازه گشت — بدو تاج و تخت پدر تازه گشت

ملک اُسکے عدل کے شہرے سے بھر گیا — اُس سے تاج اور تخت باپ کا تازہ ہوگیا

همان رسمها کز پدر دیده بود — نو و آنچه رایش پسندیده بود

وہ طریقے جو کہ اُسنے باپ سے دیکھے تھے — نئے جو کچھ اُسکی رائے مین پسندیدہ تھے

همان عهد دیرینه بر جای داشت — عملهای پیشینه بر پای داشت

وہی اقرار پرانے قائم رکھے — کارخانے اگلے قائم رکھے

بدارا همان گنج و زر می سپرد — بدان عهد پیشینه پی می فشرد

دارا کو بھی اسیقدر خزانہ اور سونا دیا جاتا تھا — اُسی اگلے اقرار پر قدم جمائے ہوئے تھا

ز فرمانبران ملک فیلقوس — نشد کس دران شغل با او شموس

فیلقوس بادشاہ کے نوکروں سے — کوئی نہوا اُس کام مین اُسکے ساتھ سرکشی کرنیوالا

نشستن سکندر بر تخت فیلقوس

که بود از پدر دولت انگیزتر
کیونکہ تھا باپ سے دولتمند زیادہ

بدشمن کشی تیغ او تیزتر
دشمن کے مارنے مین اُسکی تلوار زیادہ تیز

چنان شد که بازو ر بازوی او
ایسا ہوا کہ برابر اُسکے زور بازو کے

نسنجید کس در ترازوی او
نہ تلا کوئی اُسکی ترازو مین یعنی ہم پلہ نہ ٹھہرا

چو در زور پیچیدی اندام را
جب زور مین اپنے بدنکو پیچ دیتا یعنی تانتا تھا

گره بر زدی گوش ضرغام را
شیر کے کان مین گرہ دیدیتا تھا

کباده ز چرخ کمان ساختی
کباڈا کمان کے چرخ کا بناتا تھا

بهر گشتنی تیر انداختی
گھومتا جاتا تھا اور تیر لگاتا جاتا تھا

بنخچیرگه شیر کردی شکار
شکار گاہ مین شکار شیرون کا کرتا تھا

ز گور و گوزنش نبودی شمار
گور اور گوزن کو شمار مین نہ لاتا تھا

ربود از دلیران توانا تری
لے لیا یعنی زائل کر دی بہادرونکی بہادری

شد از زیرکان شد بدانا تری
داناؤن کا سردار ہوا عقلمندی مین

چو خطش قلم راند بر آفتاب
جب اُسکے رخسارہ پر خط نمودار ہوا

یکی جدول انگیخت از مشک ناب
گویا ایک جدول مشک خالص سے یعنی سیاہ کھینچ گیا

فلک زان خط جدول انگیخته
آسمان نے اُس جدول کیے ہوئے خط سے

سواد حبش را ورق ریخته
سیاہی حبش کے ورق گرادی یعنی شرمندہ کیا

حساب جهانگیری آورد پیش
حساب جہان کے فتح کرنے کا لایا آگے

جهان را زبون دید در دست خویش
جہان کو عاجز دیکھا اپنے اختیار مین

همش هوش دل بود و هم زور دست
قوی دل بھی تھا اور زور سرپنجہ بھی تھا

بدین هر دو بر تخت شاید نشست
ان دونون باتون سے تخت پر بیٹھنا چاہیے

بهر کار کو جست نام آوری
جس کام مین کہ اُسنے ناموری چاہی

دران کار گردش فلک یاوری
اُس کام مین آسمان نے اُسکی مدد کی

همه روم ازان سرو نوخاسته

تمام روم اُس سرو نوخاستہ یعنی نوجوان سکندر سے

ز دستِ نقش بهر خانه

اُسکے نقش باندھنے یعنی تعریف کرنیوالے ہر گھر کے لوگ

گهے راز با انجمن مے نهاد

کبھی پوشیدہ تدبیرون کے مجلس قائم کرتا تھا

بانبوهِ مے با جوانان گرفت

جوانون کی جماعت مین شراب پیتا یعنی بیٹھتا تھا

نه آن کرد با مردم از مردمی

لوگونکے ساتھ سخاوت یا مروت مین ایسا نہین کیا

بآزردن کس نیاورد رای

کسی کو تکلیف دینے کی کوشش نہ کی

ببازارگانان رها کرد باج

سوداگرون کو چھوڑ دیا یعنی معاف کر دیا محصول

ز دیوان دهقان قلم برگرفت

زراعت یعنی تحصیل کی کچہری سے قلم اٹھایا یعنی کسی کی خبر نہ لی

عمارت همیکرد و زر می فشاند

عمارتین بنواتا تھا اور روپیہ خرچ کرتا تھا

بهر ناحیه نائبے برگماشت

ملک کے ہر طرف ایک ایک نائب مقرر کیا

بهر گوشه نام و داغش رسید

ہر گوشے مین نام و داغ یعنی سکہ اُسکا جاری ہوا

بریحان سرسبزی آراسته

سرسبزی کے پھولون سے آراستہ ہو گیا

رسیده بهر کشور افسانه

پہونچا ہر ملک مین ایک قصہ یعنی ذکر سکندر کا

گه از رازِ انجم گره مے گشاد

کبھی ستارون کے بھید یعنی نجوم سے حل مشکلات کیا کرتا تھا

بخلوت پیِ کاروانان گرفت

تنہائی مین عقلمندون کے پیچھے چلتا یعنی تدبیرین سوچتا تھا

که آید در اندیشهٔ آدمے

کہ انسان کے خیال مین آسکے یعنی نہ آسکتا تھا

برون از خطِ عدل ننهاد پا

عدل کے خط یعنی گھیرے سے قدم باہر نہ رکھا

نجست از مقیمانِ شهری خراج

شہر کے رہنے والون سے خراج نہ لیا

ز بی مایگان هم درم برگرفت

مفلس کسانون کو روپیہ بالکل معاف کر دیا

همه خار میکند و گل مے فشاند

کانٹے کھودتا یعنی ظلم مٹاتا اور پھول یعنی انصاف قائم کرتا تھا

بهر جایگه سروری را گذاشت

ہر جگہ ایک سردار یعنی افسر کو چھوڑا

بمصر و حبش بوی باغش رسید

مصر اور حبش مین اُسکے باغ کی خوشبو پہونچی

نشستن سکندر بر تخت فیلقوس

گشاده دو دستش چو روشن درفش
کھلے ہوے دونون ہاتھ مثل روشن بجلی کے
ترازو خود آن به که وار دو سر
ترازو درحقیقت وہی بہتر ہے کہ دو سرے یعنی دو پلے رکھے
هر آن کار کاقبال را درخور است
ہر جو کام کہ لائق اقبالمندون کے ہین
جهان دادگر شد که هر مرز و بوم
ایسا عادل ہوا کہ ہر زمین کے لوگ
ارسطو که دستور درگاه بود
ارسطو کہ وزیر درگاہ یعنی اسکا وزیر تھا
سکندر به تدبیر دانا وزیر
اُس دانا وزیر کی تدبیرون سے سکندر نے
وزیری چنین شهریاری چنان
جہان ایسا وزیر اور ایسا پادشاہ ہو
همه کار شاهان گیتی پژوه
تمام کام جہان کی فکر کرنیوالے پادشاہون کے
ملکشاه محمود و نوشیروان
محمود پادشاہ اور نوشیروان پادشاہ
پذیرای پند وزیران شدند
وزیرون کی نصیحت مان لیا کرتے تھے
شه ما که بدخواه را کرد خرد
ہمارے پادشاہ سکندر نے کہ دشمن کو ریزہ یعنی چورچور کردیا

یکی تیغ زن شد یکی تاج بخش
ایک تلوار مارتا تھا ایک تاج بخشی کرتا تھا
یکی جای آهن یکی جای زر
ایک جگہ لوہے کی ایک جگہ سونے کی
به آهن چو آهن به زر چون زر است
لوہے کے ساتھ مثل لوہے کے ہوگا اور سونے کے ساتھ مثل سونے کے ہے
ز روی داستان گای خوشا شاه روم
شاہ روم یعنی سکندر کا ذکر کیا کرتی تھی کہ کیا اچھا پادشاہ ہے
بهر نیک و بد محرم شاه بود
پادشاہ کے ہر نیک و بد سے واقف تھا
به کم روزگاری شد آفاق گیر
تھوڑے ہی زمانے مین تمام جہان کو فتح کرلیا
جهان چون نگیرد قراری چنان
جہان کیونکر نہ اسکے پاس ایسی طرح قیام قبول کرے
ز رای وزیران پذیرد شکوه
وزیرون کی تدبیر سے دبدبہ پاتی یعنی درست رہتی ہین
که بردند گوی از همه خسروان
کہ جہان کے تمام پادشاہون پر سبقت لے گئے
که از جمله داورگیران شدند
جو جو کہ پادشاہون مین سے گذر گئے
برای وزیر از جهان گوی برد
اپنے وزیر ارسطو کی تدبیر سے جہان بھر پر غالب آیا

نشستن سکندر بر تخت فیلقوس

مرا و ترا گر شود پای سست
ہمارے اور تمہارے اگر پاؤن سست ہو جاوین یعنی ضعیفی آجاے

تن شاه باید که ماند درست
بدن بادشاہ کا چاہیے کہ درست یعنی تندرست رہے

مبادا که شه را رسد پای لغز
ایسا نہو کہ بادشاہ کے ٹھوکر بھی لگے

که گر دردسر ملک شوریده مغز
جس سے ملک کا دماغ پریشان ہو جاے یعنی صدمہ پہونچے

چو با شه کند چشم بد بازیے
جو شخص بادشاہ کو نظر بد سے دیکھے

کند دیو با فتنه انبازیے
کرے اس شیطان سے فساد ہمسری یعنی وہ مفسد ہے

جهان داد خواه است و شه دستگیر
جہان فریادی ہے اور بادشاہ اسکا دستگیر ہے

زداور نباشد جهان را گزیر
حاکم جہان سے کسی کو چارہ نہین ہے

جهان را بصاحب جهان نور باد
جہان کو جہان کے مالک سے روشنی رہے

وزین داوری چشم بد دور باد
اور ایسے حاکم سے نظر بد دور رہے

بیا ساقی آن شربت جانفزای
آو اے ساقی وہ شربت جان کا بڑھانے والا

بمن ده که دارم غم جانگزای
مجھکو دے کہ غم جان کا ایذا دینے والا رکھتا ہون

که چون من بآن شربت آرم نشاط
جبکہ مین اس شراب سے سرور مین ہو جاؤن

غم چند را در نوردم بساط
اولٹ دوں مین بہت سے رنج کے بساط کو

تظلم مصریان از زنگیان پیش سکندر

فریادی ہونا مصر والوں کا زنگیوں کے ظلم سے آگے سکندر بادشاہ کے

چو صبح از دم گرگ بزد زبان
جب صبح نے بھیڑیے کی دم سے زبان نکالی

بخفتن در آمد سگ پاسبان
سونے لگے گتے اور چوکیدار

خروس غنوده فرو کوفت بال
اونگھتے ہوے مرغ نے پر پھٹکارے

دهل زن بزد بر تبیره دوال
نوبت بجانے والے نے نقارے پر چوب لگائی

من از خواب آسوده برخاستم
میں بھی نیند سے آسودہ ہو کر اٹھا

بجوهر کشی خاطر آراستم
شعر کہنے کے لیے دل کو آراستہ یعنی تیار ہوا میں

طلبگار گوهر که کانی کند
لعل کا خواہش کرنے والا جو کسی کان کو کھودتا ہے

به پندار و امید جانی کند
اپنے گمان اور امید سے محنت کرتا ہے

بجو تا به لعلی که آرد بچنگ
واسطے اس لعل سرخ کے کہ ہاتھ میں لاوے یعنی پاوے

ستیزه کند با دل خاره سنگ
لڑتا ہے سنگ خارا کے دل سے

چه پنداری ای مرد آسان نویش
اے شخص آسان جاننے والے کیا تو یہ سمجھتا ہے

که آسان پر از دُر توان کرد گوش
کہ آسانی سے کان موتی سے بھر جاتے ہیں

گر انجیر خور مرغ بودے فراخ
اگر انجیر کھانے والی بہت چڑیاں ہوتیں

نماندی یک انجیر بر هیچ شاخ
ایک انجیر بھی کسی شاخ پر نہ باقی رہتا

گزارنده پیکر این پرند
روایت کرنے والا اس قصے کے

گزارش چنین کرد با نقشبند
اس طرح بیان کیا لکھنے والے یعنی مصنف سے

که چون بامدادان چراغ سپهر
کہ جب صبح آسمان کے چراغ یعنی آفتاب نے

جمال جهان زا برافروخت چهر
جہان کے جمال کے چہرے کو روشن کیا

بجلوه برآورد خورشید دست
واسطے دکھلانے کے آفتاب نے نکالا ہاتھ

عروسانه بر کرسی زر نشست
عروس کی طرح سونے کی کرسی پر بیٹھا

سکندر بآیین شاهان پیش
سکندر نے اگلے بادشاہوں کی طرح

برآراست بزمی در ایوان خویش
آراستہ کی ایک محفل اپنے محل میں

غلامان گلچهره و دلربای
غلام نہایت دلپسند اور نازک اندام

کمر در کمر گرد تختش بپای
کھڑے ہوئے اسکے تخت کی گرد پٹکے باندھکر

گهی باده میخورد بر یاد کی
کبھی شراب پیتا تھا کیانیوں کی یاد میں

گهی گنج میریخت بر رود وی
کبھی گانے بجانے والوں کو انعام دیتا تھا

تظلم مصریان از زنگیان پیش اسکندر

نشسته چنین چون یکی چشمهٔ نور

اسطرح بیٹھا ہوا گویا ایک چشمہ نور کا ہے

خبر برد صاحب خبر نزد شاه

خبر لے گیا خبردار یعنی عرض بیگی پاس سکندر کے

تظلم زنانند بر شاه روم

فریاد کرکے ہین پادشاہ روم یعنی آپکے حضور مین

رسیدند چندان سپاه زنگ

پہونچے اس قدر زنگی سپاہی

سواد جهان را چنان در نوشت

جہان یعنی مصر کی اطراف ایسا گھیر لیا ہے

بیابانیی چو قطران سیاه

وہ جنگلی لوگ جو کلونجی کی طرح کالے ہین

همه کوشه و پیر کودک سرشت

سب گبرو اور بڈھے لڑکون کی عادت رکھتے ہین

نه زشتی که پیدا کند شرم شان

نہ کوئی خوبصورت کہ جس سے انھین شرم آوے

همه آدمی خوار و مردم گزای

سب آدم خوار اور آدمی کو کاٹنے والے ہین

گر آید بیاری دگر شهر یار

اگر بادشاہ مدد کے لیے آوے تو خیر ہے

نه مصر و نه افرنجه ماند نه روم

نہ مصر اور نہ افرنجہ اور نہ روم کچھ باقی رہیگا

که آواز داد آمد از راه دور

کہ راستے کی فریاد کی آواز دور سے آئی

که مشتی ستمدیدهٔ داد خواه

کہ تھوڑے ظلم اٹھائے ہوئے لوگ فریادی ہین

که بر مصریان تنگ شد مرز بوم

کہ مصر والون یعنی ہمپر یہ زمین تنگ ہوگئی یعنی زمین ہین

که شد در بیابان گذرگاه تنگ

کہ جنگلون مین راہ چلنا دشوار ہے

که سوداور آمد دران کوه و دشت

گویا اون پہاڑ اور جنگلونکو سودا ہوگیا ہے کہ تاریکی پھیلی

ازان بیش کاندر بیابان گیاه

اس سے زیادہ ہین جتنی کہ جنگل مین گھاس

بخوبی روند ارچه هستند زشت

خوبی سے چلتے ہین اگرچہ ہین بدصورت

نه بر هیچکس مهر و آزرم شان

نہ کسی کی اونکو محبت نہ کسی سے میل رکھتے ہین

ندارد درین داوری مصر پای

مصر کی یہ حکومت قائم رہتے نہین معلوم ہوتی ہے

وگرنه بتاراج رفت آن دیار

نہین تو وہ ملک یعنی مصر لٹ جاوے گا

گداز ندازان کوره آتش چو موم

اس آگ کی بھٹی سے سب موم کی طرح گھل جاینگے

ز جمعے چنین دل پراگنده ایم
ایسے اس گروہ سے ہم لوگ پریشان ہین

شہ دادگر داور دین پناه
بادشاہ عادل دین کی مدد کرنیوالے سکندر نے

هراسان شد از لشکر بی قیاس
زنگیون کے بیشمار لشکر سے کسیقدر ڈرا

ارسطوی بیدار دل را بخواند
ارسطو بیدار مغز کو طلب کیا

وزیر خردمند پیر وزراے
وزیر عقلمند فتحمندی کی تدبیر

که برخیز و بخت آزماے بکن
کہ اے سکندر مستعد ہو اور ایک مرتبہ نصیبہ کو آزما

بر آید مگر کاری از دست شاه
شاید بادشاہ کے ہاتھ سے یہ کام ہو جاوے

شود مصر و آن ناحیت رام تو
مصر اور اسکے ملحقات سب تیری مطیع ہو جاوینگے

دگر دشمنان را در آری بخاک
اور سواے اسکے اور دشمنون کو بھی تو مغلوب کریگا

سکندر بدستوری رهنمون
سکندر راہ چلانیوالے یعنی ارسطو کی اجازت سے

یکی لشکر انگیخت کز ترگ و تیغ
ایک لشکر کھینچا کہ لوہے کی خود اور تلوار سے

دگر حکم شہ راست ما بنده ایم
دوسرے یعنی آپ جو بادشاہ حکم دیں ہم بجا لاوین

چو دانست کآور د زنگی سپاه
جب سنا کہ بادشاہ زنگبار نے لشکر کشی کی ہے

نباید که دانا بود بی هراس
لیکن چونکہ عقلمند آدمی کو ڈرنا نہ چاہیے

وزین در بسی قصه با او براند
اور یہ سب حال ارسطو سے بیان کیا

به پیروزی شاه خود رهنماے
بادشاہ کی فتحمندی کا یون رہنما ہوا

هلاک جهان اژدهاے بکن
ایک ایسے اژدہے کو ضرور مار ڈال

گر شه را قوی تر کند پایگاه
تو بادشاہ کا دبدبہ اور مضبوط یعنی ترقی پکڑیگا

بر آید بمردانگی نام تو
بلند ہوگا بہادری مین نام تیرا

شود دوست پیروز و دشمن هلاک
دوست یعنی مطیع خوش ہونگے اور دشمن ہلاک ہوجاینگے

ز مقدونیه بر درایت برون
مقدونیہ سے نشان کوچ کا باہر لیگیا یعنی سکندر چلا

فروزنده برقش بر آمد به میغ
جس طرح بدلی سے چمکتی ہوئی بجلی نکل آوے

ز دریا سوی خشکی آورد رای
دریا سے طرف خشکی کے ارادہ کیا
همه مصریان شهری و لشکری
تمام مصر والے کیا شہر کے اور کیا لشکر کے لوگ
بفرمود شه کز لب رود نیل
فرمایا بادشاہ نے کہ دریاے نیل کے کنارے سے
بپرخاش زنگی شتابان شدند
یہ لشکر زنگیوں کے ساتھ لڑنے کے لیے دوڑے
دلیران بصحرا کشیدند رخت
بہادروں نے جنگل کے لیے اسباب تیار کیا
چو زنگی خبر یافت کامد سپاه
جب زنگیوں نے خبر پائی کہ سپاہ آپہونچی
دو لشکر برابر شد آراسته
دونوں لشکر برابر یعنی آراستہ ہوے مقابلے کو
ز نعل سمندان پولاد میخ
گھوڑوں کی نعلوں سے جنمیں فولاد کی کیلیں لگی تھیں
ز بس نعره کامد برون از کمین
شور کی کثرت سے کہ نکلا کمینگاہ سے
ز گرز گران سنگ جالشگران
پیترا بدلنے والوں کے بھاری گرز کے بوجھ سے
ز شوریدن بانگ چون رستخیز
قیامت کی طرح کی شور کرنے کی آواز سے

دلیلش سوی مصر شد رهنمای
رہنما اُسکا مصر کی طرف ہوا ایک راہ بتانیوالا
پذیرا شدندش بفرمانبری
سب نے اُسکی یعنی سکندر کی اطاعت قبول کی
کند لشکرش سوی صحرا رحیل
لشکر اُس جنگل کی طرف کوچ کرے
دو اسپه بسوی بیابان شدند
دو اسپہ یعنی جلد طرف جنگل کے سپاہ دوڑی
بکین خواه زنگی کمر کرده سخت
زنگیوں سے کینہ خواہی کے لیے کمر باندھی
جهان گشت در چشم زنگی سیاه
جہان زنگیوں کی نظر میں تاریک معلوم ہونے لگا
شد آزرم ها پاک برخاسته
صلح کے خیالات بالکل اُٹھ گئے
زمین را ز جنبش برافتاد بیخ
اونکی دھمک سے زمین جڑ سے گر پڑی یعنی تہ و بالا ہو گئی
فرود اوفتاد آسمان بر زمین
گر پڑا آسمان زمین پر
شده ماهی و گاو را سر گران
مچھلی اور گاے یعنی زمین و آسمان دونوں تحمل نہ کر سکی
بوحشت بیابان درآمد گریز
جنگل کے جانور بھاگنے لگے

چو بر جنگ شد ساخته سازِ شان
جب انکا لڑائی کا سامان تیار ہو گیا

گریزنده شد دیو ز آوازِ شان
دیو بھاگ گئے اونکی آوازون سے

بجای گرفتند جائے نبرد
لڑنے کے لیے وہ جگہہ پکڑی یعنی مقرر کی

که گرمی ز مردم بر آورد گرد
جو گرمی سے آدمیون سے بڑائی بلا کی یعنی عاجز کر دیا

زمینے ز گوگرد بے آب تر
ایک زمین گندھک سے زیادہ خشک

هوای ز دوزخ جگرتاب تر
ایک ہوا دوزخ سے زیادہ کلیجا جلانیوالی

نه آبے درو سرد جز زهرِ ناب
نہ وہان کہین ٹھنڈھا پانی سوا زہر خالص کے

نه مهرے برو گرم جز آفتاب
نہ کہین آگ اُس زمین پر سوا دہوپ کے

زمینش بغور آمده غارها
اژدہون کے گہرے کیے ہوے تھے وہ غار

درو تنگ راه و نه بازارها
اور نہین تھا کوئی رونق تھی یعنی وہ لوگ اسی مین رہتے تھے

در آنجای غولان وطن ساختند
وہان پر اون دیوون یعنی زنگیون نے قیامگاہ بنائی

چو غولان بهر گوشه می تاختند
شیطانون کی طرح ہر ایک کونے مین دوڑتے تھے

چو گنبد فرو برد گاوِ زمین
جب گنبد سا جھکایا گاو زمین نے یعنی تحت الافق آفتاب پہونچا

برون جست شیرِ سیاه از کمین
باہر نکلا گھات سے کالا شیر یعنی رات ہوئی

بر آفاق شد گاو گردون دلیر
جہان پر ہوا گاو گردون یعنی برج ثور غالب

بر آمد ستاره چو دندانِ شیر
نکلے ستارے مثل شیر کے دانتون کے

شب از نافِ خود عطرسائی کشاد
رات نے اپنی ناف سے مشک نکالی

جهان زیورِ روشنائی نهاد
جہان نے زیور روشنی کا اتار رکھا

برون شد یزکدارِ دشمن شناس
باہر نکلا ہراول دشمن کو پہچاننے والے

بیاقی کمر بست بر جای پاس
نگاہبانی کے لیے کمر باندھی پہرے پر

ستاره در آمد بتابندگی
ستارے چمکنے لگے

بر آسود خلق از شتابندگی
لوگون نے دوڑ دھوپ سے آرام پائی

یک جای هم رُوم و هم زنگبار — فرو ماند رومی و زنگی ز کار

ایک جگہ رومی اور زنگی یعنی اندھیری رات مین ستارے روشن تھے — عاجز رہے رومی اور زنگی کام یعنی لڑائی سے

بیا ساقی آن می که رومی وش ست — بمن ده که طبعم چو زنگی خوش ست

لاؤ ساقی وہ شراب کہ مثل رومیونکے تیز ہے — مجھکو دو کہ میری طبیعت مثل زنگیونکے اچھی معلوم ہوتی ہے

مگر با من این بے محابا پلنگ — چو رومی و زنگی نگردد دو رنگ

کہ شاید میرے ساتھ یہ بیباک چیتا یعنی آسمان — مثل رومیون اور زنگیونکے دورنگی نہ کرے

داستان مصاف کردنِ سکندر با زنگیان

بیان سکندر بادشاہ کا زنگیون کے ساتھ مقابلہ کرنے کا

فریبندہ راہے شد این راہ دور — گر از برج هفتم توان دید نور

ایک دھوکا دینے والی ہو گئی یہ دور کی راہ — جسکو ساتوین آسمان کی روشنی مین دیکھنا ممکن ہے

در این رہ فرشتہ ز رہ میرود — که آید یکے دیو دہ میبرد

اس راہ مین فرشتہ بھٹک جاتا ہے — کہ اکیلے پیدا ہوتا ہے اور دس بُرائیون کو ساتھ لیجاتا ہے

بعیارِ این چار سو رہروے — نسنجد دو جو تا نزد دو جوے

اس ٹکسال کی بازار مین کوئی راہ گیر یعنی مسافر — جبتک ایک جو نہین چُرا لیتا دو جو نہین وزن کرتا ہے

قراضہ قراضہ بباید نخست — ربایند از و چونکہ گردد درست

ریزہ ریزہ پہلے خود لیجاتا یعنی جمع کرتا ہے — پھر لوگ اُس سے لیجاتے ہین جب بورا یعنی اشرفی ہو جاتی ہے

بجوے ستاند ز دہقانِ پیر — بمن مے فرستد بدیوانِ میر

بڈھے کسان سے جو جو کرکے لیتا ہے — مجھ بھر پورا کرکے سردار کی کچہری مین بھیجتا ہے

زمن رخت این همرهان دور باد — زبانم بدین نکتہ معذور باد

مجھسے اسباب ان ساتھیون کا دور رہے — زبان میری اس باریکی سے معافی چاہتی ہے

داستان مصاف کردنِ سکندر با زنگیان

از این آشنایان بیگانه خوی
ان دوستوں غیروں کی سی عادت سے
دو سوراخ چون روبه حیله ساز
دو راہ ہیں یعنی مثل مکار لومڑی کے دو سوراخ ہیں
ولیکن چو کژدم بهنگام جوش
اور لیکن مثل بچھو کے کہ وقت غصے یا گرمی کے
گزارش کن رازهای نهفت
بیان کرنے والا پوشیدہ بھیدوں کا
که چون شاه چین زین ابرش نهاد
کہ جب شاہ چین یعنے آفتاب نے زین گھوڑے پر رکھا یعنی نکلا
سپهر از کمین مهره بیرون جهاند
آسمان نے کمینگاہ سے مہرہ باہر دوڑایا یعنی آفتاب نکلا
جهان از دلیران لشکر شکن
جہان نے لشکر کے شکست دینے والے بہادروں سے
از آیینه پیل و زنگ شتر
ہاتھیوں کے پاکھر کے آئینے اور اونٹوں کے گھنگروؤں سے
ز رپویه که پی بر زمین می فشرد
اس روز سے اپنے سم کی ٹاپیں زمین پر جماتی تھے
شه روم رسم کیان تازه کرد
شاہ روم یعنی اسکندر نے کیانیوں کی رسم کو تازہ کیا
برآراست لشکر بر آیین روم
آراستہ کیا لشکر کو روم کے طریقے پر

دو رویه بهم یک زبانی مجوی
دو رنگ دیکھ یک زبانی مت ڈھونڈ یعنی امید [illegible]
یکی سوی شهوت یکی سوی آز
ایک شہوت کی طرف اور دوسرے حرص کی طرف [illegible]
نه سوراخ دیده نه سوراخ گوش
نہ اپنا سوراخ دیکھتا ہے نہ کان کا سوراخ
ز تاریخ دهقان چنین باز گفت
پرانی تاریخ سے ایسا بیان کرتا ہے
فلک نعل زنگی بر آتش نهاد
آسمان نے سیاہ نعل یعنی رات کو آگ پر رکھا یعنی [illegible]
ستاره ز کف مهره بیرون فشاند
ستارہ نے ہاتھ سے مہرے باہر ڈالے یعنی ستارے غروب ہو گئے
کشیده چو انجم بسی انجمن
ستاروں کی بہت مجلسیں کیں یعنی صفیں باندھیں
صدف را شبه رسته بر جای در
سیپیوں کے بجاے موتی سنگ سیاہ کے ٹکڑے پیدا ہوئے
وراندام گاو استخوان گشت خرد
گاو زمین کے بدن کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں
ز نوبت جهان را پر آوازه کرد
نوبت سے جہان کو پر آوازہ کیا یعنی نقارہ بجوایا
چو آرایش نقش بر مهر موم
جسطرح خوبی نقش کی موم کی مہر پر

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

زرومی تنی بود بس مهربان
رومیون سے ایک شخص بنہایت مہربان تھا
دلیر و سخنگوی و دانش پرست
بہادر اور گفتگو کرنے والا اور عقلمند
کشیده وشش طوطیان را بدام
قید کیا طوطیون کو اُسکی شیرین گفتاری نے
بشیرین سخنهای مردم فریب
آدمیون کو فریب دینے یعنی خوش کرنیوالی میٹھی میٹھی باتون سے
ندیم سکندر به بیگاه وگاه
مصاحب سکندر کا رہتا تھا اکثر
سکندر بحکم پیام آوری
سکندر نے پیام اُسکے لیجانے کیواسطے
بفرمود تا هیچ نارد درنگ
حکم دیا کہ اب ذرا بھی دیر نکرے
رساند بدو بیم شمشیر شاه
پہونچاوے یعنی بیان کردے اُس سے میری تلوار کا رعب
بزنگی زبان رهنمونی کند
زنگیون کی زبان میں اوسکو سمجھا دے
جوانمرد گلچهره چون سروبن
جوانمرد خوبصورت سروبن یعنی آزاد سے
که دارنده تاج و شمشیر و تخت
کہ رکھنے والے تاج اور تخت اور تلوار یعنی سکندر نے

زبان آوری آگه از هر زبان
ایک خوش تقریر ہر زبان سے واقف تھا
به تیر و به شمشیر گستاخ دست
تیر اور تلوار کے کام میں بہت چالاک
سخن پروری طوطیانوش نام
ایک خوش زبان طوطیانوش اُسکا نام تھا
ربوده نیوشندگان را شکیب
سننے والون کے صبر کو لیگیا یعنی بیقرار کردیا
محاسب ور احکام خورشید و ماه
حسابدان آفتاب اور ماہتاب کے احکام میں یعنی نجوم جانتا تھا
بر خویش خواندش بنام آوری
اُسکو اپنے پاس بلایا بسبب اُسکی شہرت کے
شتابان شو و سوی سالار زنگ
جلد جا سردار طرف یعنی پاس زنگیون کے سردار کے
مگر بشنود باز گردد ز راه
شاید وہ سُنے اور راستے سے لوٹ جاوے
که آهن در آتش زبونی کند
کہ لوہا آگ سے ہمیشہ عاجز ہو جاتا ہے
ز رومی بزنگی رساندان سخن
سکندر کیطرف سے پاس سالار زنگ کے یہ پیام پہونچایا
روان کرد رایت به نیروی بخت
روانہ یعنی بلند کیا علم کو تقدیر کی قوت سے

جوان دولت و تیز گردنکش ست
جوان دولت اور مستعد ہے اور زبردست ہے
چو بر شاخ آہو کشد چرم گور
جب آہو کے سینگ یعنی کمان پر کھینچتا ہے کھال گور کی یعنی چلّہ
چنان بہ کہ با او مدارا کنید
بہتر یہ ہوگا کہ تم اوسکے ساتھ صلح کرلو
نباید کہ آن آتش آید بتاب
ایسا نہو کہ وہ آگ تیزی پر آوے یعنی سکندر کہین غضبناک ہو
بمہرش روان باید آراستن
اوسکی مہربانی سے جان یعنی دل کو آراستہ کرنا چاہیے
جہانش کہ در صلح و جنگ آزمود
تمام جہان نے اوسکو صلح اور لڑائی مین آزمایا ہے
شہ زنگ چون گوش کرد این سخن
پادشاہ زنگبار نے جب یہ بات سُنی
دماغش ز گرمی در آمد بجوش
دماغ اوسکا گرمی سے جوش مین آیا یعنی خفا ہوا
بفرمود تا طوطیا نوش را
حکم دیا اوسنے اپنے نوکرون کو کہ طوطیا نوش کو
ربودند آن دیوساران ز جای
اُٹھا لیگئے وہ دیو کے مانند جگہ سے یعنی فوراً
بریدند در طشت زرین سرش
کاٹ کر رکھا سونیکے طشت مین سر اوسکا

گہ خشم سوزندہ چون آتش ست
غصے کے وقت مثل جلتی ہوئی آگ کے ہے
بدوزد سر مور بر پای مور
سی دیتا ہے سر چیونٹی کا چیونٹی کے پانون پر
بنالید و عذر آشکارا کنید
عاجزی کرو اور تقصیر کا عذر کرلو
کہ نشنید انکہ بدریای آب
کہ دریا بھر کے پانی سے بھی نہ بجھے یعنی بیہودہ مانیگا
مبارک نشد کین از و خواستن
بہتر نہین ہے اوس سے عداوت کرنا
ز جنگش زیان دید و از صلح سود
اوسکی لڑائی مین نقصان دیکھا اور صلح مین فایدہ
بہ پیچید بر خود چو مار کہن
پیچ و تاب بہت کہایا اور کیا مثل پرانے سانپ کے
برآورد چون رعد غران خروش
چلّانے لگا مثل گرجنے والی بدلی کے
کشند و برند از تنش ہوش را
مار ڈالین اور اوسکے بدن سے جان نکال لین
چو کہ برگ را مہرہ کہربای
جسطرح گھاس کی پتی کو پتھر کہربا
بخون غرق شد نازنین پیکرش
خون مین ڈوب گیا اوسکا نازک بدن

چو پر خون شد آن طشت زنگی گرو
جب خون سے وہ طشت بھر گیا تب اوس زنگی نے پی لیا

بخوردش چو آبی و آبی نه خورد
پی گیا اوسکو پانی کی طرح اور آبی بھی نہ کی

کسانیکه بودند با او براه
جو لوگ راستے مین اوسکے ساتھ تھے

شدند آب در دیده نزدیک شاه
روتے ہوئے پاس سکندر کے آئے

نمودند کان رومی خوب چهر
بیان کیا کہ اوس خوبصورت رومی نے

چه بد دید ازان زنگی سرد مهر
پادشاہ زنگ بیمروت سے اپنے پر برائی دیکھی

شه از بهر آن سرو شمشاد رنگ
سکندر اوس سرو شمشاد رنگ کے واسطے

چنان سوخت کز تاب آتش خدنگ
ایسا کڑھا جیسے آنچ سے لکڑی تیر کی

بخون ریختن شد دل انگیخته
خونریزی پر دل اوسکا مستعد ہو گیا

ز خون چنان بیگنه ریخته
ایسے بیگناہ کے خون گرنے یعنی مر جانے سے

شد از رومیان رنگ یکبارگی
یکایک رومیون کا رنگ اوڑ گیا یعنی متحیر ہو گئے

که دیدند زانگونه خونخوارگی
جب دیکھی یعنی سنا اونکا خون پی لینا

سیاهان بر آنکار دندان سفید
زنگیون کے اوس کام پر دانت سفید یعنی کھل گئے

ز خنده لب رومیان ناامید
ہنسی سے ہونٹ رومیون کے ناامید

شب آن به که پوشیده دندان بود
رات وہ بہتر کہ دانت چھپائے ہو یعنی سفیدی آگئی

که آن لحظه میرد که خندان بود
کہ اوسیوقت مرجاتی ہے جب ہنستی ہے یعنی سپیدہ نکلتا ہے

سکندر باهستگی یک دو روز
سکندر کے دو ایک دنکی آہستگی یعنی

گذشت از سر خشم اندیشه سوز
غصہ اندیشے کا جلانے والا سر سے اوترا

شباهنگ چون بر زد از کوه دود
رات نے حملہ کیا مثل دھوئین کے پہاڑ سے

بر آهنگ شب مرغ دستان نمود
رات کی چڑیون نے بولنا شروع کیا

برآویخت هندوی چرخ از کمر
لٹکائے ہندوی چرخ یعنی زحل نے کمر سے

بهاروی شه جرسهای زر
پادشاہ کی غلامی کے ایسے گھنٹے سونے کے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

جلاجل فرنان گفت ہارون شاہ
جھانجھ بجاتے ہوئے آواز نقیب پادشاہی نے

طلایہ برون شد برہ داشتن
روند والے باہر نکلے چوکیداری کے لیے

دگر روز کآورد گردون شتاب
دوسرے دن کہ آسمان نے جلدی کیا

بغرید کوس از در شہریار
بجا نقارہ بادشاہ کے دروازے سے

تبیرہ بغرّیدن آمد چو ابر
نقارہ شور کرنے لگا مثل بادل کی گرج کے

درآمد بسوزش دم گاؤ دم
شور میں آئی دم گاؤ دم یعنی ترہی بجنے لگی

تبیرہ زن از خارش چرم خام
نقارچی نے نقارہ بجانے کے چمڑے سے

برآزود پولاد سنجان سبیل
نیزہ بہادروں کا جھک جھک کر

سنان سر خشت خفتان شگاف
سرنیزہ خشت چلتہ توڑنیوالا یعنی اسکی نوک

ز تار زرہ و ناچخ و تیر برگ
گرزے اور نیزے اور تیروں سے

ز ہرّای حملہ زہرّای تیغ
آوازہ دھاوے اور آواز تلوار سے

کہ شہ تاجور باد و دشمن تباہ
کہ بادشاہ صاحب تاج ہو اور دشمن ذلیل

یتاقی بنوبت نگہداشتن
چوکیدار خیمے میں نگہبانی کرنیکے لیے

برون زد سر از کنج کوہ آفتاب
باہر نکالا سر پہاڑ کے گوشے سے آفتاب نے

جہان شد ز بانگ جرس بیقرار
جہان گھنٹے کی آواز سے بیقرار ہوا یعنی جاگا

بغرید ہر سو چو بانگ ہزبر
چلایا ہر طرف مثل آواز شیر کے یعنی بجنے لگا

بجنگ زدن طاس و روئینہ خم
تال سے بجنے لگے ڈھول دمامے

تبیرہ درافگند شب را بکام
موسیکا ڈالدیا رات کے منہ یعنی تھوتھنی پر

وز کفہ بکفہ ہمیراند سیل
ایک طرف سے دوسری طرف خون بہاتا تھا

برون رفت از فلک پشت ناف
باہر نکلجاتی تھی پشت ناف گوشت سے

قوارہ قوارہ شدہ درع و ترگ
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے زرہ اور خود سے

شدہ آب خون در دل تند میغ
سخت بادل کے اندر بجای پانی کے خون پیدا ہوگیا

چو لشکر بلشکر در آورد روے
جب لشکر طرف لشکر کے مُنھ لایا یعنی مقابل ہوا
بسے یک بدیگر در آویختند
بہت بہت آپس مین کشتیان ہوئین
سبق بُرد بر لشکر روم زنگ
سبقت لیگیا روم کے لشکر پر زنگیونکا لشکر
خرابے در آورد زنگے بروم
ویران کردیا زنگیون نے روم کو
کہ رومی بترسید ازان پیش خورد
کیونکہ روم والے ڈر گئے اُس ناشتے سے
درافگند خون دلاور بجام
پھرا خون اوس بہادر کا پیالے مین
چو زنگی نمود آنچنان بازئے
جب زنگیون نے کی اسطرح کی حکمت
بدانست سالار لشکر شناس
جانا سردار لشکر پہچاننے والے نے
چو لشکر ہراسان شود در ستیز
جب لشکر خوف زدہ ہوجاتا ہے لڑائی مین
وزیر خردمند را خواند پیش
عقلمند وزیر یعنی ارسطو کو پاس بلایا
کہ بددل شدند این سپاہ دلیر
کہ بددل ہو گئی یہ بہادر سپاہ

مبارز برون آمد از ہر دو سوے
لڑنے والے باہر نکلے دونون طرف سے
بسے خون بناوردگہ ریختند
بہت خون لڑائی کی جگہ مین گرایا
چو بر گور پے بر گشیدہ پلنگ
جس طرح پانون کٹے ہوئے گور پر چیتا
زہر بوم افغان بر آورد بوم
ہر زمین سے آواز اُلّو کی آنے لگی
کہ با طوطیا نوش زنگی چہ کرد
کہ زنگی نے طوطیا نوش کے ساتھ کیا کیا
بخورد از سر خامی آن خون خام
پی گیا بیوقوفی سے وہ خالص خون
ز رومے نیامد عنان تازئے
رومیون سے نہ رک سکی باگ یعنی ٹھہر نسکے
کہ در رومی از زنگی آمد ہراس
کہ رومیون مین زنگیون کا خوف سما گیا
سگالش نسازد مگر در گریز
اور کچھ نہین سوچتا ہے سوا بھاگنے کے
خبر داد شاہ از راز پنہان خویش
خبر دی اوسکو اپنے پوشیدہ بھید سے
ز شمشیر ناخوردہ گشتند سیر
تلوار بغیر کھائے ہوگئے

عاجز

مصاف کردن سکندر با زنگیان

بلشکر توان کردن این کارزار
ایسی لڑائی ساتھ لشکر ہی کے ہوسکتی ہے

ز خون خوردن طوطیا نوش گرد
طوطیا نوش بہادر کے خون پی جانے سے

کند ہر کس آئین ترس آشکار
ہر شخص طرز خوف کا ظاہر کرتا ہے

چو بیدل شد این لشکر جنگ جوی
جب بیدل ہو گیا یہ لشکر جرار یعنی بہادر

ہمان زنگیان چیرہ دستے کنند
اور وہی زنگی غالب ہو جاینگے

چہ دستان توان آوریدن بدست
کیا مکر یا فریب ہاتھ مین لانا یعنی پیدا کرنا چاہیے

بہ اندازِ رائے کہ یارے دہد
ایسی تدبیر کر کہ مددگاری کرے

جہاندیدہ دستورِ فریادرس
وزیر عقلمند فریاد کو پہونچنے والے نے

کشا ہا خرد رہنمون تو باد
کہ اے بادشاہ عقلمندی رہنما تیری رہے

جہان داور آفرینش پناہ
جہان کا حاکم پیدایش کا پناہ دینے والا یعنی خدا

بہر جا کہ رو آری از کوہ و دشت
جس طرف کہ متوجہ ہووے تو پہاڑ اور جنگل سے

بہ تنہا چہ برخیزد از یک سوار
اکیلے ایک سوار یعنی مجھ سے کیا ہو سکتا ہے

ہمہ لشکر از بیم خواہند مرد
تمام اہل لشکر ڈر کے مارے مرجاینگے

نیاید ز ترسندگان ہیچ کار
ڈرنے والون سے کچھ کام نہین ہو سکتا ہے

بیار آب و دست از دلیری بشوے
پانی لاؤ اور ہاتھ بہادری سے دھو یا ڈوب مر

چو پیلانِ آشفتہ مستے کنند
مثل بگڑے ہوئے ہاتھی کے مستی کرینگے

کز آن زنگیان را در آید شکست
کہ اس سے زنگیون کو شکست آوے

از این وحشتم رستگارے دہد
اس پریشانی سے مجھکو چھڑا دے

کشاد از ہر کار دانے نفس
کھولی زبان دانائی کی راہ سے

ظفر یار و دشمن زبون تو باد
فتح تیری مددگار اور دشمن ذلیل رہے

پناہ تو باد اے جہانگیر شاہ
تیرا پشت پناہ رہے اے بادشاہ جہان کے لینے والے

بہی بادت از چرخ فیروزہ گشت
بہتری تجھکو ہو اس آسمان فتح مندی گردش کرنیوالے

سیاہان کہ ماران مردم زنند
حبشی کہ سانپ آدمی کے ڈسنے والے ہین
اگر رومی اندیشد از جنگ زنگ
اگر رومی اندیشہ کرتے ہین زنگیون کی لڑائی سے
ز مردم کشے ترس باشد بسے
آدمی کے مار ڈالنے ہی سے بہت خوف ہوتا ہے
گر آزرم خواہیم زین سگدلان
اگر صلح چاہین ہم ان کتون کی سی طبیعت والون سے
دگر جاے خالی کنیم از نبرد
اور اگر جگہ خالی کردین ہم لڑائی سے
بلی گر زما داشتندے ہراس
ہان اگر ہم کچھ بھی خوف رکھتے
میانجی چہ باشد کہ بس بیہشند
ایلچی کیا کرے کہ یہ نہایت بیوقوف ہین
یکی چارہ باید بر انداختن
ایک تدبیر چاہیے ڈالنا یعنی نکالنا
گرفتن تنے چند زنگی ز راہ
چند زنگیون کو راستے ہی پکڑ لینا
نشستن ترا خامش و خشمناک
اور تجھکو چپ اور غصے مین بیٹھنا
یکی را سر از تن بریدن بدرد
ایک کا سر کٹوانا بدن سے افسوس کرکے

نہ مردم ہمانا کہ آہرمنند
واقعی آدمی نہین ہین بلکہ دیو ہین
عجب نیست کاین ہامیست آن نہنگ
تعجب نہین ہے کیونکہ یہ مچھلی ہین اور وہ گھڑیال
ز مردم خوری چون بترسد کسی
آدمی کے کھانے سے کیونکر نہ ڈرے کوئی
نخوانند مان عاقلان عاقلان
عقلمند ہمکو عقلمند نہ کہین گے
ز گیتی بر آرند یکبارہ گرد
جہان سے ایکبارگی ہلاکی برلاوین گے
میانجی بر ایشان نہادی سپاس
قاصد ان پر رکھتا شکر یعنی طوطیان سے شکرگزاری
دگر راست خواہی میانجی کشند
اور اگر سچ پوچھو تو ایلچی کے مار ڈالنے والے ہین
جز این مردم خورے ساختن
بجز اسکے مردم خوری کرنا لازم ہے
گرفتار کردن درین بارگاہ
اور اس بارگاہ مین قید کرکے لانا چاہیے
در انداختن زنگیان را بخاک
اور ان زنگیون کو خاک مین یعنی زمین پٹک دینا
بمطبخ فرستادن از بہر خورد
باورچیخانے مین بھیجنا پکوانے کے لیے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

بزنگی زبان گفت این را بشوی
زنگی زبان مین یہ کہنا کہ اسکو دھو کر

بپز تا خورد خسرو نامجوی
پکانا کہ پادشاہ یعنی سکندر کھا دیگا

بفرمای تا مطبخی در نهفت
اور باورچی سے چھپا کر کہدیجیے گا

نهد کلّه آنرا کند خاک خفت
کہ بھیڑ کا کلہ رکھدے اور اسکو مٹی مین دبا دے

بجوشد سر گوسفند سیاه
جب اُبل جاے وہ کلہ سیاہ بھیڑ کا

تهی ز استخوان آورد نزد شاه
ہڈیون سے خالی کرکے آپکے حضور مین لادے

شه آن چرب ناپخته نیم خام
بادشاہ یعنی آپ اُس بغیر پکے ادھ کچی چربی کو

بدرّد و بخاید بحرص تمام
دانتون سے نوچ نوچ کر بشوق تمام کھا دین

بگوید که مغزش بیارند نیز
پھر کہیے کہ اسکا بھیجا بھی بہلے آؤ

کزین نغزتر کس نخوردست چیز
کہ اس سے زیادہ عمدہ چیز کسی نے نہ کھائی ہوگی

اگر هیچ دانستمی در نخست
اگر ایسا کچھ مین پہلے سے جانتا

که خوردی چنین داردم تندرست
کہ ایسی غذا مجھکو تندرست رکھیگی

اسیران رومی بپروردمی
ہے رومیون قیدیون کی پرورش کرتا مین

همه زنگی خوش نمک خوردمی
تمام خوش ذائقہ زنگیون کو کھالیتا مین

چو آن آدمی خواره یابد خبر
جب وہ آدم خوار یہ خبر پاویگا

که هست آدمی خوارهٔ زو بتر
کہ تو اُس سے بھی بدتر آدم خوار ہے

بدین ترس بگذارد این کین گرم
اس ڈر سے اس سخت کینے کو چھوڑ دیگا

که آهن بآهن توان کرد نرم
کہ لوہے کو لوہے سے نرم کرنا ممکن ہے

گر این چاره سازی بدست آوریم
اگر یہ تدبیر کرین گے ہم

بر آن چیره دستان شکست آوریم
اُن غالب یعنی زنگیون پر شکست پہونچا دینگے ہم

بگرگی ز گرگان توانیم رست
بھیڑیون سے بھیڑیا پن مین چھوٹ سکتے ہین

که بر جهل جز جهل نارد شکست
کہ جہالت پر سوا جہالت کوئی شکست نہین لا سکتا

بفرمود شہ تا دلیران روم

فرمایا بادشاہ نے کہ بہادر روم کے

کمین بر گذر گاہِ زنگ آورند

زنگیون کے راستون پر گھات لگاتے ہین

شدند آن دلیران فرمان پذیر

گئے وہ بہادر سپاہی حکم قبول کر کے

بنوبت گہِ شاہ بردند شان

اون کو بادشاہ کی خیمہ گاہ مین لیگئے

در آوردشان نوبتی وار شاہ

لے آئے اونکو نگہبان خیمۂ بادشاہی کے

شہ از خشمناکی چو غرندہ شیر

بادشاہ نے غصے سے مثل ڈکارنے والے شیر کے

یکی را بفرمود تا زان گروہ

ایک شخص کو فرمایا تا کہ ان لوگون میں سے

بمطبخ سپردند کین را بگیر

باورچیخانے مین سونپین اور کہین اسکو لو

دگرگونہ با مطبخی گفت راز

دوسری طرح باورچی سے چھپا کر کہہ دیا

دگر زنگیان پیش خسرو بپای

اور زنگی سامنے بادشاہ کے کھڑے ہوئے

چو فرمود خسرو کہ خوان آورند

جب فرمایا بادشاہ نے کہ خوان لاوین

نمایند چالش دران مرز و بوم

گشت کرین اس زمین مین یعنی اُس جگہہ

تنی چند زنگی بجنگ آورند

کئی ایک زنگیون کو جنگل مین لاوین یعنی پکڑ لاوین

گرفتند ازان زنگیِ چند اسیر

کر لیا گرفتار انہین سے کئی زنگیون کو

بسرہنگ نوبت سپردند شان

خیمے کے سپاہیون کے اُنکو حوالے کر دیا

قفائی ز خون سرخ و روئی سیاہ

گُدّی خون سے سرخ اور منہ کالے

کہ آرد گوزن گران را بزیر

کہ پچھاڑ دے بڑے بارہ سنگھے کو

ببرند سر چون یکی پارہ کوہ

کاٹ ڈالین سر ایک پہاڑ کے ٹکڑے ایسے یعنی زنگی کا

بساز انچہ شہ را بود ناگزیر

بناؤ جیسی کچھ بادشاہ کو ضرورت ہووے

کہ چون ساخت بباید این برگ و ساز

کہ جس طرح بنانا چاہیے تھا یہ سامان

فرو ماندہ عاجز دران رسم و رای

حیران رہے اُس طرز و تدبیر مین

بساطِ خورش درمیان آورند

دسترخوان درمیان مین لاوین یعنی بچھاوین

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

بیاورد خوان زیرک هوشمند
لایا خوان دانا اور ہوشیار شخص

شه از هم دریدآن خورش را بزور
پادشاہ نے اوس غذا کو زور کرکے خوب چبایا

بیالستگی خورد و جنباند سر
مزے کے ساتھ کھایا اور سر ہلایا یعنی تعریف کی

چو زنگی بخوردن چنان دلکش ست
جب زنگبار کے لوگ کھاتیں ایسے مزیدار ہیں

همه ساق زنگی خورم با شراب
سب یعنی ہمیشہ اب پنڈلیاں زنگیوں کی کھایا کرونگا شراب کے

برغم سیاهان شهر پیلبند
بخلاف حبشیوں کے پادشاہ ہاتھی کا قید کرنیوالا

چو ترسنده اژدها کردشان
جب خوف کھایا ہوا اژدہے کردیا اونکو

شدند آن سیاهان بر شاه زنگ
گئے وہ حبشی پاس زنگیوں کے پادشاہ کے

که آن اژدها خوی مردم خصال
کہ وہ اژدہا خو آدمیوں کی خصلت والا

چنان میخورد زنگی خام را
ایسی طرح زنگیوں کو کچا کھا جاتا ہے

سر زنگیان را که آرد به بند
کو زنگیوں کو قید کرلیتا ہے اور انکا سر

بروبنهای سر گوسپند
اُسپر کلہ بھیڑے کے سر کے

چو شیرے که او بر درد چرم گور
مثل اُس شیر کے جو کہ کھال گور خر کی اوتارے

که خوردی ندیدم بدینسان دگر
کہ اس طرح اور اس مزے کی کوئی غذا نہ دیکھی ہے

کباب دگر خوردنم ناخوش ست
پھر اور دوسری چیز کے کباب کھانا اب مجکو خوش نہ لگیگا

کزین خوش نمک تر نیابم کباب
کہ اس سے زیادہ مزیدار کباب مجکو نہیں ملتا ہونہیں

بمزّ و رسے خوردزان گوسفند
بمزگی سے کھاتا تھا اُس بھیڑ کے کلے کو

چو ماران بصحرا رها کردشان
سانپوں کی طرح جنگل میں چھوڑدیا اونکو

خبر باز دادند زان روز تنگ
واپس جاکر خبر دی اسکو اُس مصیبت کے دن سے

نهنگیست کاورد بر ما زوال
ایک گھڑیال ہے کہ ہم پر یہ زوال لایا

که زنگی خورد مغز بادام را
جس طرح زنگی لوگ مغز بادام کھاتے ہیں

خورد چون سر لقمۀ گوسفند
کھاتا ہے مثل بھیڑ کے کلے کے

دلِ زنگیان را در آمد هراس

زنگیون کے دل مین سما گیا خوف

که از پرنیان سر برون زد ولاس

پرنیان سے سر نکالا ہاتھ نے یعنی دکھینے مین آتی ہی ہر گرادم خواب

فرو شد مرید آتش انگیز شان

بجھ گئی اونکی بھڑکتی ہوئی آگ

ز گرمی نشست آتشِ تیز شان

تیزی سے ٹھنڈی ہو گئی اونکی تیز آگ

چو روزِ دگر مرغ بگشاد بال

جب دوسرے مرغ نے بازو پھیلائے

تہی شد دماغِ سپہر از خیال

خالی ہو گیا دماغ آسمان کا خیال یعنی روز روشن ہوتا ہے

بغولِ سیه بانگ بر زد خروس

اور پکارے دیو یعنی رات کے آواز دی مرغ نے

در آمد بغریدن آوازِ کوس

اور نقارہ بجنے لگا

شغبهای شیپور از آواز تیز

شور ترہی کا بلند آواز سے

چو صورِ سرافیل در رستخیز

مثل صور اسرافیل میدان قیامت مین

ز نعره بر آوردن گاودم

قرنا کے نعرہ مارنے سے

شد از آسمان زهرهٔ گاو گم

ہوا آسمان سے پتہ گاو کا گم یعنی برج ثور ٹوٹ گیا

دہلهای گرگینه چرم از خروش

نقارے بھیڑیے کے چمڑے کے بھڑبھڑاہٹ سے

در آورد مغز جهان را بجوش

پریشانی مین جہان کے دماغ کو یعنی پریشان کر دیا

ز شوریدن طبنک زخم ریز

شور کرنے کرنا زخم کرنے والی سے

دماغِ فلک سُفته از زخم تیز

دماغ آسمان کا چھد گیا زخم تیز سے

دلِ ترکتازان ورانِ وار گیر

دل بہادر لوگون کا اوس ہنگامے مین

بر آورده از نای ترکی نفیر

فریاد کرنے لگا ترکی باجون سے

زمین لرزه مقرعه در دماغ

زمین کے دماغ مین زلزلہ اونکی آواز کوڑے سے

زده آتشین مقرعه چون چراغ

ایسا لگا جلتا ہوا مثل مشعل روشن کے

روا روز زنان تیر پولادسای

سنناتے ہوے تیر پولو کے چھیدنیوالے

در اندامِ شیرانِ پولادخای

پولاد چبانیوالے بہادرون کے بدن مین گھس جاتے تھے

داستان
مصاف کردن سکندر با زنگیان

پولادِ کِ چنان تافت از روی تیغ
جو ہر چمکتے تھے اس طرح تلوار کے چہرہ سے

که در شب ستاره ز تاریک میغ
جسطرح رات کو بدلی کی تاریکی سے ستارے

دو لشکر دگر باره بر خاستند
دونون لشکر دوباره اوٹھے

دگرگونه صفها بر آراستند
دوسری طرح پرے باندھے

دو ابر از دو سو در خروش آمدند
دو بدلیان دونون طرف سے گرجنے لگین

دو دریای آتش بجوش آمدند
دو دریا آگ کے اُبلنے لگے

بر آمیخته لشکر روم و زنگ
ملے یعنی لڑنے لگین فوج جھلی رومیون اور زنگیونکی

سپید و سیه چون گراز دورنگ
سپید اور سیاه مثل ابلق بندبلے کے

سمِ بادپایانِ پولاد نعل
فولادی نعل بندھے ہوئے گھوڑونکی سمون نے

ز خون دلیران زمین کرده لعل
لڑنیوالے بہادرونکے خون سے زمین سرخ کردی

ترنگِ کمانهای بازو شکن
آواز بازو توڑنے والی کمانون کی نے

بسی خلق را بُرده از خویشتن
جہان کو بہت بیقرار کردیا

درفشیدن تیغ آیینه تاب
چمکنا آئینہ کیطرح چمکدار تلوارون کا

درخشان‌تر از چشمهٔ آفتاب
روشن زیادہ چشمۂ آفتاب سے

زده لشکر روم رایت بلند
بلند کیا روم کے لشکر نے نیزه

زمین در کمان آسمان در کمند
زمین کمان مین آسمان کمند مین

بقلب اندر اسکندر فیلقوس
قلب یعنی بیچ لشکر مین سکندر بیٹا فیلقوس کا

جناحی بر آراسته چون عروس
ہراولیون کو درست کیے ہوئے مثل عروس کے

ز پیش سپه زنگی قیر گون
سپاہ کے آگے سے زنگی سیاہ فام

جناحی بر آورد چون بیستون
ایک ہراول لایا مثل کوہ بیستون کے

صف ژنده پیلان بیکجا گروه
جمع کی ایک جگہ مست ہاتھیونکی قطار

چو گردی که بر کمرهای کوه
جیسے گرد پہاڑ کے ٹیلے کے گھاٹیان

مژه چون سنان چشمها چون عقیق
پلکون کے بال شل برچھی کے آنکھین شل عقیق کے

جداگانه بر هر یکی تخت عاج
ہر ایک پر علحدہ ایک ہاتھی دانت کا تخت

چو آواز بر پیل سرکش زدی
جب آواز پیل سرکش پر مارتا یعنی اسکو للکارتا

ز بس پیل کامد بجالش برون
کثرت ہاتھیون سے کہ حملے کو باہر نکلے

پیاده روان کرد بر پیل بند
پیادے دوڑائے واسطے پیلبند کے

چو آئین پیکار شد ساخته
جب سامان لڑائی کا تیار ہوگیا

ستمگر سیاهی زراچه بنام
ایک ظالم حبشی جسکا نام زراچہ تھا

در آمد چو پیل استخوانی بدست
آیا ہاتھی کیطرح ہاتھ مین ایک ہڈی یعنی ہتیار لیے ہوئے

سیه باری افسون گری درو
ایک کالا آدمی لیکن جادو یعنی حیلہ گری بھیڑ کی آنکھین

دهانی فراخ و سیه چون لوید
منھ چوڑا اور سیاہ شل ہانڈی کے

نی از خم آهن بر انگیخته
ایک ٹکا لوہے کے سرکے سے اٹھا ہوا

روز گیری و دمان پیل آتش زدی

ز خرطوم تا دُم در آهن غریق
سونڈ سے دُم تک لوہے مین ڈوبے ہوے

بروزنگی بر سر از مشک تاج
اُنپر زنگی لوگ سرون پر سیاہ تاج دیے ہوے

ز روی آتش ار خود بر آتش زدی
اگر جو غصہ کرتا وہ یعنی ہاتھی آپکو آگ مین ڈالدیتا

شد از پای پیلان زمین نیلگون
ہاتھیون کے قدمون سے زمین نیلی ہوگئی

بهر گوشه کرده صد پیل بند
ہر کونے پر سو سو پیلبند ڈالے

منشها شد از مهر پرداخته
طبیعتین محبت سے خالی ہو گئین

ز لشکر گه زنگ بگشاد گام
اوسنے زنگ کے لشکر سے کھولا قدم یعنی بڑھایا قدم

کزو پیل را استخوان می شکست
جس سے کہ ہاتھی کی ہڈی کو توڑتا تھا

سر آماسی از سر بزرگی درو
سر کے سوجے ہونے سے بزرگی اوسمین

کزو چشم بیننده گشتی سفید
جس سے کہ آنکھ دیکھنے والونکی تیرا ہاتی تھین

بجنها سکاهن برو بر ریخته
شکنون سکاہن اُسپر گرا ہوا تھا

بر و سینہ ہمچو پولاد ترس

بدن اور سینہ مثل فولاد کے سخت

علم دیدہ پرچمے بر سرش

علم کے سر پر جو دیکھا ہے تو نے پھریرا

گر آنجا بود طاسکے سرنگون

جو اسپر ہو ایک چھوٹا طشت اولٹا

بسی خویشتن را بزنگی ستود

اسنے آپ کو بہت زنگیوں مین سراہا

ق

زرا چہ منم پیل پولاد خاے

زرا چہ مین ہون ہاتھی فولاد کا کھانیوالا

چو در معرکہ بر کشم تیغ تیز

جب لڑائی مین اپنی تیز تلوار کھینچتا ہون

گرم شیر پیش آید و گر ہزبر

اگر شیر میرے سامنے آجاے اور اگر چیتا

چو در پیلپاے قدح می کنم

جب پیلپائی پیالے مین شراب پیتا ہون

فرس بفگند جوش من نیل را

گھوڑا ڈالدیتا ہے میرا جوش دریاے نیل مین

سلاح از تنم رستہ چون شیر نر

ہتیار میرا ہر عضو پیدا ہوا مثل شیر نر کے

چو الماس و آہن رگ و تن مرا

مثل ہیرے یعنی پتھر اور لوہے کی ہر رگ میری تن کی

حدیث تنومندی آن خود پرس

ذکر اسکی موٹائی کا ست پوچھو

نیگشت یکموے زان پیکرش

وہ اسکے ایک بال کے برابر بھی نہین گھبراتا

دو دیدہ بر و ہمچو دو طاس خون

دونون آنکھین اوسپر مثل دو طاس خون کے

کہ سوزان تر از آتشم زیر دود

کہ آگ جلنے والی سے زیادہ ہون نیچے دہوئین کے

کہ بر پشت پیلان کشم پیلپاے

کہ ہاتھیون کی پیٹھ کا پیلپایہ بناتا ہون یا گزرتا ہون

بیکحملہ کہ کنم کوہ را سنگ ریز

ایک حملے مین پہاڑ کو چور چور کردیتا ہون

بر و پیل بارم چو بارندہ ابر

اوسپر برس پڑون مین مثل برسنے والی بدلی کے

بیک پیلپا پیل را پے کنم

ایک ٹھوکر مین ہاتھیونکے قدم کاٹ ڈالتا ہون

رخ من پیادہ کند پیل را

رخ میرا پیدل عاجز کردیتا ہے ہیل کو

ز پولاد دارم سلاح دگر

اور دوسرے فولادی ہتیار بھی رکھتا ہون

چہ حاجت بالماس و آہن مرا

کیا حاجت پتھر اور لوہے کی مجھکو

چو گردن برآرم بگردن کشے
جب گردن بلند کرتا ہون مین گردن کشی کے لیے

درم پہلو پہلوانان بہ تیغ
چیر ڈالتا ہون مین سینہ پہلوانون کا تلوار سے

بدم در کشم اژدہا پیکرم
آدمیون کے مار ڈالنے کو لیے مثل اژدھے کے ہون مین

ستیزندہ را دارم آزرم سست
لڑنے والون سے صلح بہت کم کرتا ہون مین

مرا از کسے در جہان شرم نیست
مجھکو جہان مین کسی سے بھی شرم نہین ہے

چو من زنگی انگہ کہ خندان بود
مجھ ایسا زنگی یعنی ہین جبکہ ہنستا ہوا ہون

بگفت این و بر زد برابرو شکنج
یہ کہا اور ابرو پر شکن ماری یعنی تیور بدلے

ز رومی سواری توانا و چست
رومیون سے ایک سوار طاقتور اور چالاک نے

باتش کشی باز مالید گوش
آگ بجھانے کے لیے ہوا ہوشیار

در آمد بدو زنگی جنگ سود
آیا طرف اُسکے وہ زنگی لڑائی کا منجھا ہوا

دگر کینہ خواہے در آمد بجنگ
اور دوسرا لڑنے والا آیا واسطے لڑائی کے

نہ زابی ہراسم نہ از آتشے
نہ گھڑیال وغیرہ سے ڈرتا ہون نہ دیوون سے

خورم گردہ گردنان بدریغ
کھاتا ہون مین گردہ پہلوانون کا بے افسوس

نہ مردم کشم بلکہ مردم خورم
آدمیون کو مارہی نہین ڈالتا بلکہ کھا بھی لیتا ہون مین

خر از زیر پالان برآید درست
کیونکہ گدھا پالان کے نیچے ہی درست رہتا ہے

ستیزہ بسی ہست و آزرم سیت
لڑائی بہت ہے اور صلح کم ہے

سیہ شیری الماس دندان بود
معلوم ہوتا ہے کہ ایک کالا شیر اور اسکے دانت الماس کے ہین

چو ماری کہ پیچد ز سوداے گنج
مثل اُس سانپ کے کہ لہرین مارتا ہے غصے سے خزانے کے

بران آتش افگند خود را نخست
اُس آگ پر آپ کو ڈالا پہلے یعنی مقابلہ کیا

چو پروانہ کایدش خون بجوش
مثل اُس پروانے کے کہ اُسکا خون جوش مین آوے

بیک ضربت از تن سرش را ربود
ایک وار مین اُسکا سر بدن سے اُتار لیگیا

فلک ہم در آورد پایش بسنگ
آسمان نے اُسکا بھی پانون باندھا یعنی وہ بھی مارا گیا

دگر رومیی رفت چون تندباد
دوسرا رومی اور گیا مثل آندھی کے

کہ تا چشم برہم شد سر نہاد
مگر جتبک کہ پلک ... اوسکا سر بھی اسنے کاٹ لیا

دگر پہلوانے ز قلب سپاہ
اور دوسرا پہلوان لشکر مین سے

بسکتر شدہ چون خرامندہ ماہ
جلد نکلا مثل تیز چلنے والی ہوا کے

چنین تا بقدار ہفتاد مرد
اسیطرح یہان تک کہ ستر آدمی

بتیغ آمد از رومیان در نبرد
رومیون کے اسکی لڑائی مین مارے گئے

دگر ہیچکس را نیامد نیاز
پھر اور کسیکو نہوئی خواہش یعنی جرات

کہ با آن زبانی شود رزم ساز
کہ اس شعلے کے ساتھ لڑنیوالا ہووے

دل از جای شد لشکر روم را
دل روم کے لشکر کا جگہ سے گیا یعنی بودا ہوگیا

چو از کورۂ آتشین موم را
جیسے آگ کی بھٹی سے موم کا

چو گرد آن زبانہ سپہ را زبون
جب اس شعلے نے سپاہ کو عاجز کردیا

نیامد بناورد او کس برون
نہ نکلا پھر اسکی لڑائی کے لیے کوئی باہر

شہ گردنان شاہ گردون گرای
بادشاہ پہلوانون کا بادشاہ گردون بلند یعنی سکندر نے

ز پرگار موکب تہی کرد جای
لشکر کے حلقے سے خالی کی جگہ یا گھوڑے کو اتارا

برآراست بر جنگ زنگی بسیچ
آراستہ کیا یعنی قصد کردیا اوس زنگی سے لڑنیکا

بزنگی کشی نیزہ را داد پیچ
زنگی کے مارنے کے لیے نیزے کو گھمایا

زرہ بر میان گوہر آگین کمر
باندھاکر موتی بھرا ہوا یعنی مرصع پٹکہ

در آورد پولاد ہندی بسر
اٹھایا گرز نہایت بھاری اور بلند

بتن بر یکی آسمان گون زرہ
بدن پر ایک آسمان کی رنگت کی زرہ

چو موی غول زنگی گرہ در گرہ
مثل زنگیون کے بالون کے نہایت پیچدار

یمانی یکی تیغ زہراب جوش
ایک تلوار یمانی زہر کے پانی مین بجھی ہوئی

حمائل فروہشتہ از طرف دوش
حمائل کی طرح لٹکائے ہوے کندھے کی

کمندی چو ابروی طغماچیان
ایک کمند مثل ابرو طغماچ والون کے

بخم چون کمان گوشۂ چاچیان
ٹیڑھی مثل گوشۂ کمان چاچ والون کے

لحافی برافکند بر پشت بور
ایک چلتہ ڈالا گھوڑے کی پیٹھ پر

درآمد بزین آن شہ پیل زور
بیٹھا زین پر وہ بادشاہ زور آور

عنان تکاور بدولت سپرد
لگام گھوڑے کی اقبال کو سونپی

نمود آن قوی دست او دست برد
دکھلائی اُس زبردست کو چالاکی

ق

بکبک دری چون درآید عقاب
چکور پر جس طرح جھپٹتا ہے عقاب

چگونہ جہد بر زمین آفتاب
جس طرح کودتا ہے زمین پر آفتاب یعنی جلد نکل آتا ہے

ازان تیز تر خسرو پیلتن
اُس سے تیز زیادہ بادشاہ بہادر یعنی سکندر

بہ تندی درآمد بران اہرمن
تیزی سے آیا اُس دیو یعنی شیطان پر

بزد بانگ بروی کہ ای زاغ پیر
نعرہ مارا اُس پر کہ اے پرانے کوّے

عقاب جوان آمد آرام گیر
جوان عقاب آگیا اب ٹھیر جا

اگر برتابی عنان را ز راہ
اگر تو پھیرتا ہے باگ کو راستے سے

کنم بر تو عالم چو رویت سیاہ
جہان کو تیرے اوپر تیرے منہ کی طرح تاریک کرونگا

سیہ رو ازانی کہ از تیغ تیز
تیرا منہ اس سبب سے کالا ہے کہ تیز تلوار سے

درین حربگہ کرد خواہی گریز
اس لڑائی مین بھاگ جاوے گا تو

مرو تا بخون سرخ رویت کنم
مت جا ابھی کہ خون مین تجھکو سرخرو کرونگا

مسلسل ترا زجعد مویت کنم
گرفتار زیادہ تیرے بالون سے تجھکو کرونگا

فتد زنگ بر تیغ آئینہ رنگ
لگ جاتا ہے زنگ تلوار کے آئینے پر مورچہ

من آئینہ ام کز من افتاد زنگ
مین آئینہ ہون کہ مجھ سے عاجز ہوگیا زنگ

سپیدی برد رومی از چشم درد
رومی سفیدہ آنکھون کے درد کھو دیتا ہے

برد تیغ من سرخی از روی زرد
میری تلوار کاٹتی ہے سرخی زرد چہرے سے

داستان مصاف کیدون سکندر با زنگیان

چه لافی که من دیو مردم خورم
توکیا ڈینگ مارتا ہے کہ مین مردم خور دیو ہون

مرا خور که از دیو مردم ترم
مجھکو کھا کہ مین دیو سے بڑھکر آدمی ہون

ندانی تو پیکار شمشیر و لخت
نہین جانتا ہے تو لڑائی تلوار اور گرز کی

بیاموزمت من بیازوی سخت
سکھلاؤنگا مین تجھکو اپنے سخت بازو سے

گر آئی ز جای نگهدار جای
اگر آیا ہے اس مہیب جگہ سے اسی جگہ ٹھہرا رہ

وگرنه سپارم سرت زیر پای
اور جو نہین ملوگا مین سر تیرا اپنے پانون سے

من آن رومی سالار تازی حشم
مین وہ سردار عقلمند مثل عرب کے ہون

که چون دشنهٔ صبح زنگی کشم
کہ مثل خنجر صبح کے تاریکی کا زائل کرنیوالا ہون

چو هندی زنم بر سر ژنده پیل
جو مست ہاتھی کے سر پر تلوار مارو نہین

زند پیلبان جامه در خم نیل
رنگ جاوین کپڑے پیلبان کے نیل کے مٹکے مین

چو ز آهن کنم حلقه در گوش سنگ
جب لوہے سے مین پتھر کو مطیع کرتا ہون

بزنگه رود هوش سالار زنگ
زنگبار چلے جاینگے ہوش سردار زنگ کے یعنی ہوش جاتے رہینگے

چو گفت این سخن در رکاب ایستاد
جو کہہ چکا یہ تو رکاب مین کھڑا ہو گیا یعنی مستعد ہوا

برآورد بازو عنان برکشاد
بازو نکالے اور گھوڑا دوڑایا

برو حمله برد چون پیل مست
اور سپر ایک حملہ کیا مثل مست ہاتھی کے

یکی گرز شیر پیکر بدست
ایک گرز شیر کی شکل بنا ہوا ہاتھ مین

ز سختی که زد بر سرش گرز را
اس سختی سے اسکے سر پر گرز مارا

برافتاد تب لرزه البرز را
کہ کوہ البرز پر بخار اور لرزہ چڑھا

بیک زخم آن گرز پولاد سخت
ایک زخم اس گرز پولاد سے زیادہ سخت سے

شد جان ازان آبنوسی درخت
لی جان اس آبنوس کے درخت سے

سر و گردن و سینه و پا و دست
سر اور گردن اور سینہ اور پانون اور ہاتھ

ز سر تا قدم خورد و در هم شکست
سر سے پانون تک سب چور چور ہو گئے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

چو کارِ زره را چه زراحت بُرید
جب کام زرہ کا راحت یعنی آسائش ختم ہو گیا
سیاہے بکردارِ نخلِ بلند
ایسا حبشی مثل لمبے کھجور کے درخت کے
بجستی ز در آمد چو تند اژدہا
پاس سکندر کے مثل اژدہے کے آیا
نشد کارگر تیغ بر درعِ شاہ
لیکن سکندر کی زرہ پر اوسکا اثر نہ پہنچا
چو دارای روم آن سیہ را بدید
جب سکندر نے اُس کالے سانپ کو دیکھا
چنان ضربتی زد بر آن نخل بن
ایسا ایک وار کیا اُس کھجور کے درخت پر
سرِ زنگی از نخل بالا فتاد
سر زنگی کا درخت قد یعنی دھڑ سے نیچے گر پڑا
دگر زنگیی رفت سوی مصاف
ایک اور زنگی میدان کی طرف گیا
کہ ابر سیاہ آمد از کوہِ زنگ
کہ زنگبار کے پہاڑ سے کالی بدلی آگئی
سیہ گولہ گردباز و منم
کالا فلک اور میرے گول گول بازو ہیں
زتن بر کنم گردن پیل را
ہاتھی کے بدن سے میں گردن کاٹ لیتا ہوں

یکی محنت دیگر آمد پدید
ایک دوسری تکلیف پیش آئی یعنی اور ایک زنگی آیا
ہراسان از و دیدہ نخلبند
جسکو باغبان خرما کے درخت کا دیکھکر ڈر جاے
بروکرد زنگی چو آتش رہا
دوڑا وہ شیر یعنی سکندر پر آتش تیزی سے ایک وار کیا
بغرید زنگی چو ابر سیاہ
اور وہ زنگی مثل کالی بدلی کے گرجنے لگا
نہنگ سیاہ از میان بر کشید
کالا گھڑیال یعنی تلوار میان سے کھینچی
کہ شیر جوان بر گوزن کہن
جس طرح جوان شیر یعنی جھپٹ پڑا بڑھے بارہ سنگھے پر
چو زنگی کہ از نخل خرما فتاد
جیسے کہ زنگی کھجور کے درخت سے گر پڑا
زبان بر کشاد او بہ شتی گزاف
زبان کھولی اُسنے تھوڑی ڈینگ پر
نبارد گر اژدہا و نہنگ
بارش نہیں برساتی ہے مگر سانپ اور گھڑیال یعنی تیر و تلوار
گران کوہ را ہم ترازو منم
بھاری پہاڑ کے مقابل میں ہی ہوں
بدم درکشم چشمۂ نیل را
چشمۂ نیل کو ایک سانس میں کھینچ لیتا ہوں

داستان مصاف کردنِ سکندر با زنگیان

هر آنکس که جانش بآهن گزم
جو شخص کہ جان اُسکی لوہے سے ڈنکا تا ہو یعنی

بسی جامہ را در سکاہن رزم
بہت لوگون کے کپڑے ماتم مین رنگوا تا ہو یعنی

جہانجوی چون دید کان یاوہ گو
بادشاہ یعنی سکندر نے جب دیکھا کہ وہ بیہودہ بکنے والا

زخون نافِ خود راگند نافہ بوے
اپنی ناف کے خون سے مشک کی خوشبو ظاہر کرتا ہی

سرِ تیغ بر گردن افراختش
سر تلوار کا اُسکی گردن پر بلند کیا سکندر نے

دران یاوہ گفتن سر انداختش
اُسی بیہودہ بکنے مین اُسکا سر گرا دیا یعنی کاٹ ڈالا

ازان سہمگین تر سیاہ قوے
پھر اوس سے زیادہ مہیب اور زبردست حبشی نے

عنان راند بر چالش خسروے
باگ موڑی بادشاہ یعنی سکندر کے مقابلے پر

چنان زد بر و تیغ زنگار خورد
ایسی ماری ایک تلوار پرانی جوہردار سکندر نے

کہ زنگی ز مرکب در آمد بگرد
کہ زنگی گھوڑے سے زمین پر گرا یعنی مر گیا

سیاہے دگر زین بر او ہم نہاد
اور ایک حبشی نے زین گھوڑے پر رکھا یعنی مقابلہ کیا

بزخمے دگر دیدہ برہم نہاد
او سنے ایک ہی زخم مین آنکھین بند کر لین یعنی مر گیا

دگر تا شب از نامداران زنگ
پھر کچھ رات گئے تک زنگیون کے لشکر والون کے

نیامد کسے را تمنائے جنگ
نہ آئی کسی کو ہمت لڑنے کی

جہاندار با فتح و مساز گشت
بادشاہ یعنی سکندر فتح سے موافق ہوا

شبانگہ باز رمگہ باز گشت
رات کے وقت خیمہ گاہ مین واپس آیا

چو گلنار گون کسوتِ آفتاب
جب سرخی مائل لباس آفتاب نے

کبودی گرفت از خمِ نیل ناب
نیلا پن پکڑا خالص نیل کی خم یعنی تاریکی شب سے

نگہبانِ این مار پیکر درفش
نگہبانون اس سانپ کی شکل علم یعنی ستارون کی

زر اندود بر پرنیائے بنفش
سونیکا ملمع کیا اودی پرنیان پر یعنی ستارے نکلے

رقیبانِ لشکر بآئینِ پاس
لشکر کے چوکیدار بطریق چوکیداری کے

نگہبان تر از مردِ انجم شناس
جنکی نگاہ نجومیون سے زیادہ پڑتی تھی

یزکداری از دیده نگذاشتند
چوکیداری آنکھوں سے نہ چھوڑی
سحرگه که آمد به نیک اختری
صبح کے وقت کہ آیا خوش نصیبی سے
سکندر برون آمد از خوابگاه
سکندر اپنی خوابگاہ سے باہر نکلا
روان کرد رخش عنان تاب را
بڑھایا گھوڑے باگ پر مڑ جانیوالے کو
بقلب اندرون پای خود را فشرد
اور خود لشکر کے درمیان قدم جمایا
چپ و راست را بست از آهن حصار
بائین اور داہنے طرف ہتیاروں سے قلعہ باندھا
همان لشکر زنگ و خیل حبش
اسیطرح زنگیون کا لشکر اور گروہ حبشیون کا
حبش بر یمین بربرے بر یسار
حبشی لوگ بائین طرف اور بربری داہنی طرف
چو نوبت زن شاه زد کوس جنگ
جب بادشاہ یعنی سکندر کے نقارچی نے نقارۂ جنگ بجایا
درآمد بغرّیدن ابر سیاه
کالی بدلی گرجے یعنی دونو طرف نقارے بجے
چنان آمد از هر دو لشکر غریو
ایسا دونون لشکرون سے شور اوٹھا

تیاقے که رسمست میداشتند
نگہبانی کا جیسا کہ دستور ہے رکھتی یعنی کرتے تھے
گل سرخ بر طاق نیلوفری
پھول سرخ محل نیلوفری پر یعنی آفتاب آسمان پر نکلا
برآراست بر حرب دشمن سپاه
آراستہ دشمن سے لڑنے کیلیے کیا لشکر
برانگیخت چون آتش آن آب را
تیز کیا مثل آگ کے اوس پانی کو
بهر پهلوان پهلوے را سپرد
ہر پہلوان کو ایک طرف حوالے کر دی
فرو برد چون کوه بیخ استوار
پہاڑ کی جڑ کی طرح مضبوطی کی
بهر گوشه گشته شمشیر کش
ہر طرف یعنی ہر کنارے پر تلوار کھینچکر کھڑے ہو
بقلب اندرون زنگی دیوسار
لشکر کے درمیان بادشاہ زنگبار کا دیو کے مانند
جرس دار زنگی بجنباند زنگ
زنگیون کے گھڑیالی نے بھی ہلایا گھنٹہ
ز ماهی تف تیغ بر شد بماه
زمین سے گرمی تلوار کی چاند تک پہونچی
کزان هول دیوانه شد مغز دیو
کہ اوس خوف سے دماغ دیو کا پریشان ہو گیا

داستان مصاف کے دن سکندر با زنگیان

گره در گلوها فرو بست گرد

بند کر دیا حلق کے سوراخ کو گرد نے

زبیخوابی اندامها گشت زرد

نیند نہ آنے سے بدن زرد ہو گئے تھے

زگرز گرانسنگ و شمشیر تیز

بھاری گرزون اور تیز تلوارون سے

بیابانی همی جست راه گریز

مخنبہ لوگ بھاگے جاتے تھے

زگرز گرانسنگ چالشگران

لڑنے والون کے بھاری گرزون سے

زمین را همی سوده شد استخوان

زمین کی چور ہوئی جاتی تھیں ہڈیان

زبس شورش کوس رویینه طاس

کثرت شور کرنے نقارون سے

بگردون گردان در آمد هراس

گردش کرنے والے آسمان کو خوف معلوم ہوا

زخرمهره مغز پرداخته

کوڑی مغز خالی کی ہوئی یعنی چھوٹے شہنا کی آواز سے

زمین مغز کوه از سر انداخته

زمین نے پہاڑ کے سر سے بھیجا گرا دیا یعنی کو کھل کر دیا

ز رویین و زر کوس شد زخروش

نقارون کے کانسی کے قلعوں کی گرجنے والی آواز سے

بدژهای رویین در افتاد جوش

کانسے کے قلعون میں ہل چل پڑ گئی

ز نائے دمنده بر آهنگ ور

ترہی بجنے کی آواز کے دور تک جانے سے

گمان کرد کامد سرافیل صور

گمان کیا لوگون نے کہ صور سرافیل کی آگئی

ز بس کوفتن بر زمین گرز و تیغ

زمین پر تلوار اور گرزون کے زیادہ دے مارنے سے

زهر غار بر شد غباری چو میغ

ہر غار سے بدلی کی طرح ایک غبار بلند ہوا

ز منقار پولاد پران خدنگ

اوڑنے والی تیرون کی فولادی چونچ یعنی گانسیون سے

گره بسته خون در دل خاره سنگ

خون جم گیا سنگ خارا کے دل میں یعنی اندر

کمان گوشه ابرو و مژگان تیر

کمان کی ٹیڑھے ابرو نے اپنی پلکون کے تیر سے

ز پستان جوشن بر آورده شیر

جوشن کی چھاتیون سے نکالا دودھ

کمند گره دار و پیچ پیچ

کمند گرہ دار یعنی بٹی ہوئی پیچدار

بجز گرد کردن نمیگشت هیچ

سوا جمع کرنے اور پھانس لینے لوگونکو کبھی نہیں گھومتی تھی

چو هندوی بازیگر گرم خیز
مثل نٹ بازیگر چالاک کے

ز موزونی ضربهای سنان
موزون ہونے نیزوں کی ضربوں سے

بزنبوره تیز زنبور نیش
بسبب زنبورے کے تیز ڈنک کے

زمین خسته از خون انجیدگان
زمین زخمی ہو گئی زخمیوں کے خون سے

بر آراسته قلب شاه از نبرد
آراستہ کی قلب لشکر کی سکندر نے

همان تیغ زن زنگی سخت کوش
اوسی طرح زنگی تلوار مارنے والے بہت کوشش کرنے والے

کفیده دل و بر لب آورده کف
پھٹے ہوئے دل اور لبوں پر کف لائے ہوئے

چو از هر دو سو گشت قلب استوار
جب دونوں طرف سے قلب لشکر کی مضبوط ہو گئی

نمودند بسیار مردانگی
دکھلائی لوگوں نے بہت بہادری

بر آورد زنگی ز رومی هلاک
برلائے زنگی رومیوں سے ہلاکی

شهنشاه ز نازنین لشکر اندیشه کرد
بادشاہ یعنی سکندر نے اپنی نازک لشکر سے اندیشہ کیا

معلّق زنان هندی تیغ تیز
چکر کھانیوالی ہندی تیز تلوار

برقص آمده اسپ زیر عنان
گھوڑے نیچے لگام کے ناچنے لگے

شده آهن و سنگ را روی ریش
لوہے اور پتھروں میں چھید ہو گئے

هوا بسته از آه رنجیدگان
ہوا بند ہو گئی رنجیدہ لوگوں کی آہ سے

چو کوهی که آن باشد از لاجورد
مثل اس پہاڑ کے کہ لاجورد سے ہووے

بر آورده چون زنگ دیو خروش
برلائے مثل دیو کے گھنٹوں کے شور

دهن باز کرده چو پشت کشف
منہ کھولے ہوئے کچھوے کی پیٹھ کی طرح

ز هر دو سپه رفت بیرون سوار
دونوں لشکروں سے سوار لڑنے کو باہر نکلے

هم از زیرکی هم ز دیوانگی
دانائی اور بھی جہالت یعنی لڑائی سے

که این نازنین بود و آن هولناک
کیونکہ یہ نازنین تھے اور وہ مہیب شکل

که از نازنینان نیاید نبرد
کہ نازنین لوگوں سے لڑائی نہیں ہو سکتی ہے

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

بدل گفت آن بہ کہ شیری کنم

دل میں کہا وہ بہتر ہے کہ اب میں بہادری کرون

چو لشکر زبون شد درین تاختن

جب لشکر عاجز ہوا اس حملے میں

برون شد دگر بار چون آفتاب

باہر نکلا دوسری بار مثل آفتاب کے

بہ تنہا چند را از آن سیاہ درشت

چند آدمیوں کو اُن سخت حبشیوں سے

کسی کانچنان دید بنیاد او

جس شخص نے کہ ایسی دیکھی بنیاد اُسکی

سپہدار رومی چو بی جنگ ماند

سردار روم کا یعنی سکندر جب بغیر لڑائی کے رہا

پلنگر کہ او بود سالار زنگ

پلنگر کہ وہ تھا سردار زنگ کا

بیاران خود گفت کاین صید خام

اپنے مددگاروں سے کہا کہ یہ کچا شکار

سلاح ملک وار ترتیب کرد

ہتیار مثل بادشاہوں کے سجے

بپوشید خفتانے از کرگدن

پہنا ایک جامہ گینڈے کی کھال سے

یکی خود پولاد آئینہ فام

ایک فولادی خود آئینہ رنگ یعنی چمکتا ہوا

درین ترسناکان دلیری کنم

ان خوف بھرے ہوؤں میں دلیری کروں

بخود باید این رزم را ساختن

آپ ہی سے چاہیے اس لڑائی کو کرنا

کہ آرد بخونریزی شب شتاب

کہ لاوے حملہ رات کی خونریزی کیلئے جلدی

بیک زخم شمشیر چون سگ بکشت

ایک تلوار کے زخم سے مثل کتوں کے مار ڈالا

تہی کرد پہلو ز پولاد او

بچا یا پہلو اُسکی تلوار سے

تگاور سوی لشکر زنگ راند

گھوڑا طرف لشکر زنگ کے بڑھایا

چو دانست کامد ز دریا نہنگ

اور سنے جو جانا کہ آیا دریا سے گھڑیال

کجا جان برد چون درآید بدام

کہاں جان بچا لیجائیگا جب پھنس جائیگا جال میں

بجوشن بر از تیغ ترکیب کرد

جوشن پر تلوار سے آراستگی کی

مکلل بزر آستین تا بدن

جڑا ہوا سونے سے آستین سے بدن تک

نہاد از بر فرق چون سیم خام

رکھا سر پر مثل خالص چاندی کے

درفشان یکی تیغ چون چشم گور

چمکتی ہوئی ایک تلوار مثل آنکھ گور کے

برآهیخت آمد بران تند شیر

کھینچی اور آیا اوس تند شیر یعنی سکندر پر

بشه گفت کای صید شیر آزمای

پادشاہ سے کہا کہ اے شکار شیر کو آزمانیوالے

مرو تا نبرد دلیران کنیم

مت جا کہ لڑائی دلیرون کی طرح کرینگے ہم

ببینیم کز ما بلندی کراست

دیکھین ہم کہ ہم مین سے بلندی کسکو ہے

ز جوشیدن زنگی خام کار

اوبلنے یعنی ڈینگ مارنے زنگی بیوقوف سے

چو بدخواه کین در خروش آورد

جب دشمن کینہ ظاہر کرتا ہے

سکندر بدو گفت چندین ملاف

سکندر نے اوس سے کہا اتنی ڈینگ مت مار

ز مردانگی لاف چندان مزن

بہادری سے اپنی اسقدر ڈینگیں مت مار

بترس ارچه شیری ز شیر افگنان

ڈر اگرچہ شیر ہے تو شیر افگنون سے

تنی را که نتوانی از جای برد

جس شخص کو نہ سکے تو جگہ سے جنبش دینا

پلارک دو روفته چون پای مور

جوہر اوسمین ظاہر مثل پانون چیونٹی کے

نشاید شدن سوی شیران دلیر

نچاہیے جانا طرف شیرون کے دلیر

شکیبا شو از خود صبوری نمای

صابر ہو اور اپنی جان سے صبر کر

درین رزمگه جنگ شیران کنیم

اس لڑائی کی جگہ مین لڑائی مثل شیرون کے کرین ہم

درین کار فیروزمندی کراست

اس کام مین فتحمندی کسکو ہے

بجوشید خون در دل شهریار

جوش کیا خون نے بادشاہ کے دل مین

ستیزنده را خون بجوش آورد

لڑنیوالے کا خون جوش مین لاتا ہے

مزن بیهده پیش مردان گزاف

بیہودہ مت بک آگے بہادرون کے

هراسان شو از سایه خویشتن

خوف کر اپنے سایہ سے

دلیری مکن با دلیر افگنان

بہادری مت ظاہر کر بہادرون سے

بپرخاش او پی چه باید فشرد

اسکی لڑائی مین کیا چاہیے قدم جمانا

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

داستان مصاف کردن سکندر با زنگیان

به پهلوی شیر انگنے دست کش
شیر کے پہلو مین اوس وقت ہاتھ ڈال

تبا تاراج خود تر کتازی کنے
اپنے لٹ جانے یعنی ہلاک مین کوشش کرتا ہے تو

بیا تا بگردیم میدان خوش است
آ تو دوڑین ہم کہ میدان اچھا ہے

گرفته مزاج بر حریف افگنے
ڈھنگ ست یار حریف کے گرانے پر

بر آشفت زنگی ز گفتار شاه
جھنجھلایا زنگی سکندر کی باتون سے

فرو هشت بر ترگ شه تیغ را
چھوڑی تلوار پادشاہ یعنی سکندر کے خود پر

بر آشفته شد شاه زان زشت روی
غصہ آیا پادشاہ کو اوس بد صورت سے

به تندی یکی تیغ زد بر تنش
تیزی سے ایک تلوار ماری اوسکے بدن پر

بسے حمله بر یکدگر ساختند
اسی طرح بہت حملے ایک نے دوسرے پر کیے

بدینگونه تا شب در آمد بسر
اسی طور سے دن ختم ہوا یہانتک کہ رات آگئی

چو زنگی شد از جنگ خسرو ستوه
جب زنگی سکندر کی لڑائی سے عاجز ہوا

که داری بشیر افگنی دست خوش
کہ شیر افگنی مین مشق رکھتا ہے تو

که گنجشک باشی و بازی کنے
کہ ایک چڑیا ہے اور باز کا کام کرتا ہے تو

ببینیم گز ما که سختے کش است
دیکھین ہم کہ ہم مین سے کون سختی کی برداشت کرنیوالا ہے

گرفته شوی گر گرفته زنے
گرفتار ہو گا تو اگر لاف ماریگا

بجالش در آمد چو ابر سیاه
مقابلے کو آیا مثل ابر سیاہ کے

ببرق آفتے کے رسد میغ را
بجلی سے کب صدمہ پہونچتا ہے بدلی کو

چو تیغ از تنش سر بر آورد موی
مثل تلوار کے اوسکے بدن سے رونگٹے کھڑے ہو گئے

نشد کار گر زخم بر جوشنش
کارگر نہ ہوا زخم اوسکے جوشن پر

یکی زخم کاری نینداختند
ایک زخم کاری کسی نے نہ ڈالا یعنی نہ مارا

نشد زخم کس در میان کارگر
ہوا دونون مین سے زخم کسی پر کاری

بدو گفت خورشید شد سوی کوه
اوس سے کہا کہ آفتاب اب پہاڑ کیطرف گیا یعنی غروب ہو گیا

شب آمد شب خون رہا کردنی ست | بمیعادِ فردا وفا کردنی ست

رات ہو گئی رات کو لڑائی موقوف کردینا چاہیے | وعدہ کل پورا کرنے کے لایق ہے

سیہ کار شب چون شود زحمت سوز | برون آتش آید ز گردندہ روز

تاریکی رات کی جب اسباب جلانیوالی ہو گی | آگ نکلے گردش کرنیوالے دن سے یعنی آفتاب نکلیگا

کنم با تو کارے درین کارزار | کہ اندر گریزے بسوراخ مار

کرونگا ساتھ تیرے وہ کام اس لڑائی میں | کہ بھاگ جائیگا تو سانپ کے بل میں

بشرطیکہ چون صبح راند سپاہ | ترا نیز چون صبح بینم نگاہ

اس شرط پر کہ جیسے ہی صبح سپاہ دوڑاوے یعنی ہو | تجھکو بھی مثل صبح کے دیکھوں یعنی تڑکے

بگفت این و از حربگہ بازگشت | باین داستان شاہ دمساز گشت

کہا اور میدان سے واپس پھر گیا | اس بات سے سکندر نے بھی اتفقت کی

بمہلت زشب عذرخواہ آمدند | زمیدان سوی خوابگاہ آمدند

رات بھر کی مہلت سے عذرخواہیاں کین | میدان سے طرف خوابگاہ کے آئے

بیا ساقی از خمِ دوشینہ مے | کہ ماندست باقی زکاوس وکے

آ ساقی اسی کل رات والی مٹھوری شراب | جو باقی رکھی ہے کاوس کیکے سے

بدہ تا طبیعت سیاوش شود | چو نوشند دمی چند سرخوش شود

دے کہ طبیعت رنگین اور خوش ہووے | جو پیے چند گھونٹ بھی مست ہو جاوے

ظفر یافتن سکندر بر لشکرِ زنگیان

فتح پانا سکندر کا زنگیون کے لشکر پر

چو روز دگر چشمۂ آفتاب | برانگیخت آتش ز دریای آب

جب دوسرے دن چشمۂ آفتاب نے | اٹھائی یعنی بلند کی آگ یعنی روشنی پانی کے دریا یعنی میں سے

دو لشکر بہم برکشیدند کوس
دونون لشکر نے مقابلے مین بجائے نقارے
تذروان رومی و زاغان زنگ
چکور روم گئے اور کوے زنگبار کے
سیاہان چو شب و میان چون چراغ
حبشی رات کی طرح اور رومی مثل چراغ کے
برآمد یکے ابر زنگار گون
نکل آیا ایک ابر زنگاری رنگ یعنی زنگیون کا لشکر
در آن سیل کز پای شد تا بفرق
اس سیلاب مین جو سر سے پانون تک ہوگیا
جہان خسرو آہنگ پیکار کرد
جہان کے پادشاہ یعنی سکندر نے قصد لڑائی کا کیا
برآراست بازار ناورد را
آراستہ کیا لڑائی کے بازار کو
فراگندہ از گور چشم حریر
ایک چیلتہ گور چشمی حریر کا سے
یکے درع رخشندہ چشمہ وار
ایک زرہ روشن حلقہ دار بنی ہوئی
سنانش یکے نیزہ سی آرش
لگانسی روا ایک نیزہ تیس ہاتھ یا بالشت کا
حمائل یکے تیغ ہندی چو آب
لٹکائے ہوئے ایک ہندی تلوار مثل آب کے

چو شطرنجی از عاج و از آبنوس
مثل ایک شطرنج کے ہاتھی دانت اور آبنوس سے
شدہ سینہ بازیے دو رنگ
ہوگئے سینہ باز کے طرح دو رنگ یعنی مقابل ہوئے
کم و بیش چون زاغ و چون چشم زاغ
کمی اور زیادتی مین مثل کوے اور کوے کی آنکھ کے
فرو ریخت از دیدہ دریای خون
گرایا آنکھون سے دریا خون کا یعنی سرخ آنکھین
یکی تشنہ ماند و یکی گشتہ غرق
ایک پیاسا رہگیا اور ایک ڈوب گیا
بد خواہ بر چشم بد کار کرد
دشمن پر نظر بد نے کام کیا یعنی اثر کیا
برانگیخت ز آب روان گرد را
اٹھایا گرد کو آب روان یعنی گھوڑے سے
بپوشید و فارغ شد از تیغ و تیر
پہنا اور بےفکر ہوگیا تیر اور تلوار سے
کہ در چشم آید یکے چشمہ وار
کہ دیکھنے مین معلوم ہوتی تھی ایک چشمے کے مانند
بآب جگر یافتہ پرورش
جگر سے مخالف کے پرورش پائے ہوئے
بگوہر تر از چشمہ آفتاب
روشنی یا آب مین زیادہ چشمہ آفتاب سے

کلاہے ز پولاد چینی بسرش
ایک خود چینی فولاد کا اوسکے سر پر

برآویختہ ناچخے زہردار
لٹکائے ہوئے ایک برچھی زہر کی بجھی ہوئی

نشست از بر بارہ کوہ وش
سوار ہوا پہاڑ کے مانند گھوڑے قدآور پر

روان کرد موکب بمیعادگاہ
روانہ کیا لشکر کو طرف وعدہ کی جگہ یعنی رزمگاہ کے

نیامد پلنگر کہ پژمردہ بود
مگر پلنگر نہ آیا کیونکہ شست ہو گیا تھا

دگر زنگیی را چو عفریت مست
اور ایک زنگی کو جو مثل دیو مست کے تھا

یک ناچخ شہ کہ بروی رسید
ایک ہی بادشاہ یعنی سکندر کی برچھی جو اوسپر پہونچی

دگر دیوے آمد چو یکپارہ کوہ
اور ایک دیو آیا مثل ایک پہاڑ کے ٹکڑے کے

ہمان خورد کان ناتراشِ دگر
اسی طرح اور بھی لڑنا لائق احمقون

سیہ روی تر زنگیے دیوسار
ایک زنگی نہایت سیاہ دیو کے مانند

بر و نیز شہ ناچخے راند زود
اوسپر بھی بادشاہ نے فوراً ایک برچھی چلائی

کہ گوہر برشک آمد از گوہرش
کہ موتی رشک مین آیا اسکے جوہر سے

بوقت زدن تلخ چون زہر مار
مارنے کے وقت سانپ کے زہر کیطرح کڑوی

بدیدن ہمایون برفتار خوش
دیکھنے مین مبارک اور چال مین اچھا

بدیدہ کہ دشمن کے آید براہ
دیکھنے کے لیے کہ دشمن کب آتا ہے سامنے

باندیشہ لنگر فرو بردہ بود
فکر مین لنگر ڈالے ہوئے یعنی متردد تھا

فرستاد تا گوہر آرد بدست
بھیجا کہ موتی ہاتھ مین لاوے یعنی سکندر کو مارے

ز زنگی رگ زندگانے برید
زنگی سے رگ زندگی کی کٹ گئی یعنی مر گیا

کزو چشم بینندگان شد ستوہ
کہ جس سے آنکھ دیکھنے والون کی حیران ہو گئی

چنین چند را خاک خارید سر
کتنے ہی لوگونکا خاک نے سر کھجلایا یعنی مارے گئے

بہ پیچش در آمد چو پیچیدہ مار
آیا بل کھاتا یا اکڑتا ہوا مثل لہراتے سانپ کے

بزخمی بر آورد ازو نیز دود
ایک ہی زخم مین اوس سے بھی دھوان نکالا

ظفر یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

سیاه دگر زان ستمگار تر
ایک اور حبشی اوس سے زیادہ ظالم
همان شربت یار پیشینه خورد
وہی شربت اگلے دوست کا اُسنے بھی کھایا
نیامد دگر کس بمیدان دلیر
نہ آیا پھر اور کوئی بہادر میدان مین
عنان راند خسرو سوی خیل زنگ
باگ موڑی پادشاہ نے زنگیونکے لشکر کی طرف
پلنگر چو دید آنچنان دستبرد
پلنگر نے جب دیکھی ایسی تیزی سکندر کی
اگر خواست ور نی جنیبت جهاند
اگرچہ دل چاہتا تھا یا نہ چاہتا تھا گھوڑا اُسنے بڑھایا
عنان بر سر افگند چالش کنان
باگ اُٹھائی طرف پادشاہ کے پیترا بدلتے ہوے
بسی زخمها زد به نیروی سخت
بہت زخم مارے یعنی حربے کیے بڑی زور زور سے
شه شیر زهره بر آن پیل زور
پادشاہ شیر دل نے اُس ہیبل زور پر
پناهنده را یاد کرد از نخست
پناہ دینے والے یعنی خدا کو یاد کیا پہلے
طریدے بناورد زنگے نمود
ایک ایسا حملہ واسطے لڑائی زنگی کے کیا

بجرب آمد از شیر خونخوار تر
شیر سے زیادہ خوار لڑائی کے لیے آیا
زمانه همان کار پیشینه کرد
زمانے نے وہی پہلے کا ایسا کام کیا
که ترسیده بودند زان تند شیر
کیونکہ ڈر گئے تھے لوگ اُس شیر غصہ ور یعنی سکندر سے
برون خواست بدخواه خود را بجنگ
باہر بلایا اپنے دشمن کو لڑائی کے لیے
شد اندامش از زخم ناخورده خرد
بدن اُسکا بغیر زخم کھائے چور ہو گیا
سوی عرصگه کام ناکام راند
لڑائی کے میدان کی طرف خواہ مخواہ چلا
بصد خواریش بخت نالش کنان
اُسکا نصیبہ تو خرابی سے روتا ہوا
نشد کارگر بر خداوند بخت
نہوا کارگر کوئی نصیبہ یعنی سکندر پر
بجوشید چون شیر بر صید گور
حملہ کیا شیر کی طرح گور کے شکار کرنے پر
نیت کرد بر کامگاری درست
نیت مقصد پانے پر درست یعنی مضبوط کر لی
که بر نقطه پرگار تنگی نمود
گویا کہ پرکار نے نقطے پہ تنگی کی یعنی پورا گھوم گیا

بجا لشکری سوی او راند رخش
واسطے مقابلے کے اوسکی طرف گھوڑا دوڑایا

چنان زد بر دنا چخ نه گره
ایسی ماری سکندر نے اسپر وہ نو گرہ والی برچھی

بیک بار شد کشتی خصم خرد
ایک ہی بار یعنی حملے مین ہو گئی کشتی دشمن کی ٹکڑے ٹکڑے

بفرمود شه از بر بارگی
فرمایا بادشاہ نے گھوڑے کے اوپر سے

سپاه از دو سو جنبش انگیختند
سپاہ نے دونون طرف سے دھاوا کیا

ز بیم چقاچق که آمد ز تیر
حرف چقاچق سے کہ نکلی تیرون سے

ترنگا ترنگ درخشنده تیغ
اواز چمکتی ہوئی تلوارون سے

تنوره ز تفیدن آفتاب
جوشن دھوپ کے تیز ہونے سے

ز جوشیدن سر بسر سام تیز
سرکے پہونچنے یا کھولنے کے سبب سخت سرسام ارے

زبس زنگی کشته بر خاک راه
کثرت مرے ہوئے زنگیون کے کہ خاک راہ پر پڑے تھے

عقیق از شبه آتش افروخته
عقیق نے یوت سے آگ روشن کی

برابر سیه خنده زد چون درخش
کالی بدلی پر قہقہہ مارا یعنی کڑکا مثل بجلی کے

گر هم کالبد سفته شد هم زره
اگر بدن بھی چھد گیا اور زرہ بھی

فرو ماند لشکر پلنگ نبرد
عاجز رہا لشکر جب پلنگ ... گیا

که لشکر بجنبید یکبارگی
کہ لشکر جنبش یعنی دھاوا کرے ایکبارگی

شب و روز با هم در آمیختند
رات اور دن باہم خوب ملے

کفن گشت در زیر جوشن حریر
حریر نیچے جوشن کے ہو گیا کفن

ز ماهی ورقها بر آورده میغ
ڈھالون کے چاندنے بدل سے سر نکالا

بسوزندگی چون تنوری تباب
مثل ایک جلتے ہوئے تنور کے گرم تھا

جهان کرده از روشنائی گریز
جہان نے روشنی سے گریز یعنی کنارہ کیا

زمین گشته بر آسمان رو سیاه
زمین روسیاہی مین آسمان پر بڑھ گئی

شبه گشت از آتش همه سوخته
یوت آگ سے جلکر بالکل خاک ہو گئین

ظفر یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

سبک شد ۱؎ شبہ گشت گوہر گران
بیقدر ہوئی پُرت موتی ہوگیا قیمتی

چنین ست خو و رسم گوہر گران
ایسا ہی ہے واقعی طریقہ کا جوہریون کا

اسیر سمن برگ شد مشک بید ۲؎
قیدی چمیلی کا ہوگیا مشک بید

غراب سیہ صید باز سفید
کوا سفید باز کا شکار ہوگیا

سراسیمگی ۳؎ در منش تاختہ
پریشانی طبیعتون مین دوڑ گئی

ز رخت خرد خانہ پرداختہ
عقل یعنی حواس نے اسباب سے گھر خالی کر دیا

ز دل ۴؎ دادن جاوشان دلیر
جانبازی کرنے یا دلیر نقیبون کی للکار سے

دلاور شدہ گور بر جنگ شیر
بہادر ہوگئے گور شیر کی لڑائی پر

یکی گفت ہوی و دگر گفت ہان
ایک نے کہا ہوی اور دوسرا بولا کہ ہان

بر آورد سر ہائی ہوی از جہان
پیدا ہوا شور و غل جہان سے

ستیز دو لشکر چو از حد گذشت
لڑائی دونون لشکرون کی جب سے گذر گئی

زمانہ یکی را ورق ۵؎ در نوشت
زمانے نے ایک کا ورق لپیٹ دیا یعنی شکست دی

قوی دست را فتح شد رہنمون ۶؎
زبردست کو فتح رہنما ہوئی

بزنہار خواہی در آمد زبون
پناہ مانگنے لگے کمزور یعنی زنگی

دران تاختن ۷؎ لشکر رومیان
اوس حملے مین رومیون کے لشکر نے

بزنگی کشی بستہ ہر سو میان
زنگیون کے مارنے پر ہر طرف کمر باندھی

سکندر بشمشیر بگشاد دست
سکندر نے بھی خوب تلوار کے ہاتھ کھولے

ببازار زنگی در آمد شکست
زنگیون کے بازار مین شکست آئی

چو زنگی در آمد بزنگانہ ۸؎ رود
جب زنگی آیا زنگانہ رود مین یعنی بھاگے

ز شہر و در رومی بر آمد سرود
رومیون کا شہر در بجنے لگا

سر رایت شاہ بر شد بماہ
علم پادشاہی کا سر برابر چاند کے بلند ہوا

ز غوغای زنگی تہی گشت راہ
زنگیون کے شور سے راہ خالی ہوگئی

فرو ریخت باران رحمت ز میغ

گرا یعنی برسا مینہ رحمت کا بدلی سے

ستاده ملک زیر زرین درفش

کھڑا ہوا بادشاہ نیچے سنہرے علم کے

ز ہر سو کشان زنگی چون نہنگ

ہر طرف سے کھینچتے ہوے زنگیون کو مثل گھڑیال کے

کسے را که زیر علم ساختند

جس جس کو کہ نیچے علم کے کیا یعنی لے گئے

دران وادی از زنگیان کس نماند

اوس جنگل مین زنگیون سے کوئی نہ رہا

گروہی که بر پیل کردند زور

وہ گروہ یعنی جو لوگ کہ ہاتھیون پر زور کرتے تھے

خر بنده کو بار مردم کشد

گدھا کرایے کا کہ وہ بوجھ آدمی کا کھینچتا ہی

چو خصمان گرفتار خواری شدند

جب دشمن خواری مین گرفتار ہوے

ببخشود بر سختی کارشان

رحم کیا اونکی مصیبت پر سکندر نے

شہ آن وحشیان را که بود از حبش

بادشاہ نے ان حبشیونکو جو وحشی تھے

بفرمود تا داغ شان بر کشند

فرمایا کہ اونکو داغ کر دین

فرو شست زنگار زنگی ز تیغ

دھو گیا زنگ زنگیون کا تلوار سے

ز سیفور بر تن قبای بنفش

اودے سیفور سے بدن مین ایک قبا پہنے ہوے

بگردن در افشار پالاہنگ

گردن مین ڈالے ہوے باگ ڈور

بفرمان خسرو سر انداختند

حکم بادشاہ سے سر کاٹ ڈالا

دگر ماند جز خورد کرکس نماند

اور جو رہا سوا گدھ کے کھانے کے لائق نہ رہا

فتادند چون پیله در پای مور

گر پڑے مثل ریشم کے کیڑے کے چیونٹی کے پاؤن مین

گہے شم کشند گہ بریشم کشند

کبھی جوتے لاتا ہے کبھی ریشم لاتا ہی

حبش در میان زینہاری شدند

حبش کے لوگ امان مانگنے لگے

ز شمشیر خود داد زنہار شان

اپنی تلوار سے پناہ دی اونکو

بفرمود کشتن دران کشمکش

قتل کرنے کی اجازت دی اوس کشاکش مین

حبش زین سبب داغ بر سر کشند

حبشی اسی سبب سے داغ سر پر رکھتے ہین

فروزنده شان کرد زان گرم داغ
روشن کر دیا اونکو اس گرم داغ سے
ز بس غارت آوردن از بهر شاه
بادشاہ کے واسطے بہت کچھ لوٹ لانے سے
چو شاه آن متاع گران سنج دید
بادشاہ نے جو قیمتی اسباب دیکھا
بجز گوهرین جام و زرین عمود
سوا موتی کے پیالوں اور سنہری گرزوں کے
هم از زر کانی هم از لعل و در
کان کے خالص سونے اور بھی لعل اور موتیوں سے
ز کافور چون سیم صحرا ستوه
چاندی کے ایسے کافور سے جنگل عاجز
همه ژنده پیلان گنجینه کش
سب مست ہاتھی خزانہ کھینچنے والے
بسے برده یونانی و بربری
بہت یونانی اور بربری بردے
ز برگستوانهای گوهر نگار
موتی ٹکی ہوئی گھوڑوں کی پوششوں سے
همه روی صحرا پر از خواسته
تمام زمین جنگل کی مال سے بھر گئی
شه از فتح زنگی و تاراج گنج
بادشاہ زنگیوں پر فتح پانے اور لوٹ کی خزانے

کز آتش فروزنده گردد چراغ
کیونکہ آگ سے جل اٹھتا ہے چراغ
غنیمت نگنجید در عرصه گاه
لوٹ کی چیزیں رن کی گنجایش نہو سکی سمانے
چو دریا یکی دشت پر گنج دید
دریا کی طرح ایک جنگل خزانے سے بھرا دیکھا
بخروار گوهر بانبار عود
ڈھیروں موتی اور ڈھیروں عود
بسے چرم قنطارها کرده پر
بہت چرسے بھر دا یے
ز سیم چو کافور صد پاره کوه
کافور ایسی یعنی سپید چاندی سی سو پہاڑ کے ٹکڑے
همان تازی اسپان طاوس وش
وہی عربی گھوڑے موروں کی طرح کے
سبق برده بر ماه و بر مشتری
سبقت لے گئے چاند اور مشتری پر
همان فرش زربافته آبدار
اور بھی رنگ برنگ تصویر دار فرشوں سے
بگنجینه گوهر آراسته
موتی کے خزانوں سے آراستہ ہوگئی
بر آسود و ایمن شد از درد و رنج
آسودہ ہوا اور بیخوف ہوا درد اور رنج سے

بعبرت وران کشتگان منگریست | بخندید پیدا و پنهان گریست
عبرت سے ان مردون کو دیکھتا تھا | ظاہر مین ہنستا تھا اور پوشیدہ روتا تھا

کہ چندین خلائق وران دار وگیر | چرا کشت باید بشمشیر و تیر
کہ اسقدر لوگ اس لڑائی مین | کیون قتل کرنا ضرور ہے تلوار اور تیر سے

گنہ گر بر ایشان نهم ناروا ست | گر از خود خطا بینم آنهم خطاست
گناہ اگر انپر رکھون تو ناجائز ہے | اگر اپنی خطا دیکھون یعنی کہون یہ بھی غلطی ہے

فلک را سر انداختن شد سرشت | نشاید کشیدن سر از سرنوشت
آسمان کی خصلت سر جھکا دینی کی پیدا ہوئی ہے | سر نہ پھیرنا چاہیے تقدیر کے لکھے ہوئے سے

چو دوازده تیرهٔ لاجوردی نقاب | سر از گنبد لاجوردی متاب
مثل دھوئین کے نیچے نیلے پردے یعنی آسمان کے | سر گنبد لاجوردی سے مت پھیر

فلکها کہ چون لاجوردی خزند | همه جامهٔ لاجوردی رزند
آسمان کہ مثل نیلے ریشمی کپڑے کے ہین | سب نے نیلے کپڑے رنگے ہوئے ہین

درین پرده کج سرودی مگوی | درین خاک شوریده آبی مجوی
اس ٹیڑھے پردے مین کوئی راگ مت گا | اس اوسر زمین مین کسی پانی کی تلاش نہ کر

کہ داند کہ این خاک انگیخته | بخون چه دلهاست آمیخته
کون جانے کہ اس اٹھی ہوئی خاک مین | کتنے دلون کے خون ملے ہوئے ہین

همه راه اگر نیست بیننده کور | ادیم گوزنست و کیمخت گور
اگر دیکھنے والا اندھا نہین ہے تو تمام راہ مین | چرسہ اور کیمخت گور اور گوزن کا ہے

بیا ساقی از می مرا مست کن | چو می در دہی نقل در دست کن
آؤ اے ساقی شراب سے مجکو مست کر | جب تو شراب دیتا ہے تو گزک بھی دے

از ان می کہ دل را بدو خوش کنم | بدوزخ ورش طلق آتش کنم
اس شراب سے کہ اس سے دل کو خوش کرین | دوزخ کی آگ کے لیے ابرک بنادون مین

ظفر یافتن سکندر بر لشکر زنگیان

مراجعت سکندر از جنگ زنگیان و

واپس پھرنا سکندر بادشاہ کا زنگیون کی لڑائی سے اور

بنا کردن اسکندریہ

شہر اسکندریہ کی بنیاد ڈالنا

برومند باد آن ہمایون درخت
پھل مند رہے وہ مبارک درخت

کہ در سایہ او توان بر درخت
کہ جسکے سایے لیجا سکیے اسباب

گہ از میوہ آرایش خوان دہد
کبھی اپنے میوے سے خوان آراستہ کرتا ہے

گہ از سایہ آسایش جان دہد
کبھی اپنے سایے سے لوگونکی جان کو آرام دیتا ہے

بمیوہ رسیدہ بہارے چنین
ایسی اچھی بہار کہ جسمین میوہ پیدا ہوا

ز رونق میفتاد کارے چنین
رونق سے نہ گری یعنی بیرونق نہوا ایسا کام

چو شد بارور میوہ دار جوان
جب پھل مند ہوا میوہ دار درخت

بدست تبر دادنش چون توان
بسولے کے ہاتھ دینا یعنی کاٹ ڈالنا اُسکو کیونکر جائز ہے

زمستان برون رفت و آمد بہار
جاڑے کی فصل گذر گئی اور بہار آئی

بر آوردہ سبزہ سر از جویبار
سبزے نے سر نکالا نہرون کے کنارے سے

دگر بارہ سرسبز شد شاخ خشک
سوکھی ہوئی شاخ دوبارہ سرسبز ہوئی

بنفشہ بر آمیخت عنبر بمشک
بنفشے نے عنبر مشک مین ملا دیا

بعنبر خرے نرگس خوابناک
عنبر کے مول لینے کو نرگس خوابناک نے

چو کافور تر سر برون زد ز خاک
مثل کافور تر کے سر نکالا زمین سے

گشادم من از قفل گنجینہ بند
خزانے کے قفل سے کھولی مینے کنجی

بصحرا علم بر کشیدم بلند
جنگل مین میرے کو خوب بلند کیا مینے

نهان پیکران هاتف سبز پوش

پوشیده شکل سبز پوش فرشتے نے

بآواز پوشیدگان گفت خیز

پوشیدہ آواز سے کہا کہ اٹھ

که چون رومی از زنگی آن کین کشید

کہ جب رومیوں نے زنگیوں سے یہ کینہ کشی کی

گزارندهٔ داستان دری

بیان کرنے والے داستان دری نے

که چون فرخی گشت با شاه جفت

کہ جب خجستگی بادشاہ سے ہمقرین ہوئی

در گنج بگشاد بر گنج خواه

دروازہ خزانے کا کھولا واسطے خزانہ مانگنے والے کے

بر آسود یک هفته بر جای جنگ

ٹھہرا رہا ایک ہفتہ لڑائی کے میدان میں

چو سقای باران و فراش باد

جب ہوا کے فراش اور مینہ کے بہشتی نے

شد از راه او گرد بر خاسته

اوسکے راستے سے گرد اوٹھ گئی

چو بی گرد شد راه از گرد راه

جب بے گرد یعنی صاف ہوگئی راہ گرد راہ سے

ز دو اروزنان نای زرین زدند

برابر تُرہیاں سونے کی بجنے لگین

که خواند سراینده او را سروش

کہ کہتا ہے شاعر اوسکو فرشتہ

گزارش کن از خاطر گنج ریز

بیان کر طبیعت خزانہ گرانے والی سے

سکندر که کار خش ور زرین کشید

سکندر نے کہ کہان کے یہ گھوڑی پر زین کھینچا

چنین داد نظم گزارشگری

اس طرح دی آراستگی بیان کی

چو گلنار خندید و چون گل شگفت

مثل گل انار کے ہنسا اور پھول کی طرح شگفتہ ہوا

توانگر شد از گنج و گوهر سپاه

دولتمند ہوگئی خزانے اور موتیوں سے سپاہ

بیاقوت می ریگ را داد رنگ

سبز شراب سے ریت کو رنگا یعنی شراب نوشی کی

زد آب و رفت گرد بامداد

راستہ صاف کیا اور چھڑکاؤ کیا صبح کے وقت

که بی گرد به راه آراسته

کہ راہ بغیر گرد کے آراستہ بہتر

در آمد بزرین شاه گیتی پناه

بیٹھا زین پر بادشاہ جہان پناہ

سراپرده بر پشت پروین زدند

خیمے کو پروین کی پیٹھ پر قائم کیا

ز دریای افرنجه تا رودِ نیل

دریاے افرنجہ سے دریاے نیل تک

ور آئنده هر سو دراے شتر

ہر طرف آنے لگی آواز اونٹونکے گھنٹونکی

دہانِ جلاجل بہر آ زیر زیر

جہانجھ کے منہ نے جیسے سونیکی پتلیان تھین

بموکب روان لشکر از ہر کنار

ساری لشکر کی چلی ہر طرف سے

جہاندار در موکبِ خاصِ خویش

بادشاہ اپنی خاص سواری مین

چو لختی زمین زانطرف در نوشت

جب تھوڑی زمین اس طرف کی طے کی

ز بس رایت انگیزی سرخ و زرد

سرخ اور زرد نیزون کے زیادہ اٹھنے سے

بصحرا غنیمت بر آورد کوه

جنگل مین لوٹ کو ڈھیر نیل پہاڑ کے لگ گئے

ز بس گنج آگنده بر پشتِ پیل

خزانہ لدے ہوے ہاتھیونکی پیٹھ کی کثرت سے

بمصر آمد و مصریان را نواخت

مصر مین آیا اور مصر والون کو سرفراز کیا

بدین فرخی شاهِ فیروزمند

اس مبارکی سے بادشاہ فتحمند نے

بجوش آمد آواز بانگ طبل رحیل

جوش کرنے لگی آواز کوچ کی نقارے کی

ز بانگِ تہی مغز زاکرده پر

خالی آوازون سے دماغ بھر گئے

ز شورِ جرس گوشہا کر دگر

گھنٹے کی آوازون سے اپنے کان بند کر لیے

نہ چندانکہ داند کس او را شمار

نہین اس قدر کہ کوئی اسکا شمار جان سکے

خرامنده بر کبک رقاصِ خویش

چل رہا تھا اپنے ناچنے والے ہنکس پر

ز پہلوی وادی در آمد بدشت

جنگل کے کنارے سے آیا جنگل کے بیچ مین

ز سم فرس شد خم گنبدِ لاجورد

ٹیڑھا ہو گیا گنبد لاجوردی یعنی آسمان

ز گوہر کشیدن ہیونان ستوه

موتیون کو لادنے سے گھوڑے عاجز ہو گئے

بصد جای پل بست بر رودِ نیل

سیکڑون جگہ پل باندھ گیا دریاے نیل پر

بآئینِ خود کار آن شہر ساخت

اپنے طور پر کام اس شہر کا کیا

برافراختہ سر بچرخِ بلند

بلند کیا سر برابر آسمان بلند کے

وز انجا برون شد بدریا کنار
اور وہان سے باہر گیا طرف کنارے دریا کے
بہر منزلی کو علم بر کشید
طرف جس منزل کے کہ اُسنے علم کھینچا
بگنج و بفرمان دران مرز و بوم
دولت اور حکومت سے اُس سرزمین مین
بر آبادی راہ می بُرد رنج
راہ کے آباد کرنے مین کوشش کر رہا تھا
بروزیکہ بود اتفاق و فا
جسدن کہ اتفاق پڑا تھا یعنی ساعت نیک تھی
نخستین عمارت بدریا کنار
پہلے عمارت مین کنارے دریا کے
بآبادی و روشنی چون بہشت
آبادی اور روشنی مین مثل بہشت کے
باسکندر آن شہر چون شد تمام
جب سکندر کے ہاتھ سے وہ شہر بالکل تیار ہو گیا
چو پرداخت آن نغز بنیاد را
جب بنا چکا اُس نادر بنیاد کو
بیونان شدن گشت عزمش درست
یونان کی طرف جانے کا اُسکا مضبوط ارادہ ہوا
ز دریا گذر کرد و آمد بروم
دریا سے گذر کیا اور آیا طرف روم کے

پذیرفت یکچند آنجا قرار
اختیار کیا وہان چند روز قیام
دران منزل آمد عمارت پدید
اُس منزل مین عمارت ظاہر آئی یعنی بنائی
عمارت بسے کرد بر رسم روم
عمارتین بہت بنائین بطریق رومیون کے
بران ریگ چون ریگ میریخت گنج
اُس ریگستان مین ریت کی طرح روپیہ خرچ کرتا تھا
مہندس بیامد اساسے نہاد
نجومی آیا اور اُسنے ایک بنیاد رکھی
بنا کرد شہرے چو خرم بہار
قائم کیا ایک شہر مثل سرسبز بہار کے
ہمش جای بازار و ہم جای کشت
اُسمین جگہہ بازار کی اور کھیتی کی بھی رکھی
ہم اسکندریش نہادند نام
اُسکا نام بھی اسکندریہ رکھا
کہ مانند شد مصر و بغداد را
کہ مصر اور بغداد کے مانند ہو گیا
کہ آنجا رود مرد گاہ نخست
کیونکہ جو شخص آتا ہے پہلے وہان جاتا ہے
جہان نرم و زیر مُہرش چو موم
جہان نرم اسکے نگینے کے نیچے موم کیطرح یعنی فرمان بردار

بدان موم چون رغبتش خواستے
اُس موم یعنی اُن لوگون سے جو کچھ خواہش اسکی ہوتی
بکردی ازو ہرچہ میخواستے
کرتی تھے جو کچھ وہ چاہتا تھا

از انجا بیونان در آمد ز راہ
وہان سے یونان مین آیا راہ سے
کہ پوشیدہ گردون ز گرد سپاہ
کہ چھپ گیا آسمان لشکر کی گرد سے

بزرگان روم آفرین خوان شدند
روم کے سردار سکندر کی تعریفین کرنے لگے
بران گوہری گوہر افشان شدند
اُسکی عقلمندی کی تعریف کرنے لگے

ہمہ شہر یونان بیاراستند
تمام شہر یونان کو آراستہ کیا
کہ دیدند ازو ہرچہ میخواستند
کہ دیکھا اُس سے جو کچھ چاہتے تھے

نشاندند مطرب فشاندند بال
بٹھلائے گویّے جھاڑے بازو یعنی خوشی سے بغلین بجائین
کہ آمد چنان بازیے در خیال
کب آتی ہے ایسی بازی کیسکے خیال مین

مخالف شکن شاہ فیروز بخت
دشمن کو شکست دینے والا بادشاہ فتح نصیب
بفیروز فالے در آمد بتخت
فتحمندی کی فال سے بیٹھا تخت پر

ز فیروزیے دولت کامگار
فتحمندی مقصد ور دولت سے
نشاط نو انگیخت در روزگار
نیا جشن کیا زمانے مین

بسے ارمغانی ز تاراج زنگ
بہت تحفے زنگیون کی لوٹ سے
بہر سو فرستاد بی وزن و سنگ
بھیجے ہر طرف بے تولے ناپے ہوئے

ز گنجینہ اورا فرستاد وہر
اُس خزانے سے کہ اُسکے لیے [illegible] بھیجا
بہر گنجدانے فرستاد بہر
ہر ایک خزانے کے مالک یعنی حاکم شہر کو ایک حصہ بھیجا

وگر بہرہ از بہر دارا نہاد
دوسرا حصہ واسطے دارا کے بھی رکھا
نہ از بہر بیم و مدارا نہاد
نہ واسطے صلح اور خوف کے اُسکو بھیجا

گزیدہ از غنیمت طرائف بسے
انتخاب کین بہت نادر چیزین لوٹ سے
کہ ز انسان نہ بیند طرائف کسے
کہ ویسی نادر کسی نے نہ دیکھی ہونگی

چو نوبت بسر بخش دارا رسید
جو آخر کو نوبت دارا کے حصے کی پہونچی
گزین کرد مردی بفرهنگ و رای
پسند کیا ایک شخص کو دانائی اور عقل میں
گرانمایهٔ یکه باشد غریب
وہ قیمتی چیزیں کہ ہوتی ہیں نادر
برون از طبقهای زرین خشک
سوا خشک سونے کے بھرے ہوئے خوانوں کے
یکی خرمن از سیم نگداخته
ایک کھلیان یعنی بہت سی خالص چاندی
ز عود گره بارها بسته تنگ
عود گرہ دار کے بہت بوجھ کس کر باندھے
مرصع بسی تیغ گوهرنگار
جڑاؤ بہت جوہردار عمدہ تلواریں
کنیزان چابک غلامان چست
لونڈیاں تیز اور غلام چالاک
همان تختهای مکلل ز عاج
وہی ہاتھی دانت کے جڑاؤ تخت
اسیران زنجیر بر پا و دست
قیدی ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوئیں
ز گوش بریده شتر بارها
کٹے ہوئے کانوں سے اونٹ لدے ہوئے

شتر بار زر تا بخارا رسید
لدے ہوئے اونٹ سونے سے بخارا تک پہونچے
کز آئین آن خدمت آرد بجای
کہ طریقہ اُس خدمت کے یعنی آداب شاہی بجا لا سکتا ہو
ز مرکوب و جوهر ز دیبا و طیب
سواریوں اور جواہرات اور کپڑوں ریشمی اور خوشبوئے
بصندوق عنبر بخروار مشک
عنبر کے بھری صندوق اور ڈھیروں مشک
یکی خانه کافور ناساخته
ایک بڑا صندوق یعنی بہت سا خالص کافور
که هر پاره زو بود صد من بسنگ
کہ ہر ٹکڑا اُسکا وزن میں سو من کا تھا
نطعهای زرافهٔ آبدار
ہر قسم کے رنگ برنگ اور آبدار فرش
بهنگام خدمتگری تندرست
خدمت کرنے کے نہایت مستعد
بگوهر بر آمود با طوق و تاج
موتی جڑے ہوئے طوق اور تاج
ببالا و پهنا چو پیلان مست
قد آور اور موٹے مثل مست ہاتھی کے
ز سرهای پر کاه خروارها
سروں کے مثل گھاس کے گٹھے کے بوجھ

مراجعت سکندر از جنگ زنگیان و بنا کردن سکندریه

ز پیلان پیکار صد ژندہ پیل
سو بڑے بڑے لڑائی کے قابل ہاتھی

بد انسان گرانمایہ سرہ
اس طرح کی قیمتی اور خالص چیزیں

چو آمد فرستادہ راہ سنج
جب آیا قاصد راہ چلنے والا

شکوہیدہ دارا از نزلی چنان
ڈر گیا دارا ایسے تحفے سے

پذیرفت گنجینۂ بی قیاس
قبول کیا وہ بے اندازہ خزانہ

نہ برجای خود پاسخے ساز کرد
ایسے موقع پر بھی کوئی موافق جواب نہ دیا

فرستادن پاسخ سرسرے
بھیجنا سرسری جواب کا

سکندر شد آزردہ از کار او
سکندر آزردہ ہوا اُسکے کام سے

ز فیروزی دولت و جاہ خویش
فتحمندی دولت اور مرتبے اپنے سے

ز ہر سو خبر ترکتازے نمود
ہر طرف خبریں دوڑنے لگیں

ز ہر کشورے قاصدان تاختند
ہر ایک ملک سے قاصد دوڑے

گہ رزم جوشندہ چون رود نیل
لڑائی کے وقت جوش کرنیوالے مثل دریای نیل کے

فرستاد با قاصدی یک سرہ
سب بھیجیں قاصد کے ساتھ

بدارا سپرد آن گرانمایہ گنج
دارا کے حوالے کیا وہ قیمتی خزانہ

حسد را ابر و تیز تر شد عنان
حسد کی باگ اوپر زیادہ تیز ہوئی

پذیرفتہ را نامداری سپاس
لیکن اُس قبول کیے یعنی بادشاہ دارا نے کا نام آوری سے شکر

در کین پوشیدہ را باز کرد
بلکہ دروازہ پوشیدہ کینے کا کھول دیا

نپوشید بر رای اسکندرے
نہ پوشیدہ رہا رائے سکندری پر

نہانے ہمی داشت آزار او
پوشیدہ رکھنے لگا رنج اُس سے

نبودش سر کین بدخواہ خویش
نہ تھا اسکو خیال اپنے دشمن کے کینے کا

کہ رومی بزنگی چہ بازی نمود
کہ رومیوں نے زنگیوں کے ساتھ کیسی بازی کی

بدین چیرگے تہنیت ساختند
اس غلبے کا مبارکباد کیا

مراجعت سکندر از جنگ زنگیان و بنا کردن اسکندریہ

در طعنه بر رومیان بسته شد
دروازہ طعنے کا رومیوں پر بند ہو گیا

همه رومی از بد دلی رسته شد
سب رومی بد دلی سے چھوٹ گئے

زمانه چو عاجز نوازی کند
زمانہ جب عاجز نوازی یعنی کمزور پر رحم کرتا ہے

به تند اژدها مور بازی کند
چیونٹی تیز اژدہے کے ساتھ بازی کرتی ہے

درین آسیا دانه بینی بسے
اس چکی میں بہت دانے دیکھیگا تو

بنوبت درش افگند هر کسے
باری باری اس میں ڈالیگی ہر شخص کو

بده ساقی آن می که فرخ پی است
اے ساقی وہ شراب دے کہ مبارک قدم ہے

بمن ده که داروی مردان می است
مجھکو دے کہ دوا مردوں کی شراب ہے

می گوست حلوای هر غم کشے
وہ شراب کہ ہے حلوا ہر غمگین کے لیے

ندیده بجز آفتاب آتشے
نہ دیکھے ہوئے سوا آفتاب کے کوئی آگ

سگالش نمودن اسکندر بر قهر دارا و فال زدن به فیروزی خود

عزر کرنا سکندر کا دارا کے غصے پر اور فال دیکھنا اپنی فتحمندی کی

جهان بینم از میل جوینده ئیے
جہان کو دیکھتا ہوں نہیں ڈھونڈھنے والا کوئی خواہش سے

یکی سوی دریا یکی سوی در
ایک کی طرف دریا کے ایک کی طرف موتی کے

نه بینم کسے را درین روزگار
نہیں دیکھتا ہوں کسی کو اس زمانے میں

که میلش بود سوی آموزگار
کہ خواہش اوسکی ہو طرف خدا کے

چو من بلبلے را بود ناگزیر
مجھ ایسے بلبل کو اب یہ ضرور معلوم ہوتا ہے

گزین گوشه گیران شوم گوشه گیر
کنارہ کش سے الگ رہوں یعنی اہل دنیا کو چھوڑ کر گوشہ گیر ہوں

بمشغولئ نغمهٔ این سرود
سبب مشغول ہونے اس سرود کے نغمہ کے
چو بیرون جهم گه گه از کنج باغ
جب باہر نکلتا ہوں میں کبھی کبھی باغ کے گوشے سے
نبینم کس از هوشیاران و مست
نہیں دیکھتا ہوں میں کسیکو ہوشیاروں اور بیہوشوں سے
دگر باره از دست این دوستان
دوسری مرتبہ ان دوستوں کے ہاتھ سے
تماشای این باغ دلکش کنم
سیر اس دلکش باغ کی کرتا ہوں میں
گزارشگر کارگاه سخن
بیان کرنے والا کارخانہ سخن کا
که چون شاه روم از شبیخون زنگ
کہ جب پادشاہ روم کا زنگیوں کی لڑائی سے
پذیره شد آسایش خواب را
اختیار کرنیوالا خواب آرام کا ہوا
بنوروز بنشست و می نوش کرد
جشن نوروز میں بیٹھا اور شراب خوب پی
بنودی ز شه دور تا وقت خواب
نہوتے پادشاہ سے دور سونے کے وقت تک
حسابی بجز کامرانی نداشت
کوئی شغل سوا عیش و خوشی کے نہ رکھا

شوم فارغ از شغل دریا و رود
بیفکر ہوں میں شغل دریا اور رود سے
ترنجی بدستم چو روشن چراغ
ایک ترنج اپنے ہاتھ میں لیے مثل روشن چراغ کے
که دادن توان آن ترنجش بدست
کہ دینا ممکن ہو اوسکو ہاتھ میں وہ ترنج
گریز آورم سوی این بوستان
گریز کی میں نے طرف اس باغ کے
بدو خاطر خویش را خوش کنم
اوس سے اپنی طبیعت کو خوش کرتا ہوں میں
چنین گوید از موبدان کهن
اسطرح بیان کرتا ہے مورخوں پرانوں سے
بر آسود و آمد مرادش بچنگ
فارغ ہوا اور مراد اوسکی حاصل ہو گئی
روان کرد بر کف می ناب را
جاری کیا ہتیلی پر شراب خالص کو
سرود سرایندگان گوش کرد
گانے والوں کا گانا سننا شروع کیا
مغنی و ساقی و رود و شراب
گویّے اور ساقی اور رود اور شراب
وزان به کسی زندگانی نداشت
اور اوس سے بہتر کوئی زندگی نہیں بسر کرتا تھا

نشستہ جہاندارِ گیتی فروز
بیٹھا بادشاہ جہان کا روشن کرنیوالا
بہ پیرامنش فیلسوفانِ دہر
گرد اوسکے عقلمند زمانے کے
ارسطو بساغر فلاطون بجام
ارسطو ساغر مین اور فلاطون جام مین
مغنے سرانیدہ بربانگِ رود
گویّے رود کی آواز مین گا رہے تھے
کہ دولت پناہا جوان بخت باش
کہ اے دولت پناہ نصیبہ تیرا جوان رہے
گرو کن بعمرِ ابد جام را
عمر ہمیشہ کی ایک پیالے پر گرو رکھ لے
نشاط می ارغوانے بدہ
شراب سرخ لوگون کو پلا دے
چو داری جوانی و اقبال ہست
جب جوانی رکھتا ہے تو اور اقبال ہے
چو تدبیر شمشیر کردے تمام
جب تدبیر تلوار کی پوری کر چکا تو
جہانگیر و سایۂ تاج و تخت
جہان کو لے تاج اور تخت کے سایے مین
سیاہے گرفتی سپیدے بگیر
سیاہی لی تو نے اب سپیدی لے

بفیروزی آورد شبے ابروز
فتحمندی سے رات کو دن بنا دیا
جہان راز داد و دہش داد بہر
جہان کو انعام اور اکرام سے خوش کر دیا
مئی خام ریزندہ چون خونِ خام
شراب خالص مثل خون خالص کے اونڈیلتے تھے
بنوروزیٔ شہ نوآئین سرود
جشن نوروزی بادشاہ مین نئے نئے راگ
ہمہ سال با افسر و تخت باش
ہمیشہ تیرے پاس تاج و تخت رہے
گرو گیر کن با دو خام را
خالص شراب کو اپنے پاس گرو کر لے
طرب ساز و دادِ جوانے بدہ
خوشی کر اور حق جوان بختی کا ادا کر
برود و بمی شاد باید نشست
می اور رود سے خوش چاہیے بیٹھنا
برآرای مجلس بترکیب جام
مجلس آراستہ کر واسطے بنانے جام کے
نگیرد جہان بر تو اینکار سخت
نہ لیوے جہان تجھپر اس کام مین سختی
چنین ابلقے بایدت ناگزیر
ایسی دورنگی چاہیے تجھکو بالضرور

علم بر فلک زن که عالم تراست
علم آسمان پر بلند کر کہ جہان تیرا ہی ہے

بدولت در آویز کان هم تراست
دولت سے بل کر وہ بھی تیرے لیے ہے

شہ از نصرت مصر و تاراج زنگ
بادشاہ نے مدد کرنے مصر اور لوٹنے زنگبار سے

بچهره در آورده بود آب و رنگ
چہرے پر آب و رنگ پیدا کر لیا تھا

زبون کردن دشمن آسان گرفت
عاجز کرنا دشمن کا آسانی سے آسان فرض کر لیا

حساب خراج خراسان گرفت
حساب محصول خراسان کا کرنے لگا

بہم سنگی خویش در روم و شام
اپنے برابر یعنی مقابل اسکو روم و شام میں

نیامد کسش در ترازو تمام
نہ معلوم ہوا کوئی اوسکی ترازو میں پورا

بدارا نداد انچہ داد از نخست
دارا کو نہ دیا جو کچھ پہلے سے دیتا تھا

همان داده را نیز از و باز جست
اُس دیے ہوے کو بھی اُس سے پھیر لیا

ازانجا کہ روز جوانیش بود
اُس جگہ سے کہ دن اُسکی جوانی کے تھے

تمنای کشور ستانیش بود
آرزو ملک گیری کی اُسکو تھی

کمربند ایرانیان سست کرد
کمر بند ایرانیون کے ڈھیلے کر دیے

بایران گرفتن کمر چست کرد
ایران کے لینے پر کمر مضبوط باندھی

درختے کہ او سر بر آرد بلند
جو درخت کہ وہ زیادہ سر بلند کرتا ہے

بدیگر درختان رساند گزند
اور درختون کو پہونچاتا ہے تکلیف

بنخچیر شد شاہ یک روز کش
شکار کے واسطے ایک دن خوش بادشاہ گیا

هم او خوش منش بود و هم روز خوش
وہ دن بھی مبارک تھا اور طبیعت بھی خوش تھی

شکار افگنان دشت تا در نوشت
شکار کھیلتا ہوا جنگلون کو طے کرتا ہوا

همیکرد نخچیر بر کوه و دشت
شکار کرتا تھا پہاڑ اور جنگل میں

فلک وار میشد سری پر شکوہ
آسمان کے مانند جاتا تھا سر غرور سے بھرا ہوا

گهے سوی صحرا گہے سوی کوه
کبھی جنگل کی طرف کبھی پہاڑ کی طرف

گذشت از قضا بر یکے کوہسار
گذرا اتفاقاً ایک پہاڑ پر
دو کبک دری دیدہ بر خارہ سنگ
دو پہاڑی چکور دیکھے اوپر پہاڑ کے
گہ آئین مغز از ابنقار خست
کبھی اِسنے اوسکے مغز کو چونچ نوچا
دران معرکہ راند شہ بارگے
اس میدان مین دوڑایا بادشاہ نے گھوڑا
ز سختی کہ کبکان ورآویختند
اس مضبوطی سے وہ چکور لڑ رہے تھے
شگفتے فرو ماند زان شہریار
تعجب مین رہا اُن سے بادشاہ
یکی را نشان کرد بر نام خویش
ایک کا نشان کیا اپنے نام پر یعنی سکندر سے
یکی مرغ را نام دارا نہاد
اور ایک کا نام اوسنے دارا رکھا
دو مرغ دلاور وران داوری
دونون بہادر چڑیان اس جھگڑے مین
بہ آن مرغ شد عاقبت کامگار
وہی مرغ آخر کو مقصود ور ہوا یعنی جیت گیا
چو پیروز دید آنچنان حال را
جب فتحمندی دیکھی اس حال کو

کہ بود از بسے گونہ بروی شکار
کہ تھے بہت قسم کے اوپر شکار
بآئین کبکان جنگی بجنگ
لڑائی کے چکوروں کی طرح پر لڑ رہے تھے
گہ آن بال این را بناخن شکست
کبھی اوسنے اسکے بازو کو ناخون سے توڑا
ہمہ کرد در ہر دو نظارگے
دونون کا غور سے تماشا دیکھنے لگا
ز نظارۂ شاہ نگریختند
کہ بادشاہ کے دیکھنے سے نہ بھاگے
کہ در مغز مرغان چہ بود آن نقار
کہ ان چڑیون کے دماغ مین ایسا کیا کینہ تھا
بران بست فال سرانجام خویش
اسپر باندھی یعنی نکالی فال اپنے انجام کار کی
بران فال چشم آشکارا نہاد
اس فال پر آنکھ کھولے یعنی دیکھتا رہا
زمانے نبوند جنگ آوری
بڑی دیر تک لڑتی رہین
کہ بر نام خود فال زد شہریار
جسپر کہ بادشاہ نے اپنے نام کی فال ماری تھی
دلیل ظفر یافت آن فال را
دلیل اچھی فتح کی پائی وہ فال

خرامنده کبک ظفر یافته — پرید از بر کبک سرتافته

خوش رفتار چکور فتح پایا ہوا — اوڑ گیا چکور سر پھیرے ہوئے کے پاس سے

سوی پشتهٔ کوه پرواز کرد — عقابی درآمد سرش باز کرد

طرف ٹیلے پہاڑ کے اوڑ گیا — ایک عقاب نے آکر اسکا سر جدا کیا

چو بشکست کبک دری زان عقاب — ملک نیز بشکست و نامد بتاب

جب شکست کھائی اس جیتے ہوئے چکور نے اس عقاب — بادشاہ بھی خستہ دل ہوا اور نہ آیا پیچ مین

ز پرواز پیروزی خویشتن — نبودش همانا غم جان و تن

اپنی فتحمندی کی پرواز یعنی خوشی سے — نہ ہوا اسکو تحقیق کہ غم جان و تن یعنی مرجانیکا

بدانست کاقبال یاری دهد — بدارا برش کامگاری دهد

جانا کہ اقبال مددگاری دیگا — دارا پر اسکو مقصدوری یعنی فتح دیگا

ولیکن در ان دولت کامگار — نباشد بسی عمر او پایدار

اور لیکن اس دولت مقصدوری مین — نہ ہیگی عمر اوسکی بہت دن قائم

شنیدم که بود اندران خاره کوه — مقرنس یکی طاق گردون شکوه

سنا مین نے کہ تھا اس پہاڑ مین — بلند ایک محل آسمان کے رتبے کا

کہ پرسندگان زو بآواز خویش — خبر باز جستند از راز خویش

کہ پوچھنے والے اس سے اپنی آواز سے — پوچھ لیتے تھے حال اپنے بھید کا

صدای شنیدند از کوه سخت — بدانسان که بودی نمود از بخت

آواز سنتے تھے اس پہاڑ سخت سے — جیسا کہ اُنکے نصیبے سے ظاہر ہونیوالا ہوتا تھا

بفرموده تا یکی هوشمند — خبر باز پرسد ز کوه بلند

حکم دیا بادشاہ نے کہ کوئی دانا شخص — حال دریافت کرے اس بلند پہاڑ سے

کہ چون در جهان ریزش خون بود — سر انجام اقبال شه چون بود

کہ جب جہان مین خونریزی ہو گی — انجام کار کو اقبال بادشاہ کا کیسا ہیگا

...رسید پرسندۂ نغز فال
...چھا پوچھنے والے مبارک فال نے
...سکندر شود در جہان چیرہ دست
سکندر ہوگا جہان مین غالب
...شدای برآورد کوہ از نہفت
...از برلایا یعنی بول اوٹھا غیب سے وہ پہاڑ
...ازان فالِ فرخ دلِ خسروی
...اس مبارک فال سے پادشاہ کے دل نے
...خرم دلی زان طرف بازگشت
...خوشی کے اس طرف سے مراجعت کی
...بیامد بر نشست با انجمن
...واسطے مشورے کے بیٹھا مجلس مین
...سخن راند از اندازہ کار خویش
...کیا شروع اپنے کام کے اندازے کا
...چون من بہ نیروی گیتی پناہ
...جب مین خدا تعالیٰ کی مدد سے
...بیدِ ربا خوارگان چون و ہم
...محصول سود کھانیوالون کو کیون دین
...بدارا چرا داد باید خراج
...دارا کو کیون دینا چاہیے محصول
...گر او تاج دارد مرا تیغ ہست
...اگر وہ تاج رکھتا ہے میرے پاس تلوار ہے

کہ چون مینماید سر انجامِ حال
کہ کیسا معلوم ہوتا ہے سر انجام حال کا
بدارای دولت برآرم شکست
دولت دارا مین لاؤنگا شکست
ہمان نکتہ کو گفتہ بد باز گفت
وہی نکتہ جو اُسنے پوچھنے مین کہا تھا جواب یعنی فتح ہوگی
چو کوہِ قوی یافت پشتِ قوی
مثل مضبوط پہاڑ کے بہت تقویت پائی
شو بزمگاہ آمد از کوہ و دشت
مجلس کی طرف آیا پہاڑ اور جنگل سے
چو سروِ سہی در میان چمن
مثل سرو سہی کے درمیان باغ کے
ز پیروزیِ صلح و پیکار خویش
صلح اور لڑائی مین فتحمندی سے اپنی
بگردون گردان رسانم کلاہ
برابر آسمان گردش کرنیوالے کے تاج بلند کرتا ہون
بنخود بر چنین خواری چون نہم
اپنے اوپر ایسی خواری کیون روا رکھون
گر او گنج دارم نہ گوہر نہ تاج
کہ اُس سے کم جواہرات اور تاج نہیں ہو رکھتا نہین
چو تیغم بود تاج آید بدست
جب تلوار میرے پاس ہو تاج ہاتھ مین آجائیگا

گر آورد لشکر آرو بہ پیکار من
اگر وہ لشکر لاوے گا مجھسے لڑائی کو لیے

مرا نصرت ایزدی حاصلست
مجھکو فتح خدا کی طرف سے حاصل ہے

سپہ را کہ فیروزمندی رسد
جس سپاہ کو کہ فتحمندی پہونچتی ہی

دو دل یک شود بشکند کوہ را
دو دل ایک ہوکر پہاڑ کو توڑ ڈالتے ہین

امیدم چنان شد بہ نیروی بخت
ایسی امید مجکو ہوتی ہے نصیبے کی مدد سے

چہ باید رصد گاہ دارا شدن
کیون چاہیے خراج گزار دارا کا بننا

شما زیرکان از سر یاوری
اے عقلمندو تم دانائی کی راہ سے

چہ حجت بود پیش دارا مرا
کیا دلیل کرون مین آگے دارا کے

شناسندگان سر انجام کار
پہچاننے والون انجام کار یعنی نجومیون

کہ تا چرخ گردندہ و اختر ست
کہ جب تک آسمان گردش کرنیوالا اور ستارہ ہین

چراغ جہان گوہر شاہ باد
چراغ جہان کا بادشاہ کی ذات ہووے

نگہدار من بس نگہدار من
میرا نگاہبان یعنی خدا کافی ہے محافظت کرنیوالا

کہ رائیم قوی لشکرم یکدلست
کہ تدبیر میری زبردست اور لشکر میرا متفق ہے

ز یاران یکدل بلندی رسد
سب لوگون کے اتفاق سے قوت پہونچتی ہے

پراگندگی آرد انبوہ را
پریشان کردیتے ہین انبوہ یعنی لشکر کو

کہ بستانم از دشمنان تاج و تخت
کہ لے لونگا مین دشمنون سے تاج اور تخت

بجزیہ دہی آشکارا شدن
خراجگزاری مین مشہور ہونا

چہ گوئید چون باشد این داوری
کیا تبلاتے ہو کیسا ہوگا یہ معاملہ

نہانی کنید آشکارا مرا
پوشیدہ حال ظاہر کرو یعنی تبلاو مجکو

دعا تازہ کردند بر شہریار
تازہ تازہ دعائین بادشاہ کو دیکر کہا

در این ہر دو آمیزش گوہرست
اور ان دونون سے تعلق خدائی ہے

رخ شاہ روشن تر از ماہ باد
منہ بادشاہ کا چاند سے زیادہ روشن ہو

تویی آنکہ نیروی بینش بہ تست
تو وہ ہے کہ قوت بینائی کی تجھسے ہے
بہر جا کہ باشی خداوند باش
جسجگہ کہ تو رہے مالک رہے
بکام تو باد اسپہر بلند
تیرے مقصد پر ہو آسمان بلند
نشست تو بر گاہ فرخندہ باد
تجھکو تخت پر بیٹھنا ہمیشہ مبارک رہے
چو پرسیدی از ما بفرہنگ و رای
جو پوچھتا ہے تو ہمسے عقل اور دانائی سے
چنانست رخصت برای صواب
ایسا مشورہ ہے نیک تدبیری سے
تو بنشین گر او با تو جنگ آورد
تو بیٹھا رہ اگر وہ تجھسے لڑنے کو آوے
ز دست تو یک تیغ برداشتن
تیرے ایک تلوار کا ہاتھ اٹھانے سے
گوزنی کہ با شیر بازی کند
جو بارہ سنگھا کہ شیر سے لڑتا ہے
ز دارا نیاید بجز نای و نوش
دارا سے سوا کھانے اور پینے کو اور کچھ نہیں ہوسکتا
تو ز و بیش در لشکر آراستن
تو لشکر کشی مین اوس سے بڑھا ہوا ہے

برومندیِ آفرینش بہ تست
پھل مندی پیدائش کی تیری ذات سے ہے
ز تخمی کہ کارے برومند باش
جو بیج تو بووے اوس سے پھلمند رہ
ز چشم بد انت مبادا گزند
بری نگاہون سے تجھکو ایذا نہ پہونچے
سران جہان پیش تو بندہ باد
تیرے آگے سردار تمام جہان کے غلامی کرین
بگوییم چون بخت شد رہنمای
بتلاتے ہین ہم جیسا نصیبہ رہنمائی کرتا ہے
کہ شہ بر مخالف نیارد شتاب
کہ بادشاہ دشمن پر حملہ آور نہووے
برو تیغ تو کار تنگ آورد
اوسپر تیری تلوار کام تنگ کردیگی
ز دشمن سر و تیغ نگذاشتن
دشمن سے سوا سر اور تلوار چھوڑ دینی کے کچھ نہ ہوگا
زمین جای قربان تازی کند
زمین جگہ قربان ہونے اوسکے کی صاف کرتی ہے
گر آید بتو خونش آید بجوش
جو آویگا طرف تیرے اوسکا خون جوش کریگا
خراج از زبونان توان خواستن
محصول کمزورون سے مانگنا چاہیے

شبیخون تو تا بیابان زنگ
حملہ تیرا میدان زنگبار تک
تو دین پروری خصم کین پرورست
تو دیندار ہے دشمن کینہ پرور رہے
تو شمشیر گیری و او جام گیر
تو تلوار لینے والا ہے اور وہ پیالہ لینے والا
تو بادادو او هست بیدادگر
تو عادل ہے اور وہ ظالم
تو بیداری او بیخودی میکند
تو جاگتا یعنی ہوش میں ہے وہ بیہوشی کرتا ہے
بدان بد که از جمله شهر و سپاه
وہ برا ایسا برا ہے کہ تمام شہر اور سپاہ کے
ببینی که روزے هم آزار او
تو دیکھ لیگا کہ ایک ہی دن اسکا ستانا
نوازشگرے های پدرام تو
مہربانیاں تیرے لوگونکو خوش رکھنے کی
زحق دشمنے چند باطل ستیز
حق سے دشمنی کہانتک اور جھوٹ پر لڑنے والے
کمر بند و بیداری بخت بین
کمر باندھ اور اپنے نصیب کی بیداری دیکھ
نباید که بندد ترا این خیال
نچاہیے کہ تیرے دل میں بندھے یہ خیال

تماشای او تا شبستان تنگ
سیر اسکی اسکے چھوٹے محل کے اندر تک
فرشته دگر اهرمن دیگرست
فرشتہ اور ہے اور دیو اور رہی ہے
تو بر سر نشینی و او بر سریر
تو دشمن کے سر پر چڑھ بیٹھتا ہے اور وہ تخت پر
تو میزان زور او ترازوی زر
تو ترازو زور کی اور وہ ترازو روپیکی
تو نیکی کنی او بدی میکند
تو نیکی کرتا ہے وہ بدی کرتا ہے
زنیکان ندارد کسے نیکخواه
نیکوں سے کسی کو اپنا نیک خواہ نہیں رکھتا ہے
گشادی در آرد به بازار او
کھولیگا یعنی بیرونقی پیدا کریگا اسکی بازار میں
برآرد بهفتم فلک نام تو
بلند کریگی برابر ساتوین آسمان کے نام تیرا
نگر تا کند باطل از حق گریز
دیکھ لینا جھوٹ حق کے آگے سے بھاگ جائیگا
کلهداری کن بر سر تخت شین
تاجداری کر اور تخت پر بیٹھا رہ
که دولت بملک ست و نصرت بمال
کہ دولت ملک سے ہے اور فتحمندی مال سے

سری کردن مردم از مردمیست
سرداری کرنا آدمی کا لوگونکی مروت کرنے سے ہے
نہ ہر آدمی سرفرازی کند
نہیں ہر شخص سرداری کرتا ہے

دد و دام را شیر ازانست شاہ
درندون اور چارپایونکا اسوجہ سے شیر پادشاہ ہے
جہان خوش بد ان نیست کاری بد است
جہان کے لوگ اُس سے خوش نہیں ہوئے کہ لاؤ تو ہاتھ مین
ز عیش خوش انگہ نشانش دہے
عیش خوش سے اُسوقت نشان اُسکو دے تو

جوانمرد پیوستہ با کس بود
جوانمرد یعنی سخی کے پاس ہمیشہ لوگ یعنی جماعت رہتی ہے
بانکس کہ او را خمیرست خام
اُس شخص کو کہ اوسکا خمیر کچا ہے
مروت تو داری و مردی تراست
تو مروت رکھتا ہے اور بہادری تیری ہی ہے
گر او تندر آمد تو ہستے درخش
اگر وہ بادل کی گرج ہے تو تو بجلی ہے

پدر گرچہ با قوت شیر بود
باپ تیرا یعنی فیلقوس اگرچہ قوت شیر کی رکھتا تھا
تو آن شیر گیری کہ در وقت جنگ
تو وہ بہادر ہے کہ لڑائی کے وقت

وگرنہ ہمہ آدمی آدمیست
اور جو نہیں تمام آدمی اولاد آدم کی ہین
سر آن شد کہ مردم نوازی کند
سردار وہ ہوا ہر رعایا پر مہربانی کرتا ہے
کہ مہمان نوازست در صیدگاہ
کہ مہمان نوازی کرتا ہے شکارگاہ مین
بزنجیر و فلقش کنی پای بست
زنجیر اور فلقش مین اوسے قید کرے تو

گر از نیش ستانی بد انش دہی
کہ اس سے لی تو اور اوسکو دے تو یعنی بخشش کرے تو
کس آنرا نباشد کہ ناکس بود
کوئی اوسکا نہیں ہوتا ہے جو نالائق ہوتا ہے
ہمہ کس دہد نان گندم بوام
سب لوگ دیتے ہین قرض روٹی گیہون کی
بداندیش را گنج با اژدہاست
دشمن کے خزانے پر سانپ ہے یعنی کوئی نہین پاتا ہے
گر او گنجدان شد توئی گنج بخش
وہ اگر خزانہ ہے تو خزانے کا بخشنے والا ہے

بکین خواستن نرم شمشیر بود
کینہ نکالنے مین نرم شمشیر یعنی لڑائی نہ پسند کرتا تھا
ز شمشیر تو خون شود خارہ سنگ
تیری تلوار سے خون ہوجاتا ہے سنگ خارا

بجنگِ سیاهانِ زنگی سرشت — که بودند چون دیو دژخیم زشت

حبشیون زنگی خلقت نے لڑائی مین — جو تھے مثل دیو کے بصورت اور بدخصلت

چو با تیغ تو سرکشی ساختند — بجز سر چه در پایت انداختند

جب تیری تلوار سے اُنھون نے مقابلہ کیا — سوا تیرے پانون کے نیچے سر رکھدینے کے کیا کیا

چو زان سیلها بر نه گشتی چو کوه — ازین قطرها هم نگردی ستوه

جب اس مثل سیلاب سے نہ منہ پھیرا تو نے مثل پہاڑ کے — ان قطرون سے بھی نہ عاجز ہوجائیگا تو

نهنگی که او پیل را پی کند — ز آهو بره عاجزی کی کند

وہ گھڑیال کہ ہاتھی کے قدم کاٹتا ہے — بکری کے بچے سے عاجزی کب کریگا

هژبر ژیان کی شود صیدِ گور — سیه مار کی رو بتابد ز مور

شیر مست کب ہووے شکار گور کا — کالا سانپ کب چیونٹی سے پھیرے منہ

عقابی که نخچیر سازی کند — بفرّوجگان دستبازی کند

وہ عقاب کہ شکار کر سکتا ہے — انڈے اس سے کیا لڑ سکتے ہین

دگر کاختران نیک خواهِ تواند — همه خاکیان خاکِ راهِ تواند

اور سوا اس کے سب ستارے تیرے نیک ہین — تمام آدمی تیری راہ کے خاک یعنی فرمانبردار ہین

نمودارِ گیتی کشائی تراست — خللِ خصم را مومیائی تراست

یہ سب نشان تیری ملک لینے یعنی فتح کے ہین — شکست دشمن کی اور فتح تیری ہے

بچندین نشانهای فیروزمند — بد اندیش را چون نیاید گزند

اتنی نشانہ علامتون سے — دشمن کو کیونکر نہ پہونچیگی ایذا

بفالی کز اختر توان بر شمرد — تو داری درین داوری دستبرد

اس فال سے کہ تو ستارون سے شمار کرتا ہے — تو ہی اس لڑائی مین غلبہ رکھتا ہے

همان در حروفِ خطِ هندسی — تو غالب تری گر سخن بر رسی

انھین حرفون کے خط ہندسی مین — تو ہی زیادہ غالب ہے اگر بات سمجھے تو

پلنگر که لشکر کش زنگ بود
پلنگر سے لشکر کھینچنے والا یعنی بادشاہ زنگ تھا

بوقتی که باقوت جنگ بود
جس وقت کہ لڑائی مین غالب ہوتا

بمغلوب و غالب چو بشتافتیم
قاعدہ غالب اور مغلوب مین جو دوڑ یعنی غور کیا ہمنے

دران فتح غالب ترا یافتیم
اُس فتح مین بھی تجھی کو غالب پایا تھا ہمنے

چو فیروز بود آن نمونش بفال
جس طرح اُس فال مین نشان فتحمندی کے تھے

درین هم توان بود فیروز حال
اسمین بھی ہونا چاہیے یعنی ہوگا تو فتحمند

شه از نصرت ره نمایان خویش
بادشاہ مدد راہ بتلانیوالون اپنے یعنی عقلمندون سے

حساب جهانگیر آورد پیش
حساب جہان لینے کا لایا آگے

بهر جا که شمشیر و ساغر گرفت
ہر جگہ پر تلوار خواہ پیالہ لیتا یعنی رزم اور بزم مین

به نیک اختری فال اختر گرفت
خوش نصیبی کی فال تارون یعنی نجوم سے لیتا تھا

بفرخندگی فال از ماه و سال
مبارکی سے فال دیکھ مہینون اور برسون

که فرخ بود فال فرخ بفال
کہ مبارک ظاہری ہو جاتی ہے شگون دیکھنے سے

مزن فال بد کاورد حال بد
مت دیکھ بری فال جو لاوے وقت برا

مبادا کسی کو زند فال بد
ایسا نہو کوئی شخص جو برا شگون دیکھے

بیا ساقی آن لعل پالوده را
آ ساقی وہ صاف کی ہوئی شراب

بیاور بشو این غم آلوده را
لاؤ اور دھو یعنی آزاد کر اس غم دیدہ کو

فروزنده لعلی که ریحان باغ
ایسی روشن شراب کہ باغ کے لاے کا

ز قندیل او بر فروزد چراغ
قندیل یعنی روشنی اوسکی سے روشن ہو چراغ

آئینه ساختن حکیمان برای سکندر

آئینہ بنانا حکیمون کا سکندر کے واسطے

چہ فرخ بود روزے از بامداد
کیا مبارک ہوتا ہے وہ دن کہ صبح سے

بخوبی نہد رسم و بنیادہا
اچھی رسمین اور نیک بنیادین رکھتا ہی

سر از کوے نیک اختری برزند
خوش نصیبی کے راستے سے سر نکالے

بہنگام سختی مشو نا امید
سختی کے وقت مین نا امید مت ہو

در چارہ سازی بخود در مبند
تدبیر کرنے کا دروازہ اپنے اوپر بند کر

نفس بہ کز امیدیارے دہد
سانس بہتر ہے کہ مدد امید سے دیتی ہے

گرہ در میاور بابروی خویش
شکن نہ لاؤ یعنی نہ ڈال اپنی ابرو پر

گزارندۂ نقش دیبای روم
بیان کرنیوالا حالات روم کا

کہ چون شد سکندر جہان را کلید
کہ جب سکندر جہان کے کنجی ہو گیا

عروس جہان را کہ شد جلوہ ساز
جہان کی عروس کو کہ جب جلوہ دکھانیوالی

نبود آئینہ پیش از و ساختہ
آئینہ پہلے اوس سے کسی نے نہ بنایا تھا

ہمہ مرد را نیکی آید بیاد
سب لوگون کو نیکی کی یاد آوے

ز دولت بہ نیکی کند یادہا
دولت سے نیکنامی کی یادگارین قائم کرتا ہے

بہ نیک اختری فال اختر زند
خوش نصیبی سے ستارونکی فال دیکھے

کز ابر سیہ بارد آب سپید
کہ کالی بدلی سے سپید پانی برستا ہے

کہ بسیار تلخی بود سودمند
کہ بہت کڑواہٹ یعنی تکلیف فائدہ مند ہوتی ہے

کہ ایزد خود امیدواری دہد
کہ خدا آپ امیدوار کی امید دیگا

در آئینہ فتح بین روی خویش
فتح کے آئینے مین اپنا منہ دیکھ

کند نقش دیباچہ را مہر موم
سرنامے کے نقش موم پر ظاہر کرتا ہے

ز شمشیر ش آئینہ آمد پدید
اوسکی تلوار سے آئینہ ہوا ظاہر

بان روشن آئینہ آمد نیاز
اوس سے روشن آئینے کی خواہش ہوئی

بتدبیر او گشت پرداختہ
اوسکی تدبیر سے تیار ہوا آئینہ

نخستین عمل کاینہ ساختند
پہلی مرتبہ جبکہ آئینہ بنایا
چو افروختندش غرض بر نخاست
جب روشن کیا اسکو مطلب نہ نکلا
رسید آزمایش بہر گوہرے
امتحان کیا ہر جوہر یعنی ہر قسم سے
سر انجام کاہن در آمد بکار
آخر کو جب لوہے کا عمل کیا
چو پرداخت زنسان آہنگرش
جب بنایا نقاش یعنی کاریگر لوہار نے اوسکو
ہمہ پیکری را بدانسان کہ ہست
پوری پوری صورت جیسی کہ ہے
بہر شکل میساختندش نخست
ہر شکل سے پہلے اسکو بناتے تھے
بہ پہنا شدی چہرہ را پہن ساز
چوڑائی مین چہرہ چوڑا معلوم ہوتا تھا
مربع مخالف نمودی خیال
چوکور اسکے خلاف دکھلاتا تھا صورت
چو شکل مدور شد انگیختہ
جب گول صورت کا اٹھایا یعنی بنایا گیا
بعینہ ز ہر سو کہ برداشتند
جس طرف سے کہ اٹھایا جیسی کی صورت ہوتی

زر و نقرہ در قالب انداختند
سونا اور چاندی قالب مین ڈالا
در و پیکر خود ندیدند راست
اوسمین صورت اپنی صاف نہ دیکھی
نمودند ہر یک دگر پیکرے
دکھلائی ہر ایک نے ایک دوسری صورت
پذیرندہ شد گوہرش زنگار
اُس کا جوہر نقش کو قبول کرنیوالا ہوا
بصیقل فروزندہ شد گوہرش
جلا سے چمکنے لگا جوہر اوسکا
در و دیدہ زنسان پیکر پرست
اوسمین دیکھی نقاش صورت بنانیوالے نے
نمی آمد از وی خیالی درست
لیکن اُس کی درستی کیلیے خیال مین نہ آتی تھی
در ازیش کردی جبین را دراز
لمبائی اوسکی پیشانی مینھ کو لمبا کردیتی تھی
مسدس نشان دور دادی بحال
چھ کونے کا دوری سے حال بتاتا تھا
تفاوت نشد با وے آمیختہ
اوسمین فرق کی آمیزش نہوئی
نمایش یکے بود بگذاشتند
ایک ہی یعنی ویسی دکھائی دیتی تھی تب چھوڑا

بدین هندسه ز آهن تیره مغز
اس تدبیر سے لوہے تاریک مغز سے

برافروخت شاه این نمودار نغز
روشن کی سکندر نے یہ پسندیدہ یادگار

تو نیز ار دران آئینه بنگری
تو بھی اوس آئینے مین اگر دیکھے یعنی غور کرے

بدست آری آئین اسکندری
حاصل کرے تو طریقہ سکندر کا

چو آن گرد رو آهن سخت پشت
جب وہ گول صورت کا لوہا سخت پشت

بنرمی درآمد ز خوی درشت
نرمی مین آیا سخت خوئی سے

سکندر درو دید پیش از گروه
سکندر نے اوسمین دیکھا اگلے لوگون سے

ز گوهر بگوهر درآمد شکوه
جوہر سے جوہر مین آئی رونق

چو از دیدن روی خود گشت شاد
جب اپنے مُنھ دیکھنے سے خوش ہوا

یکی بوسه بر پشت آئینه داد
ایک بوسہ آئینے کی پشت پر دیا

عروسی که این سنت آرد بجای
جو عروس کہ یہ طریقہ بجالاوے

دهد بوسه آئینه را رونمای
دے آئینے کو بوسہ رونمائی مین

بیا ساقی آن جام آئینه فام
آؤ ساقی وہ پیالہ پرحکمت ہوا

بمن ده که بر دست به جای جام
مجکو دو کہ ہاتھ مین جگہ پیالے کی بہتر ہے

چو زان جام کیخسرو آئین شوم
جب اُس جام سے کیخسرو کا طریقہ اختیار کرون

بدان جام روشن جهان بین شوم
اوس روشن جام مین جہان کی سیر کرون

خراج خواستن دارا از سکندر و جواب دادن او
خراج طلب کرنا دارا کا سکندر سے اور جواب دینا سکندر کا

بیا تا ز بیداد شوئیم دست
آؤ تو ظلم سے ہاتھ دھوئین ہم

کزو بی داد نتوان ز بیداد رست
کہ بے انصاف کے ظلم سے رہائی نہین ہو سکتی ہے

چو بندیم دل در جهان سال و ماه
کیا باندھے ہیں ہم دل جہان میں مہینے اور برسون
جهان وام خویش از تو یکسر برد
جہان قرض اپنا تجھسے تمام لے لیگا
چو باران که یک یک مهیا شود
جسطرح پانی کہ ایک ایک قطرہ کرکے جمع ہوتا ہے
بیا تا خوریم انچه داریم شاد
آؤ تو خوشی سے کھائیں ہم بخوشی جو کچھ رکھتے ہیں
که نهنگے بما بر گذر کرده گیر
ایک گھڑی بالا ہم پر گذرا ہوا فرض کر
ازان گنج کاورد قارون بدست
اوس خزانے سے کہ قارون ہاتھ میں لایا
چه باید نهادن برین خاک دل
کیا رکھنا چاہیے اس دنیا پر دل
ازان خشت زرین شداد و عاد
اوس شداد و عاد کی سونے کی اینٹوں سے
درین باغ رنگین درختی نه رست
اس باغ رنگین یعنی دنیا میں کوئی درخت یعنی آدمی ایسا پیدا نہوا
گزارش کن زیور تاج و تخت
بیان کرنیوالے زیور تاج و تخت نے
یکی روز فارغ دل و شاد بهر
ایک دن خوشدل اور خوشحال

که هم دیو خانه است و هم غول راه
کہ گھر کا بھی دیو ہے اور راستے کا بھی شیطان
بجرعه فرستد بساغر برد
گھونٹ گھونٹ کرکے بھیجتا اور پیالہ بھر کے لیجاتا ہے
شود سیل وانگه بدریا شود
سیلاب ہو جاتا ہے اور وہ توقت دریا میں جاتا ہے
درم بر درم چند باید نهاد
درم پر درم کب تک جمع کرکے رکھنا چاہیے
همان گنج ناخورده را خورده گیر
اوس نہ کھائے ہوئے خزانے کو کھایا
سر انجام در خاک بین چون نشست
آخر کو دیکھ کیونکر خاک میں دب گیا
کزو گنج قارون فرو شد بگل
کہ اوس سے خزانہ قارون کا دھنس گیا
چه آمد بجز مردن نامراد
کیا حاصل ہوا سوائے بے فیض مرجانیکے
که ماند از قفای تبرزن درست
کہ بڑھی کے تبر کی گردنی سے درست یعنی سلامت رہا
چنین گفت کان شاه فیروز بخت
ایسا بیان کیا کہ وہ بادشاہ فتحمند
برآسوده بود از هوسهای دهر
دل آسودہ تھا دنیا کی خواہشوں سے

مئی ناب در جامِ شاہنشہی
خالص شراب بادشاہی پیالے مین
حکیمان ہشیار دل پیش او
دانا عقلمند آگے اوسکے
بہر نشستے کامد از بانگِ چنگ
ہر تان اور راگ مین کہ چنگ کی آواز سے نکلتے تھے
بہر جرعۂ مے کرشمہ مے فشاند
ہر شراب کے گھونٹ مین جو پادشاہ پیتا تھا
درخشان شدہ مئی چو روشن درخش
شراب روشن ہوئی مثل روشن بجلی کے
دماغ نیوشندگان شکر گران
دماغ سننے والون کے نہایت مست
ز سر شک قدح نالۂ ارغنون
گرنے شراب اور آواز نغمہ نے
زہے زخم کز زخمہ چون شکرہ
کیا خوب لگانا مضراب کا کہ شکرہ کی طرح
دران بزم آراستہ چون بہشت
اس بہشت کی ایسی آراستہ مجلس مین
سکندر رجا بخوش فرخ سریر
تخت
سکندر پادشاہ مبارک
ز دارا در آمد فرستادہ
کہ دارا کے پاس سے آیا ایک قاصد

گہی پر ہمی کرد وگاہی تہی
کبھی بھرتا تھا اور کبھی پیتا تھا
خردمند مونس خرد خویش او
عقلمند غمخوار اُس یگانۂ عقل کے
سخن شد بسے بر نمطہای تنگ
گویا باتین ہوتی تھین بہت مشکل طریقون سے
مہندس درختی درو مے فشاند
نجومی ایک درخت مین لگاتی یعنی خوش طالعی بیان کرتا تھا
قدح شکر افشان ومی نوش بخش
پیالہ شکر جھاڑنیوالا اور شراب آبحیات بخشنے والی
ز نوشینہ می وز رامشگران
شراب پینے اور گانیوالون کے گانے سے
روان کرد از دیدہا رود خون
جاری کیا آنکھون سے دریا خون کا
شود رود خشکے بہ رود و تر
خشک رود اُس سے دریا ہوجاتا یعنی
گل افشان تر از ماہ اردی بہشت
پھول زیادہ کھلے ہوئے بہار کے مہینے سے
نشستہ چو بر چرخ بدر منیر
بیٹھا ہوا جیسے آسمان پر مثل روشن چاند کے
سخنگوی روشندل آزادہ
صاحب تقریر عقلمند آزاد طبیعت

چو خسرو پرستان پرستش نمود
مثل شاہی قاعدہ دانون کے آداب شاہی بجا لایا

ہم او را و ہم شاہ خود را ستود
اوسکی بھی اور اپنے بادشاہ کی بھی تعریف کی

چو کرد آفرین بر جہان پہلوان
جب تعریف جہان کے پہلوان یعنی سکندر کی کر چکا

شنیندہ سخن کرد با او روان
سنی ہوئی باتین اوس سے بیان کین

ز دارا درود آوریدش نخست
دارا کے طرف سے پہلے اوسکو دیا سلام

نداوہ خراج کہن باز جست
اور پھر محصول پرانے کا تقاضا کیا

کہ چون بود کز گوہرین تخت و تاج
کہ کیا ہوا جو موتی کے تخت و تاج یعنی مال و دولت

ز درگاہ ما واگرفتے خراج
ہماری درگاہ سے یعنی ہمارا خراج کیون بند کیا تونے

زبونے چہ دیدی تو در کار ما
کمزوری کیا دیکھی تونے ہمارے کام یعنی سلطنت مین

کہ برو سے سر از خط پرگار ما
کہ سر پھیرا تونے خط پرکار یعنی ہماری اطاعت سے

ہمان رسم دیرینہ را کار بند
اوسی اگلے طریقے پر عمل کر

مکن سرکشی تا نیابے گزند
سرکشی مت کر کہ نہ پاوے تو ایذا

سکندر ز گرمی چنان بر فروخت
سکندر گرمی سے ایسا آگ ہو گیا

کہ از آتش دل زبانش بسوخت
کہ دلکی آگ سے زبان اوسکی جلنے لگا

کمان گوشہ ابروش خم گرفت
اوسکی ابرو کی کمان کے گوشے مین خم آ گیا

ز تندیش گوینده را دم گرفت
اوسکی خفگی سے قاصد کا دم بند ہو گیا

چنانش دید در قاصد راہ سنج
ایسی طرح دیکھا طرف قاصد راہ چلنیوالے کے

کہ از جوش دل مغزش آمد برنج
کہ جوش دل سے اوسکا دماغ پریشان ہو گیا

زبان چون بگرمے بر آشفتہ شد
زبان جب گرمی سے اوبلنے لگی

سخنہاے ناگفتنے گفتہ شد
باتین قابل نہ کہنے کے بیان کر گیا

فرو گفت لختی سخنہای سخت
کہین تھوڑی باتین اوسنے بھی سخت

چو گوید خداوند شمشیر و تخت
جس طرح مالک تلوار اور تخت کے یعنی بادشاہ کہتے ہین

خراج خواستن دارا از سکندر و جواب دادن او

اگر آوری خرد و رای بلند
جو شخص صاحب عقل و تدبیر اور بزرگ ہوتا ہے

نگوید سخنہای ناسودمند
نہیں بکتا ہے بیفائدہ یعنی بیہودہ باتین

زبان گر بگرمی صبوری کند
زبان اگر غصے کے وقت صبر کرتی ہے

ز دوری کن خویش دوری کند
اپنے دور کرنے والی یعنی گلا کٹوانے والی سے دور رہتی ہے

سخن گرچہ با اوز ہازہ بود
بات سخت اگرچہ اوسمین کیسی ہی عمدگی ہون

نگفتن ہم از گفتنش بہ بود
اوسکا نہ کہنا بھی کہنے سے بہتر ہوتا ہے

چہ خوش گفت فرزانہ پیش بین
کیا اچھا کہا ایک انجام اندیش دانا نے

زبان گوشتین ست تیغ آہنین
زبان گوشت کی ہے اور تلوار لوہے کی

نباشد بخود برکسے مہربان
اپنے اوپر وہ شخص مہربان نہیں ہوتا یعنے جان کو نہیں ڈرتا ہے

کہ گوید ہر انچہ آیدش بر زبان
کہ کہتا ہے جو کچھ آتا ہے اوسکی زبان پر

گزارندہ پیری کیانی سرشت
بیان کرنے والے بڑہی کیانی خلقت یعنی قاصد نے

گزارش چنین کرد ازان سر نوشت
بیان ایسا کیا اوس حال سے

کہ وقتیکہ از گوہر و تیغ و تاج
کہ جس وقت کہ موتی اور تلوار اور تاج سے

زیونان شدی پیش دارا خراج
یونان سے سامنے دارا کے جاتا تھا خراج

وزان گوہرین گنج بی ناپدید
اوس موتی کے خزانے کی جڑ یعنی انتہا نہ تھی

بدے خایۂ زر خدا آفرید
ہوتے تھے سونے کے ڈلے قدرت خدا کو پیدا کیے ہوے

منقش یکے خسروانے بساط
منقش ایک بساط قابل بادشاہون کے

کہ بینندہ را تازہ کردی نشاط
جو دیکھنے والون کی طبیعت کو خوش کرتی تھی

چو قاصد زبان تیغ پولاد کرد
جب قاصد نے زبان تیغ پولاد کی طرح تیز کی

خراج کہن گشتہ را یاد کرد
پرانے خراج کو یاد کیا یعنی ذکر کیا

برو بانگ زد شہریار دلیر
اوسپر چلایا اوس بادشاہ دلیر

کہ نتوان شد غارت از تند شیر
کہ نہیں ممکن ہے لوٹ لینا تند شیر سے

زمانہ دگرگونہ آئین نہاد
زمانے نے اب دوسری طرح کا طریقہ پیدا کیا

سپہر آن بساطِ کہن در نوشت
آسمان نے وہ پرانا بچھونا اولٹ دیا

ہمہ سالہ گوہر نخیزد ز سنگ
ہر سال لعل نہین پیدا ہوتا ہے پتھر سے

بگردن کشی بر میاور نفس
مجھسے غرور پر دم مت مار یعنی کچھ نہ کہہ

ترا آن کفایت کہ شمشیرِ من
تجھکو وہی کافی ہے کہ تلوار میری

چو من پا رکابے کہ برداشتم
جب مینے ایک پانون کی رکاب اٹھائی

تو با آنکہ دارے چنان توشہ
تو باوجود اوسکے کہ رکھتا ہے تو ایسا توشہ بڑی سلطنت

برانم میاور کہ عزم آورم
اوسپر مجھے مستعد نہ کر کہ ارادہ کرون مین

بیکسو نہم مہر و آزرم را
ایک طرف رکھدون محبت اور صلح کو

گر شہ نداند کہ در روز جنگ
شاید بادشاہ نہین جانتا ہے کہ لڑائی کے دن

بیک تاختن تا کجا تاختم
ایک حملے مین کہان تک دوڑ گیا مین

شد آن مرغ کو خایہ زرین نہاد
گئی وہ چڑیا جو سونے کے انڈے رکھتی تھی

بساطی دگر ملک را تازہ گشت
ایک دوسرے بچھونے نے ملک کو تازہ کیا

گہی صلح سازد جہان گاہ جنگ
کبھی صلح کرتا ہے جہان کبھی لڑائی

بشمشیر با من سخنگوے و بس
تلوار سے مجھسے بات کر اور بس

نیارد سرِ تخت تو زیرِ من
نہین لاتی ہے سر تیرے تخت کا پرے نیچے

عنانِ جہان بر تو بگذاشتم
باگ تمام جہان کی تیرے لیے چھوڑدی مینے

رہا کن مرا در چنین گوشۂ
چھوڑ دے مجھکو اس ایک کونے مین

بہم پنجگی با تو رزم آورم
برابری سے تیرے ساتھ لڑون مین

بجوشش آورم کینۂ گرم را
ترقی دون مین کینۂ گرم کو

چہ سرہا بریدم در اقصای زنگ
کتنے سر کاٹے مین نے کنارون زنگبار مین

چہ گردنکشان را سر انداختم
کتنے ظالمون کے سر کاٹے مین نے

خراج خواستن دارا از سکندر و جواب دادن او

کسی کار مغانی دہ طوق و تاج
جو شخص کہ تحفے میں دیتا ہے طوق اور تاج
ز من مصر باید نہ زر خواستن
مجھسے شہر چاہیے نہ کہ روپیہ مانگنا
ببین پایگاہ مرا تا کجاست
دیکھ مرتبہ میرا کہاں تک پہونچا ہے
غرور جوانی بر آن آردت
غرور جوانی کا اُسپر لاوے گا تجھکو
مینگیز فتنہ میفروز کین
فساد مت پیدا کر اور کینہ مت بڑھاؤ
ترا ملکی آسودہ بیداغ و رنج
تیرے پاس بیفکری سے ایک ملک بے داغ بلا محنت کے
مسوزان بخود کامی ایام را
مت جلاؤ خود غرضی میں ایام زمانے کو
ز من انچہ بر نامد آنرا مخواہ
مجھسے جو کچھ نہو سکا اُسکی خواہش کر
فرستادہ کین داستان گوش کرد
قاصد نے جب یہ باتیں سنین
سوی شاہ شد داغ بر دل کشان
بادشاہ یعنی دارا کے پاس گیا داغ دل پر لیکر
فرو گفت پیغامہای درشت
بیان کیے سکندر کے سخت پیغام

چو زنہاریان چون فرستد خراج
فریادیون کی طرح کیون بھیجے محصول
سخن چون بر مصری آراستن
مجھسے بات شل سکہ زر مصر کے نرم کرنا چاہیے
برین پایہ باید ز من پایہ خواست
اس مرتبے پر مجھسے چاہیے روپیہ مانگنا
کہ گردن بشمشیر من خاردت
کہ گردن میری تلوار سے کھجلاویگا تیری
خرابی میاور در ایران زمین
خرابی زمین ایران مین نہ لاؤ
مکن ناسپاسی دران مال و گنج
ناشکری مت کر اس مال اور خزانے مین
قلم در کش اندیشہ خام را
کاٹ دے یعنی دل سے نکال اندیشہ ناقص کو
چنان باش با من کہ با شاہ شاہ
ایسی طرح رہ میرے ساتھ جیسے بادشاہ بادشاہ سے
سخنہای خود را فراموش کرد
باتین اپنی بھول گیا
شتابندہ چون برق آتش فشان
دوڑتا ہوا مثل آگ جھاڑنیوالی بجلی کے
کز و سرو بن را دوتا گشت پشت
جس سے کہ سرو قد یعنی دارا کی پیٹھ جھک گئی

چو دارا جواب سکندر شنید
جب دارا نے جواب سکندر کا سُنا
[ز] بی سکۂ را چه یارا بود
ایک بے سکّے کی کیا طاقت ہووے
[بت]ندی یکی داستان یاد کرد
غصّے سے بہت مثالین یاد کین
[بخ]ندید و گفت اندران زهرخند
ہنسا اور کہا اُس غصّے کی ہنسی مین
[فل]ک بین چه ظلم آشکارا کند
آسمان کو دیکھ کیا ظلم ظاہر کرتا ہے
[س]کندر نه خود گر بود کوه قاف
سکندر نہین اگر واقعی کوہ قاف ہووے
[مگ]سان پشه را بجنگ عقاب
… ایسے بھنگے کو عقاب کی لڑائی مین
… ک قاصدی را بدرگاه او
… ایک قاصد کو اسکی یعنی سکندر کی درگاہ مین
… گوئی و چوگان بقاصد سپرد
… گیند اور چوگان قاصد کو سونپا
[بی]اموختش راز آن پیشکش
سکھلایا اوسکو اُس تحفے سے
[سوی ر]وم شد قاصد تیزگام
روم کی طرف جلد چلنے والا قاصد گیا

یکی دورباش از جگر برکشید
ایک آہ کلیجے سے کھینچی
که هم سکّه نام دارا بود
کہ ہم سکّہ یعنی ہمسر نام دارا کا ہووے
کزان شد نیوشنده را روی زرد
کہ اُس سے سُننے والون کے مُنھ زرد ہو گئے
که افسوس بر کار چرخ بلند
کہ افسوس اوپر کام آسمان بلند کے
که اسکندر آهنگ دارا کند
کہ سکندر قصد لڑائی دارا کا کرتا ہے
که باشد که با من شود هم مصاف
کون ہوتا ہے کہ مجھسے صف آراء ہو
کم از قطره و آن پیش دریای آب
کم ایک قطرے سے جان آگے دریای آب کے
فرستاده شد چشم در راه او
بھیجا اور ہوا منتظر اوسکا
قفیزی پُر از کنجد ناشمرد
اور ایک بورہ بھرا ہوا بیشمار تلون سے
بدان تعبیه شد دل شاه خوش
اُس آراستگی سے بادشاہ کا دل خوش ہوا
ز دارا پذیرفته با خود پیام
دارا سے اپنے پاس پیام قبول کرکے

ورزه چون درآمد بر شاه روم
راه سے جو آیا پاس پادشاه روم کے
سر افگنده در پایهٔ بندگی
سر جھکایا بندگی کے پاؤں مین
نخستین گره کز سخن باز کرد
پہلے جو گرہ سخن سے اُسنے کھولی
که فرمان دهان حاکم جان شدند
کہ پادشاہ لوگ حاکم جان کے ہوتے ہین
چه فرمایدم شاه پیروز رای
کیا فرماتا ہے میرے لیے پادشاہ فتحمند عقل
سکندر بدانست کان عذر خواه
سکندر نے جانا کہ وہ معافی مانگنے والا
به پیغاره گفتا بیاور پیام
خفگی سے حکم دیا کہ لاؤ پیام
متاعیکه در بنگه خویش داشت
جو چیزین کہ اپنے پاس وہ رکھتا تھا
چو آورده پیش سکندر نهاد
جب لائی ہوئی چیزین آگے سکندر کے رکھ چکا
ز چوگان و گو اندر آمد نخست
چوگان اور گیند سے پہلے یہ ظاہر کیا
وگر آرزوئے نبرد آیدت
اور اگر آرزو لڑائی کی آتی ہے تجھکو

فروزنده شد همچو آتش ز موم
روشن ہو گیا مثل آگ کے موم سے
نمود و نشان پرستندگی
دکھلایا اُسنے نشان غلامی کا
سخن را بچرب بے سرآغاز کرد
چرب زبانی سے باتین شروع کین
فرستادگان بنده فرمان شدند
ایلچی بندے حکم کے ہوتے ہین
که فرمان فرمانده آرم بجای
کہ حکم اپنے حاکم کا بجا لاؤن مین
پیام درشت آرد از نزد شاه
سخت پیغام اپنے پادشاہ کے پاس سے لایا ہے
پیام آور از بند بگشاد کام
تھا قاصد نے بھی تالو سے بند کھولا
بر آورد و یک یک فرامش داشت
نکالا مین اور ایک ایک سکندر کے سامنے رکھین
به پیغام دارا زبان برگشاد
دارا کے پیغام کے لیے زبان کھولی
که تو طفل بازی بدین گن درست
کہ اے لڑکے تو اسی نیا کھیل درست کر لے
ق ز بیهودگی دل بدرد آیدت
تیری بیہودگی سے میری دل مین درد آتا ہے

خراج خواستن دارا از سکندر و جواب دادن او

همان گنجدِ ناشمرده فشاند
وہی بیشمار تل پھیلا دیے

سکندر جهان داورِ هوشمند
سکندر بادشاہ جہان کو عقلمند نے

مثل زد که هر کو گریزد ز پیش
مثال دی کہ جو شخص بھاگتا ہے آگے سے

گر شاه ازان داد چوگان بمن
گر بادشاہ نے اُس سے دی چوگان مجھکو

همان گوی را مردِ اخترشناس
اوس گیند کو مرد ستارہ پہچاننے والا یعنی مَیں

چو گوی زمین شاه ما را سپرد
جب گیند زمین کا بادشاہ نے ہمکو سونپ دیا

چو زینگونه کرد آن گزارش گری
جب اس طرح وہ گیند کی کیفیت بیان کرچکا

فرو ریخت گنجد بصحن سرای
بکھرا دیے تل مکان کے صحن میں

بیک لحظه مرغان در و تاختند
ایک دم میں چڑیاں اُسپر دوڑ ین

جوابست گفتا درین رهنمون
کہا سکندر نے اس سے بھی جواب ظاہر ہوتا ہے

که گر لشکر از گنجد انگیخت شاه
کہ اگر لشکر اوٹھایا یعنی لیکر آیا بادشاہ

که زین بیش خواهم سپه بر تو راند
کہ اِس سے زیادہ سپاہ تجھپر لاونگا مین

درین فالها دید فتحِ بلند
اِن شگونوں مین بھی اپنی فتح عظیم دیکھی

بچوگان کشیدن توان سوی خویش
چوگان سے سکیے کھینچنا طرف اپنے اوسکو

که تا از وکشم ملک بر خویشتن
کہ اوس سے کھینچوں مین ملک کو اپنی طرف

بشکل زمین می نهد در قیاس
بشکل زمین کے رکھتا یعنی کرتا ہوں اندازہ

بدین گوی خواهم از و گوی برد
اسی گیند سے اُس سے سبقت لیجاؤنگا مین

بگنجد در آمد درو آوری
تلون کی کیفیت کو بیان کرنے لگا

طلب کرد مرغانِ گنجد ربای
بلائیں چڑیاں تل کھانیوالیں

زمین را ز گنجد بپرداختند
زمین کو تلون سے صاف کردیا

چو روغن که از گنجد آید برون
جیسے کہ تیل تلون سے نکلتا ہے

مرا مرغِ گنجد خور آید سپاه
میری سپاہ مثل تل کھانیوالی چڑیونکے ہوئی

خراج خواستن دارا از سکندر و جواب دادن او

پس انگہ تفرّے سپندان خرد
بعد اوسکے ایک بورہ چھوٹی سپند یعنی رائی کا

بپاداش کنجد بقاصد سپرد
تلون کے عوض قاصد کو سونپ دی

کہ شہ گر کشد لشکری زین قیاس
کہ بادشاہ اگر لشکر کھینچے گا اس اندازے سے

سپاہ مرا ہم بدینسان شناس
سپاہ میری بھی اسی طرح پہچان

چو قاصد جوابی چنین دید سخت
جب قاصد نے ایک ایسا سخت جواب دیکھا

بہ پشت خر خویش بربست رخت
اپنے گھوڑے پر جانے کے لیے اپنے اسباب باندھا

بدارا رساند از سکندر جواب
جاکر دارا کو پہونچایا سکندر سے جواب

جوابی گلوگیر چون زہر ناب
ایسا گلا دبانے والا جواب مثل زہر قاتل کے

برآشفت ازان طیرگی شاہ را
ناخوش ہوا اس تیکی سے بادشاہ یعنی دارا

کہ حجت قوی دید بدخواہ را
کہ حجت دشمن کی زبردست دیکھی

جہاندار دارا بدان داوری
بادشاہ دارا نے اس لڑائی مین

طلب کرد از ایرانیان یاوری
بلایا مددگاری ایرانیون سے

ز چین و ز خوارزم و غزنین و غور
چین اور خوارزم اور غزنین اور غور سے

زمین آہنین شد ز نعل ستور
زمین لوہے کی ہوگئی گھوڑون کی نعلون سے

سپاہے بہم کرد چون کوہ قاف
ایک سپاہ جمع کی مثل کوہ قاف کے

ہمہ سنگ فرسای و آہن شگاف
سب پتھر کے پیسنے والے اور لوہے کے توڑنیوالے

چو عارض شمار سپہ برگرفت
جب بخشی فوج نے فوج کا شمار کیا

فرو ماند عقل از شمردن شگفت
حیران ہوگئی عقل اوسکی گننے سے

ز جنگی سواران چابک رکاب
جنگی سوارون چالاک رکاب سے

نہصد ہزار آمد اندر حساب
نو لاکھ آئے حساب مین

جہانجوی چون دید کز لشکرش
سکندر نے جو دیکھا کہ اوسکے لشکر سے

ہمے موج دریا زند کشورش
ملک اوسکا مثل دریا کے لہرین مارتا ہے

سپاہے چو آتش سوے روم راند

ایک سپاہ مثل آگ کے روم کیطرف پھیلا

بارمن درآمد چو دریای تند

ارمن مین مثل دریاے تیز کے آیا

زمین برزمین تا باقصای روم

جگہہ بہ جگہہ روم کے کنارے تک

علف در زمین گشت چون گنج گم

چارہ زمین کا مثل خزانے کے گم ہوگیا

پی شاہ گر آفتابے کند

قدم بادشاہ کا اگرچہ کام آفتاب کا کرے

بیا ساقی آن آب روح بخش

آؤ ساقی وہ شراب روح بخشنے والی

من اورا خورم دلفروزی بود

مین اوسکو پیون روشنی دل کی ہووے

کجا او شد آن بوم را بوم خواند

جس جگہہ وہ گیا اوس زمین مین الّو بول گیا یعنی ویران ہوگئی

صبا را شد از گرد او پای کند

ہوا کے پانون اوسکی گرد سے کند ہوگئے

بجوشید دریا بلرزید بوم

اُمنڈا دریا اور کانپ اوٹھی زمین

ز نعل ستوران بیکانہ سم

کانسی کے ایسے سم گھوڑونکی نعل سے

بہر جا کہ آید خرابے کند

جس جگہہ کہ جاتا ہے ویران کرتا ہے

بکام دلم برفشان چون درخش

میرے دل کے کام مین مثل بجلی کے چمکاؤ

مرا او خورد خاک ور زے بود

میری خاک کھانا اوسکو روزی ہووے

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب دارا

لشکر آراستہ کرنا سکندر کا دارا کی لڑائی کے واسطے

چہ نیکو متاعیست کار آگہی

کیا عمدہ چیز ہے واقفکار ہوتا

بعالم کسے سر برآرد بلند

جہان مین وہ شخص سر زیادہ بلند کرتا ہے

کزین نقد عالم مبادا تہی

کہ اس نقد سے جہان خالی رہے

کہ در کار عالم بود ہوشمند

کہ جہان کے کام مین ہووے عقلمند

بپائے نہ پیماید این راہ را
کھیل کی راہ سے نہیں چلتا ہے یہ راہ
نیندازد آن آلت از بار خویش
نہیں پھینک دیتا ہے وہ اپنا ہتیار بوجھ کی سبب سے
میفگن کول گرچہ عار آیدت
مت پھینک تو سینہ اگرچہ شرم آتی ہے تجھکو
خرے بر گریوہ ز سختے بمرد
ایک گدھا ٹیلے پر سختی سے مر گیا
گزارندۂ شرح شاہنشہے
بیان کرنے والے حالات پادشاہی نے
کہ دارا چو لشکر بارمن کشید
کہ جب دارا نے طرف ارمن کے لشکرکشی کی
نبود آگہ اسکندر از کار او
خبر دار نہ تھا سکندر اسکے کام سے
رسیدند زنہاریان خیل خیل
پہونچے فریادی گروہ گروہ
شبیخون دارا در آمد ز راہ
یعنی شبخون دارا کا راہ مین آگیا
پژوہندۂ گفت بدخواہ مست
ایک مخبر نے بیان کیا کہ دشمن بیہوش
برو شاہ اگر یک شبیخون کند
او سپر اگر پادشاہ ایک شبخون مارے

نگہدار دار دزد بنگاہ را
محفوظ رکھتا ہے چور سے خیمے اپنے کو
کز و روزی آسان کند کار خویش
کہ اوس سے ایکدن سہل کریگا اپنا مشکل کام
کہ ہنگام سرما بکار آیدت
کہ جاڑے کے وقت تیرے کام آویگی
کہ از کاہلی جل با خود نبرد
کیونکہ کاہلی سے جھول اپنے ساتھ نہ لیگیا
چنین داد پرسندہ را آگہے
ایسی پوچھنے والے کو خبر دی
تو گفتے کہ آمد قیامت پدید
تو کہے کہ اب قیامت ظاہر ہوگئی
کہ آرد قیامت بہ پیکار او
کہ قیامت لاویگا اوسکی لڑائی مین
کہ طوفان بدریا در آورد سیل
کہ دریا پر طوفان سیلاب لایا
ز پولادپوشان زمین شد سیاہ
لوہا پہننے والون سے زمین سیاہ ہوگئی
شب و روز غافل شد انجا کہ ہست
رات دن غفلت مین رہتا ہے جہان کہ ہے
ز ملکش ہمانا کہ بیرون کند
ملک سے اوسکو تحقیق کر باہر نکال دے

سکندر بخندید و دادش جواب — که پنهان نگیرد جهان آفتاب
سکندر ہنسا اور اوسکو جواب دیا — کہ آفتاب جہان کو پوشیدہ نہین لیتا ہے

ملک را بوقت عنان تافتن — بدزدی نشاید ظفر یافتن
بادشاہ کو حملہ کرنے کے وقت — چوری سے فتح پانا نہین چاہیے

پژوهنده دیگر آغاز کرد — که دارا از چندان سپه ساز کرد
دوسرے مخبر نے بیان کیا — کہ دارا نے اسقدر لشکر نہین آراستہ کیا

که از شمردن توان در قیاس — کسانیکه هستند لشکر شناس
ہر اسکو اندازے سے شمار کر سکین — جو لوگ کہ لشکر کے پہچاننے والے یعنی تجربہ کار ہین

سکندر بدو گفت یک تیغ تیز — کند چرم صد گاو را ریز ریز
سکندر نے اوس سے کہا کہ ایک تیز تلوار — سو بیلون کے چمڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے

یکی گرگ را کو بود خشمناک — ز بسیاری گوسفندان چه باک
ایک بھیڑیے کو جو غصے مین ہووے — بہت بھیڑون کے ہونے سے کیا خوف ہے

سپه را جواب چنان ارجمند — پسند آمد از شهریار بلند
سپاہ کو ایسا قوی جواب — بادشاہ بلند یعنی سکندر کا پسند آیا

خبر گرم تر شد بهر زمان — که آمد بروم اژدهای دمان
دم دم پر خبر گرم ہوتی جاتی تھی — کہ آگیا روم مین پھنکارنیوالا اژدہا

سکندر چو دانست کان تند میغ — به تندی برآرد همی برق تیغ
سکندر نے جب جانا کہ وہ تیز بدلی — تیزی سے لیے آتا ہے بجلی تلوار کی

فرستاد تا لشکر از هر دیار — روانه شود بر در شهریار
حکم بھیجا کہ ہر ملک سے لشکر — روانہ ہو یعنی آوے میرے دردولت پر

ز مصر و ز افرنجه و روم و روس — شد آراسته لشکری چون عروس
مصر اور افرنجہ اور روم اور روس سے — آراستہ ہوگیا ایک لشکر مثل عروس کے

ترتیب کردن سکندر لشکر بجنگ دارا

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب دارا

چو انبوه شد لشکر بیکران
جب جمع ہو چکا بے انتہا لشکر
خبر داد عارض کہ ششصد ہزار
بیان کیا بخشی نے کہ چھ لاکھ
چو شد ساختہ کار لشکر تمام
جب درست ہو گیا سب کام لشکر کا
نشستند بیدار مغزان روم
بیٹھے روشن دماغ یعنی دانا روم کے
شہ از کار دارا و پیکار او
سکندر نے دارا کے معاملہ اور اوسکی لڑائی کا
چنین گفت کین نامور شہریار
اصلاح کہا کہ اس نامور بادشاہ (یعنی دارا) نے
چہ سازیم تدبیرش از صلح و جنگ
کیا تدبیر کرین ہم اوسکی صلح اور لڑائی سے
اگر بر نیاریم تیغ از نیام
اگر ہم تلوار میان سے نہین کھینچتے ہین
وگر تاج بستانم از تاجور
اور اگر دارا سے تاج و تخت لیے لیتا ہون
کیانی رای از ملک بیرون کنم
کیانیون کو کیونکر ملک سے نکالدون ؟ نہین
بترسم کہ آخر باین طیرگی
ڈرتا ہون کہ آخر کو بسبب اس غصے کے

عدو خواست از نام نام آوران
گنتی چاہی بہادرون کے نام سے
برآمد دلیران مفرد سوار
بہادر سوار لڑائی مین فرد ہین
یکی انجمن ساخت بی رود و جام
ایک مجلس مقرر کی بغیر شراب و راگ کے یعنی مشورہ کی
بمہر ملک نرم کردند موم
اونھون نے بادشاہ کی مہر کے لیے موم کو نرم کیا
سخن راند و پیچید در کار او
ذکر چھیڑا اور غور کیا اس کام مین
کمر بست بر جستن کارزار
کمر باندھی ہے لڑنے پر
کہ آمد باویزش این کار تنگ
کہ آپہونچا قریب مقابلے کے یہ مشکل کام
بر دہی ز ما بر نیارند نام
ہماری بہادری کا کوئی نام نہ لے گا
بہ بیداد خود بستہ باشم کمر
آپ ہی ظلم پر گویا کمر باندھنے والا ہون
من این رہزنی با کیان چون کنم
کیانیون سے یہ رہزنی کیونکر کرون ؟ نہین
بداندیش ما را دہد چیرگی
دشمن یعنی دارا کہین مجھے شکست نہ دے

که چه تدبیر باشد درین رسم و راه

اس باب مین کیا تدبیر اور کیا راہ نکلتی ہے

با اندیشهٔ خوب و رای صواب

خوب غور اور پسندیدہ تدبیرون سے

جهاندیده پیران بیدار هوش

جہاندیدہ بڈھے عقلمند لوگون نے

جوابش گشادند یکسر زبان

جواب کے لیے سبھون نے باتفاق زبان کھولی

که سرسبز باد آن همایون درخت

کہ ہرا بھرا رہے وہ مبارک درخت

که تاج و به تختش جهان تازه باد

کہ اسکی سلطنت سے جہان تازہ رہے

همه رای تو هست چون دین درست

دین کی طرح تیری تدبیر بھی درست ہے

و لیکن ز فرمان تو نگذریم

لیکن تیرے حکم سے بھی ہم درگذر نہین کر سکتے ہین

چنان در دل آید جهاندیده را

ایسا جہاندیدہ لوگون کے دلمین آتا ہے

که چون کینه ورزد دل کینه خواه

کہ جب دشمنی اختیار کرتیا ہے دل دشمن کا

تو نیز آتش کینه را بر فروز

تو بھی دشمنی کی آگ کو روشن کر

گزند و کار ما بر نگردد تباه

جس سے میرا کام نہ بگڑے

پدید آورید این سخن را جواب

اس بات کا جواب تم سب لوگ مجکو دو

چو گفتار گوینده کردند گوش

جب یہ باتین سکندر کی سن لین

دعا تازه کردند بر مرزبان

دعا پھر از سر نو سکندر کو دی

که نامش بلندست و نیروش سخت

جسکا نام بڑا ہے اور قوت اوسکی زبردست

سر خصم او تاج دروازه باد

سر دشمن کا اوسکے دروازے کا تاج یعنی لٹکا رہے

درستی چه باید ز ما بازجست

ہملوگون سے درستی کیا ڈھونڈھنی کی ضرورت ہے

بجز راه فرمان تو نسپریم

سوا تیرے حکم کے اور راہ نہین چلتے ہین

همان زیرکان پسندیده را

اور ایسا ہی نامور داناؤنکو پسند معلوم ہوتا ہے

همه خار و خشت بر آید ز راه

راہ مین تمام کانٹے و خشت کے نکل آتے ہین

که فرخ بود آتش کینه سوز

کہ اچھی ہوتی ہے آگ کینہ جلانیوالی

تو سرو نوی خصم بید کہن
تو تازہ سرو ہے یعنی نوجوان اور دشمن کہ پرانا بید یعنی بڈھا
کہن باغ را وقت نو کردنست
پرانے باغ کے تازہ کرنے کا وقت ہے
بدیبای این دولت تازہ عہد
اس دولت تازہ عہد یعنی اپنی سلطنت کے دیبا سے
بد اندیش تو ہست بیداد گر
دشمن تیرا یعنی دارا ظالم ہے
چہ باید ہراسید ازان کسے
تجھکو اُس شخص سے کیوں ڈرنا چاہیے
قلم در کش آئین بیداد را
قلم پھیر ظلم کے طریقے پر
زخصم تو چون مملکت گشت سیر
تیرے دشمن سے جب بادشاہت آسودہ ہو گئی
تنوری چنین گرم در بند نان
تندور ایسا تیز ہے روٹی اوسمین لگاؤ
کجا شاہ را پای ما را سرست
جہان پادشاہ کا قدم ہے ہمارا سر ہے
تمنای شہ را کہ برہم زند
خواہش پادشاہ کی کون روک سکتا ہے
بر آن ختم شد رخصت رہنمون
او سپر ختم ہوئی اجازت راہ بتانیوالونکی

کجا سر کشد بید با سرو بن
کیونکر سرکشی کرسکتا ہے بید سرو درخت سے
فو ان بر احساب در دگر دنست
پر انکے تراشنے چھانٹنے کا وقت ہے
عروس جہان را بر آرای مہد
جہان کی عروس کا گہوارہ آراستہ کر
بہ پیچید رعیت ز بیداد او سر
ظلم سے رعیت سر پھیر لیتی ہے
کہ دارد ہم از خانہ دشمن بسے
جو اپنے گھر ہی مین بہت دشمن رکھتا ہووے
کفایت کن از خلق فریاد را
کفایت کر لوگون کی فریاد پر
بخصم افگنی پای در نہ دلیر
دشمن کے گرانے کے لیے بہادرانہ قدم رکھ
رہ انجام را گرم تر کن عنان
راہ طے کرنیوالے یعنی گھوڑے کی باگ تیز کر
ولی کو گزین داوری بر تر ست
ایسا کون شخص ہے جو اس مقدمہ سے علیحدہ ہے
کرا زہرہ باشد کہ این دم زند
کسکی طاقت ہے کہ اس مین دم مار سکے
کہ شہ پیشدستی نیارد بخون
کہ بادشاہ لڑائی مین پیشقدمی نکرے

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب دارا

نگهدارد آزرم تخت کیان
نگاہ رکھے شرم تخت کیانیون کی

سکندر چو در حکم این داوری
سکندر نے جب اس مقدمے مین

بدستوری رخصت استان
بطور اجازت بیچے یعنی داناؤن کے

یکی روز کز گردش روزگار
ایک دن کہ زمانے کی گردش سے

بفال همایون بترتیب راه
مبارک فال مین راہ کی آراستگی سے

عنان تاب شد شاه فیروز جنگ
پھیری باگ پادشاہ لڑائی پر فتح پانیوالے

ز شمشیر پولاد چون شیر مست
فولاد کی تلوار سے مثل شیر مست کے

سپاهی چو زنبور پر نیشتر
ایک سپاہ مثل بھڑ کے ڈنک دار یعنی لڑیل

نشان بازجست از زور فش بلند
نشان کے لیے ڈھونڈھا بلند نیزہ

بوقتی که آن وقت سازنده بود
اس وقت جب کہ گھڑی موافق تھی

بسی برتر از کاویانی درفش
بلند زیادہ کاویانی نیزے سے

بجو نریزی اول نه بندد میان
پہلے لڑائی پر کمر نہ باندھے

ز لشکرکشان یافت آن یاوری
سرداروں سے وہ مدد پائی

بلشکرکشی گشت همداستان
لشکر کشی سے ہوا متفق

بدست آمدش طالع کامگار
اُسکے ہاتھ آیا مقصود ور نصیبہ

بفرمود کز جای جنبد سپاه
فرمایا کہ کوچ کرے لشکر

میان بسته بر کین بدخواه تنگ
کمر باندھی دشمن کی لڑائی پر مضبوط

بکشور کشائی کلیدی بدست
ملک فتح کرنے کی ایک کنجی اُسکے ہاتھ مین

ز غوغای زنبور هم بیشتر
بھڑون کے ہجوم سے زیادہ

که ماند از فریدون فیروزمند
جو کہ باقی تھا فتح مند فریدون پادشاہ سے

فلک دوستان آنوا زنده بود
آسمان دوستون کا سہ پرواز کرنیوالا تھا

بمنجوق برزد پرند بنفش
برابر چتر کے لگائی اودی چادر

صنوبر ستونے ز پنجہ ارش — بخون جگر یافتہ پرورش

ایک ستون سیدھا پنجیں ہاتھ کا — خون جگر سے پرورش پایا ہوا

بروا اژدہا پیکرے از حریر — کہ بینندہ راز و بر آمد نفیر

اسپر ایک اژدہے کی شکل حریر سے بنی ہوئی — کہ دیکھنے والے اس سے فریاد کرتے تھے

زدہ بر سر از جعد پرچم کلاہ — چو بر قلۂ کوہ ابر سیاہ

سر پہ رکھے ہوئے سیاہ پھریرے کی ٹوپی — جیسے پہاڑ کی چوٹی پر سیاہ بادل

بفرسنگہا بود پیدا ز دور — عقابے سیہ پر و بالش ز نور

کوسوں دور سے ظاہر ہوتا تھا — ایک عقاب سیاہ پر والا اور بازو اسکے نور کے

شدہ آن اژدہا چنین لشکرے — بسر بر چنان اژدہا پیکرے

گیا وہ اژدہا ایسے لشکر سے — سر پر ایک ایسے اژدہے کی شکل

جہان کرد ز آشوب خود گردناک — ز بہر چہ از بہر یک مشت خاک

جہان کو گرد آلودہ کیا اپنے پریشان کرنے سے — کسواسطے صرف ایک مٹھی بھر خاک یعنی زمین کیلیے

از این گربہ گون خاک تا چند چند — بشیری توان کردنش گرگ بند

اس خاکی رنگ کی بلی کو کب تک — بہادری سے اوسکو کرنا چاہیے قید

جہان یک نوالست پیچیدہ سر — دروگاہ حلوا بود گہ جگر

جہان ایک لپٹا ہوا لقمہ ہے — کبھی اسمیں حلوا ہوتا ہے کبھی کلیجہ

فلک بر بلندی زمین در مغاک — یکی طشت خون شد یکی طشت خاک

آسمان بلندی پر زمین گڑھے یعنی پستی میں — ایک طشت خون کا ہو گیا ایک طشت خاک کا

نبشتہ بر این ہر دو آلودہ طشت — ز خون سیاوش بسی سرگذشت

لکھا ہوا ان دونوں بھرے ہوئے طشتوں پر — سیاوش کے خون سے بہت حالات

زمین گر بضاعت برون آورد — ہمہ خاک در زیر خون آورد

زمین اگر اپنی پونجی باہر نکالے — تمام زمین خون میں ڈوب جاوے

ترتیب کردن سکندر لشکر بحرب دارا

نیفتد درین طشت فریاد کس
نہین اتفاق پڑتا ہے فریاد کا اس طشت مین کسیکو

کہ بربستہ شد راہ فریاد رس
کہ بند ہو گئی راہ فریاد پہونچنے والے کی

چو فریاد را بر گلو بستہ راہ
جب فریاد کے گلے کی راہ بند ہے

گلو بستہ بہ مرد فریاد خواہ
فریادی شخص کا گلا بند بہتر ہے

بہ از پردۂ خود حصاری کنی
بہتر ہے جو اپنے پردے کا حصار کرے تو

بخاموشی خویش کاری کنی
چپ بیٹھے ہوے اپنا کام کرے تو

بیا ساقی آن آتش توبہ سوز
آ او ساقی وہ آگ یعنی شراب توبہ کی جلانیوالی

با آتشگہ مغز من بر فروز
میرے دماغ کے آتشدان مین روشن کر

بہ مجلس فروزی دلم خوش بود
مجلس روشن کرنے مین میرا دل خوش ہووے

کہ چون شمع بر فرقم آتش بود
جب کہ شمع کی طرح میرے سر پر آگ ہووے

رای زدن دارا در کار اسکندر با خاصان خویش

مشورہ کرنا دارا کا سکندر کی لڑائی مین اپنے اراکین سے

خردمند را خوبی از داد اوست
عقلمند کو خوبی اوسکے یعنی خدا کے دینے سے ہے

پناہ خدا امین آباد اوست
پناہ خدا کی اوسکی پناہ کی جگہ ہے

کسی کو بدین ملک خرسند نیست
جو شخص کہ اس دنیا مین قناعت کرنیوالا نہین ہے

بنزدیک دانا خردمند نیست
نزدیک داناؤن کے عقلمند نہین ہے

خرد نیک ہمسایہ شد زان بدست
عقل بہت نیک ہمسایہ آدمی کی ہو اس سے برا ہے

کہ ہمسایۂ کوی نابخرد است
کہ پڑوسی بیوقوف یعنی نفس امارہ کی گلی کی ہے

چو در کوی نابخردان دم زنی
جب بیعقلون کے راستے مین بات کرے تو

بہ ار داستان خرد کم زنی
بہتر ہے اگر باتین عقل کی کم کرے تو

ورنہ زین رہ کسے خانہ آباد کرد
اس راہ مین اس شخص نے گھر آباد کیا

کہ گردن زد و ہقانے آزاد کرد
جسنے گردن گانون کی ملکیت سے چھوڑائی

تو نیز ار ہمی بار گردن دوش
تو بھی اگر بار گردن کا کندھے سے اتارے

زگردن زنان برنیاری خروش
گردن مارنے والون سے شور نہ کرے تو

چو دریا بسرمایۂ خویش باش
مثل دریا کے اپنی پونجی پر قانع رہ

ہم از بود خود سود خود بر تراش
اپنی ہی ذات سے اپنا فائدہ نکال

بمہمانئے خویش تا روز مرگ
اپنی مہمانی کے لیے مرنے کے دن تک

درختی شو از خویشتن ساز برگ
ایک درخت ہوجا اپنا توشہ آپ بنالے

چو پیلہ ز برگ کسان خورد گاز
جب ریشم کے کیڑے نے اور پتیون کو چرا

ہمہ تن شد انگشت و قی کرد باز
تمام بدن کوئلہ ہوگیا اور پھر تے کی

گزارندہ پیری ہم از موبدان
پرانے مورخون مین سے ایک مورخ نے

گزارش چنین کرد با نجردان
اس طرح بیان کیا عقلمندون سے

کہ چون شاہ روم آمد آراستہ
کہ جب بادشاہ روم کا یعنی سکندر آراستہ ہوکر آیا

ہمش تیغ در دست و ہم جواستہ
تلوار ہاتھ مین لیے اور ڈھال بھی لگائی ہوئے

خبر گرم شد در ہمہ مرز و بوم
خبر مشہور ہوئی تمام سرزمین مین

کہ آمد برون اژدہائی ز روم
کہ نکل آیا ایک اژدہا روم سے

پی پرخاش دارا سر افراختہ
دارا سے لڑائی کے لیے سر اٹھائے ہوئے

ہمہ آلت داوری ساختہ
سب ہتیار لڑائی کے درست کیے ہوئے

جہان را بدین مژدہ نوروز بود
جہان والون کو یہ خوشخبری نوروز کی ہوئی

کہ بیداد دارا جہان سوز بود
کہ ظلم دارا کا جہان کا تباہ کرنیوالا تھا

از و بوم کشور بیکبارگی
اسکے ملک کی سرزمین کے لوگ ایکبارگی

ستوہ آمدند از ستمگارگی
عاجز آگئے تھے اسکے ظلم سے

ز دارا پرستی نفس خاسته
دارا کے پوجنے یعنی اوسکی اطاعت سے دل اُچاٹ

بمهر سکندر بیاراسته
سکندر کی محبت مین آراستہ یعنی گرویدہ

چو دارای دریا دل آگاه گشت
جب دریا دل دارا واقف ہوا

که موج سکندر ز دریا گذشت
کہ لہر یعنی لشکر سکندر کا دریا سے اوتر آیا

ز پیران روشندل و رای زن
روشن دل اور تدبیر بتلانیوالے بڈھون سے

برآراست پنهان یکی انجمن
پوشیدہ آراستہ کی ایک مجلس

ز هر کاردانی برای درست
ہر ایک عقلمند سے راے درست سے

دران داوری چارهٔ کار جست
اُس مقدمے مین چارۂ کار کی جستجو کی

که بدخواه را چون در آرد شکست
کہ بدخواہ کو کیونکر شکست دے

بلای چرخ را چون کند پای بست
بلاے آسمانی کو کیونکر قید کرے

چه افسون در آموزد از رهنمون
کیا جادو سکھاتے ہین راہ بتلانیوالے

که آید ز کار سکندر برون
کہ سکندر سے لڑائی مین غالب آوے

چو در جنگ پیروزیش دیده بود
جب کہ لڑائی مین فتحمندی اسکو دیکھ چکے تھے

ز پیروزی جنگش ترسیده بود
لڑائی مین اوسکی فتح ہونے سے ڈر گئے تھے

نکردش دران کار کس چارهٔ
نہ بتائی اوسکو اُس کام مین کسی نے کوئی تدبیر

نخوردش غمی هیچ غمخوارهٔ
نہ غمخواری کی اُسکی کسی غمخوار نے

چو دانسته بودند کو سرکش است
چونکہ جانتے تھے کہ وہ یعنی دارا ظالم ہے

بسوزندگی گرم چون آتش است
غصّے مین تیز مثل آگ کے ہے

سخنهای کس در نیارد بگوش
کسی کی بات نہ سُنیگا یعنی نہ مانے گا

دران کار بودند یکسر خموش
اُس کام مین تمام لوگ چپ رہے

نجیبی دراز زنگه شاوران
زنگہ شاوران کی اولاد سے

سری بود نامی ز نام آوران
ایک نامور سردار تھا بہادرون مین

فرابرز نامے کہ از فر و برز
فرابرز نام تھا کہ دبدبے اور شان سے

تنش جوشنے بود و بازوش گرز
بدن اسکا مثل ایک جوشن کے اور بازو اسکے گرز تھے

بہ تبعیت دران انجمن گاہ بود
بطریق نوکری کے اس مجلس مین موجود تھا

از احوال پیشینہ آگاہ بود
اگلے حالات سے واقف تھا

ثنا گفت بر شاہ و بر بزم شاہ
تعریف کی اور دعا دی بادشاہ اور مجلس والون کو

کہ آباد باد از تو این بزمگاہ
کہ آباد رہے تیری ذات سے یہ مجلس

مبادا تہے عالم از نام تو
خالی نہ رہے جہان تیرے نام سے

ہمان جنبش دور ز آرام تو
تکلیف دور رہے تیرے آرام سے

گذشتہ نیائی من از عہد پیش
جد مرحوم میرا اگلے زمانیکے حالات سے

چنین گفت با من در اندرز خویش
ایسا بطریق نصیحت کے مجھسے کہتا تھا

کہ چون کرد کیخسرو آہنگ غار
کہ جب کیخسرو نے غار مین بیٹھنے کا ارادہ کیا

خبر داد از آن جام گوہر نگار
بتلایا تھا اس جام گوہرنگار یعنی جہان نما سے

کہ در طالع ملک ما تا نہ دیر
کہ ہمارے ملک کے نصیبے مین جسکو ابھی دیر ہے

فرود آید اختر ز بالا بزیر
بلند اختری کا زوال جب آویگا

برون آید از روم گردنکشی
نکل آویگا روم سے ایک بادشاہ

زند در ہر آتشکدہ آتشے
لگا دیگا ہر ایک آتشکدے مین آگ

ہمہ ملک ایران بدست آورد
ایران کا تمام ملک لے لیگا

بتخت کیان بر نشست آورد
کیانیون کے تخت پر بیٹھے گا

جہان گیرد او ہم نماند بجای
تمام جہان کو لے لیگا لیکن وہ بھی قائم نہ رہیگا

سر انجام او ہم در آید زپای
آخر کو وہ بھی جلد گذر جائیگا

مبادا کہ آن مرد رومی نژاد
ایسا نہو کہ وہ مرد رومی پیدایش

درین قالب افتد کہ ہرگز مباد
اس جسم مین ہو اور خدا کرے ایسا ہرگز نہو

به ارشاد برنج زند نام او
بہتر ہوا گر بادشاہ اُسکے نام مٹا دیوے

نباید کز دولت آید برنج
ایسا نہو کہ آپ کو اُس سے صدمہ پہونچے

فریبی فرستش که طاعت کند
وہ فریب دے اوسکو کہ اطاعت کرے

فریب خوش از خشم ناخوش به است
اچھا فریب برے غصے سے کہ بہتر ہے

مکن تکیه بر زور بازوی خویش
بھروسا اپنے زور بازو پر نہ کر

بر آنش میاور که کین آورد
اُسپر اُسے مستعد مت کر کہ لڑائی پر آمادہ ہو

اگر سهم شیرے بغیتد ز شیر
جب خوف بہادری کا جاتا رہتا ہے شیر سے

بناموس باید جهان داشتن
آبرو سے چاہیے سلطنت کرنا

برون آرش از دعوی همسرے
اُسکے مقابلے کے دعوے کو دل سے نکال دو

هر آن جو که بازر بود هم عیار
جو جو کہ سونے کے ساتھ تلتا ہے

بسا شیر درنده و سهناک
بہت خوفناک اور آدمی کے پھاڑ ڈالنے والے شیر

نیارد درین کشور آرام او
اِس ملک مین اوسکو رہنے نہ دیوے

که مفلس بجان کوشد از بهر گنج
کیونکہ مفلس خزانے کے واسطے جان دیتا ہی

بیک روم تنها قناعت کند
صرف ایک روم پر قناعت کرے

بر افشاندن آب از آتش به است
چھڑکنا پانی کا آگ پر بہتر ہے

نگهدار وزن ترازوی خویش
اندازہ کرلے وزن اپنے مقابل کا

سکا هن با هن کین آورد
مور جیسے لوہے پر غالب آتا ہے

خروش اشترے مغزش آرد بزیر
ایک سرکش خچر اُسکا بھیجا نکال لیتا ہی

وز انجاست ایت برافراشتن
اور بعد اُسکے ہے نشان بلند کرنا

گرین پایه یابد کند سرورے
کہ اِس مرتبے ایسا نہو کہ سرداری کرے

بنرخ زر آرندش اندر شمار
سونے کی تول مین اُسکا شمار کرتے ہین

که از نوک خاری در آید بخاک
جو ایک کانٹے کی نوک سے مرجاتے ہین

چو باکر شودے گرم کینی گنے
اگر تو ایک بچھو سے دشمنی کرتا ہے تو
بیندیش ازان نیشۂ نیشدار
اندیشہ کر اس ڈنک والے بچھو سے
جہان آنکسے راست کو ور نبرد
جہان اُسکے لیے ہے جس نے لڑائی مین
گرسنہ چو با شیر خاید کباب
بھوکا شخص جب شیر کے ساتھ کباب کھاتا ہے
زن بیگانہ گر ہست فرزند زن
غیر آدمی سے اگرچہ لڑکا ہے عورت کے
چو شد جامہ بر قد فرزند راست
جب ہو گیا کپڑا لڑکے کے بدن پہ اپنا ٹھیک
چو بالا بر آرد گیاہ بلند
جب بڑی ہو جاتی ہے نہایت گھاس
ز پند بزرگان نباید گذشت
بزرگون کی نصیحت سے درگذر نہ کرنا چاہیے
کہ چون آزمودہ شود روزگار
کہ جب آزمایا جائیگا خوب زمانہ
سگالشگری کو نصیحت شنید
جس انجام اندیش نے کہ وہ نصیحت سنی
شہ از پند آن پیر پالودہ مغز
بادشاہ اس روشن دماغ بڈھے کی نصیحت سے

مبین خرد اگر خرد بینی کنے
چھوٹا نہ جان اگر باریک بین ہے تو
کہ نمرود را گفت سر پیش دار
جس نے نمرود کا سر جھکا دیا
پی مرد نگذاشت بر ہیچ مرد
قدم مردی کا چھوڑا یعنی لڑائی نہ کی ادنی سے بھی
بفربہ ترین لقمہ آرد شتاب
موٹے سے موٹے نوالے پر دوڑتا ہے
کہ ہم جامہ گردد شود جامہ کن
جب برابری کریگا کپڑے اتار لیگا یعنی دغا کریگا
نباید دگر مہر فرزند خواست
اس سے لڑکون کی سی محبت کی امید رکھنا ہے
سہی سرو را باشد از وی گزند
درخت سرو کو اس سے تکلیف پہونچتی ہے
سخن را ورق در نباید نوشت
بات کے ورق کو الٹنا یعنی بھولنا نہ چاہیے
بیاد آیدت پند آموزگار
یاد آوینگی تجکو نصیحتین سکھانیوالے کی
در چارہ را در کف آرد کلید
تدبیر کے دروازے کی کنجی ہاتھ مین لایا
ہراسان شد از کار آن پای لغز
ڈر گیا اس ٹھوکر یعنی کام کی خرابی سے

ولیکن نخست آتش گرم را

اور لیکن دارا نے نہ بجھایا گرم آگ کو

شد از گفتہ رای زن خشمناک

بادشاہ تدبیر بتلانیوالے یعنی فرابرز سے خفا ہوا

گرہ بر زد ابروی پیوستہ را

ملی ہوئی بھوؤں میں شکنیں ڈالیں

در او دید چون اژدہا در گوزن

اسکی طرف دیکھا جیسے اژدہا بارہ سنگھے میں

کہ در من چہ نرم آہنے دیدہ

کہ مجھ میں باوصف اسقدر سختی کی کیا نرمی دیکھی تو نے

نمائے بمن مردی اہل روم

بیان کرتا ہے مجھسے بہادری رومیوں کی

بکہ برگ سازکن گیسے بادرا

گھاس کے تنکے سے روکتا ہے تو ہوا کو

عقابان بیازی و کبکان بجنگ

عقاب اور چکوروں کی لڑائی کو بازی سمجھتا ہے تو

چہ بندم کمر در مصاف کسی

کمر کیا باندھوں میں ایسے شخص کی لڑائی میں

دلیرے کند بر من آن نا دلیر

بہادری کرتا ہے مجھپر وہ بودا یعنی سکندر

سرش لیکن انگہ سر آید ز خواب

مگر سر اوسکا اوسوقت نیند یعنی غفلت سے چونکیگا

بسر کو چکے داشت آزرم را

نامردی سمجھا صلح کرنے کو

بپیچید چون مار بر روی خاک

سانپ کی طرح زمین پر پیچ و تاب کھانے لگا

کشاد از گرہ خشم سربستہ را

کھولدیا گرہ سے بندھے ہوئے غصے کو

بخشمے کہ دور افتد از سنگ درن

اس غصے کہ دور جا پڑے وزنی پتھر سے

کہ پولاد او را پسندیدہ

کہ سکندر کے فولاد کو پسند کیا یعنی اسکا لوہا مان گیا تو

رہ کورہ آتش برآری بموم

آگ کی بھٹی کی راہ موم سے بند کرتا ہے تو

ہراسانے از بید پولاد را

ڈراتا ہے بید سے فولاد کو

سر نازنینان در آید بسنگ

نازنینوں یعنی کمزوروں کا سر پتھر سے ٹوٹ جائیگا

کہ دارم کمر بستہ چون او بسی

کہ رکھتا ہوں اس ایسے بہت غلام

چو گور گر از زندہ باشنر زہ شیر

مثل گورخر کے حملہ کرنیوالے مست شیر پر

کہ شیر از تنش خوردہ باشد کباب

جب شیر اسکے جسم کی بوٹیاں کھا لیگا

دارا و کار سکندر با خاصان خویش

چو من بر سر خسروان افسرم — چه اندیشه باشد ز اسکندرم

میں جبکہ اور بادشاہوں کے سر پر تاج یعنی سردار ہوں — مجھکو سکندر سے کیا خوف ہووے

بود خایۂ مرغ سخت و گران — نه چون تیک خایسک آهنگران

انڈا مرغ کا اگرچہ بڑا اور سخت ہوتا ہے — لیکن لوہاروں کے ہتوڑے اور نہائی کی برابر نہیں ہوتا

که دانست کین کودک خرد سال — شود با بزرگان چنین بدسگال

کون جانتا تھا کہ یہ کم سن لڑکا یعنی سکندر — بزرگوں یعنے میرے ساتھ دشمنی کریگا

بآن دل قدح وردی آرد به پیش — گذارد شکوه من و شرم خویش

پہلے ہی پیالے میں تلچھٹ سامنے لاویگا یعنی دغا کریگا — میری بزرگی اور اپنی شرم کو چھوڑ دیگا

بخود ننگ را رهنمونی کنم — که پیش زبونان زبونی کنم

مجھکو اپنے اوپر اب شرم آتی ہے — کہ چھوٹوں کے سامنے کیا عاجزی ظاہر کروں

اگر خود شود غرقه در زهر مار — نخواهد نهنگ از وزغ زینهار

اگر بالفرض گھڑیال سانپ کے زہر میں ڈوبتا ہو — نہنگ مینڈک سے کبھی پناہ نہ مانگے گا

ز رومی کجا خیزد آن دست برد — که کشتی برون راند از آب شور

رومی یعنی سکندر کی یہ طاقت کہاں ہے — کہ اس آب شور سے کشتی باہر لیجا سکے

بشوراند اورنگ خورشید را — تمنا کند جای جمشید را

پریشان کرتا یعنی چھپانا چاہتا ہے وہ تخت آفتاب کو — خواہش کرتا ہے جمشید کی جگہ یعنی تخت کی

بتاراج ایران برآرد علم — برد تخت کیخسرو و جام جم

ایران کے لوٹنے کے لیے اٹھاتا ہے نشان — لیجائیگا تخت کیخسرو کا اور جام جمشید کا

شکوه کیان پیش باید نهاد — قدم در خور خویش باید نهاد

کیانیوں کے دبدبے کا لحاظ چاہیے رکھنا — اپنے لائق اپنا قدم چاہیے رکھنا

سگ کیست روباه نازورمند — که شیر ژیان را رساند گزند

لومڑی کمزور کون کتیا ہوتی ہے — کہ مست شیر کو ایذا پہونچا سکے

نوشیران بود روبہان را نوا

شیرون سے ملتا ہے لومڑیون کو کھانا

تہی دست کو مایہ واری کند

وہ مفلس جو اپنی امیری ظاہر کرتا ہے

تو خود نیک دانی کہ با این شکوہ

تو خود خوب جانتا ہے کہ بسبب اس بدی کے

بدست غلامان مستش دہم

اسکو مست غلامون کے حوالے کردونگا مین

ہژبری کہ از سگ زبونی کند

جو شیر کہ کتے سے عاجزی کرے

عقابی کہ از پشہ گیرد گریز

جو عقاب کہ ایک مچھر سے بھاگے

پلنگی کہ ترسد ز روباہ پیر

وہ چیتا کہ ڈرے بڈھی لومڑی سے

ببینی کہ فردا من پیل زور

کل تو ہی دیکھ لیگا کہ مین ہاتھی کا زور رکھنے والا

کہ باشد زبونی خراج آوری

وہ ادنی خراج گذار کون ہوتا ہے

نشیندہ بر تختگاہ کیان

بیٹھنے والا کیانیون کے تخت پر

کرا یارہ کز سر گفتگو

کسکی طاقت ہے کہ گفتگو کی راہ سے

نخندد زمین تا نگرید ہوا

نہین کھلاتی ہے زمین جبتک نہین برساتی ہے ہوا

چو لنگی ست کورا ہواری کند

مثل اس لنگڑے کے ہے جو کہ دوڑتا ہووے

ز یک طفل رومی ندارم ستوہ

ایک رومی لڑکے سے عاجزی نہین رکھتا ہون

بچوب شبانان شکستش دہم

چرواہون کی لاٹھیون سے اسکی ہڈیان تڑوا دونگا

خر پیر با او حرونی کند

ضعیف گدھا اسکے ساتھ سرکشی کریگا

گر افتادنش ہست گو بر مخیز

اگر وہ گرپڑا ہے کہہ نہ اُٹھ یعنی نہ اٹھنے دی

بسوزاد مغزش بسرسام تیر

جل جاوے دماغ اوسکا تیر کے سرسام سے

سرش چون سپارم بسم ستور

کیونکر اسکا گھوڑون کی نعلون سے کچلوا ونگا

کہ ہمسر بود با بلند افسری

کہ مقابل ہووے اونچے بڑے حاکم سے

منم تاج بر سر کمر بر میان

مین ہون جسکے سر تاج اور کمر پر پٹکہ بندھا ہے

ز من جای آبا کند جستجو

مجھسے میرے باپ کی جگہ یعنی سلطنت مانگے

کلاه کیان هم کیان را سزد
آج کیانیوں کا کیانیوں ہی کو لائق ہے
منم از تخمهٔ بهمن و پشت کے
میں اولاد بہمن اور کیانیوں کی پشت سے ہوں
ز روئین تن درع اسفندیار
اسفندیار روئین تن کی زرہ سے
اگر باز گردد به پیشینه راه
اگر بعد آجاوے اگلے طریقے پر
تو گر کشتی آرد بدریای من
اور اگر میرے دریا میں اپنی کشتی لاویگا
چو دریا بتلخی جوابش دهم
مثل دریا کے سختی سے اُسکو جواب دونگا میں
ازان بر عاصی خیان زم آب
اُس خطا کرنیوالے ابر کی ایسی آب ریزی کرونگا
ستیزنده چون روستائی بود
لڑنے والا اگر گنوار آدمی ہووے
خر از زین زر به که پالان کشد
گدھا سنہرے زین سے بہتر ہے کہ پالان کھینچے
من آن صید را کرده ام سربلند
اُس شکار کو میں ہی نے سربلند کیا ہے
تو آن مغز پوسیدهٔ سالخورد
تو اے مغز سٹھیائے ہوئے بڈھے

درین خز تن رومیان کی خزد
اس ریشمی کپڑے میں بن رومی کیونکر جاوے
چرا ترسم از رومی سست پی
کیوں رومی سست قدم سے ڈروں
بر اورنگ زرین منم یادگار
تخت زرین پر میں یادگار ہوں
بروز روشن نگردد تباه
اور بہر روز روشن تاریک نہو گا
سری بیند افتاده در پای من
سر اپنا میرے پاؤں کے نیچے پڑا ہوا دیکھیگا
ز خاکش ستانم بآبش دهم
خاک کی طرح سے لیکر اُسکو پانی میں ڈالدونگا
که نارد دگر دست بر آفتاب
کہ دوبارہ ہاتھ قریب آفتاب کے نہ لاوے
شکستن به از مومیائی بود
شکست دینا مومیائی دینے سے اُسکو بہتر ہو
که تا رخت خرنده آسان کشد
تا کہ اسباب ہلک کا آسانی سے کھینچے
فش باز در گردن آرم کمند
میں ہی پھر اُسکی گردن میں کمند ڈالونگا
ز گستاخی خسروان باز گرد
بادشاہوں کے آگے بے ادبی سے باز آؤ

نہ چابک شد این چابکی ساختن
نہ چھپا ہوا ایسی چپالاکی کرنا

چراغے بصحرا برافروختن
جنگل مین ایک چراغ جلانا

مکش جز باندیشہ خویش پاے
اپنے اندازے سے قدم باہر نہ نکال

قبا گو نہ در خورد بالا بود
وہ چپکن کہ موافق بدن کے نہ ہو

ترا فترت پیری از جاے برد
تجھکو بڑھاپے کی سستی نے جگہ سے ہٹا دیا

چو پیر کہن گردد از رہ پشت
بڈھے آدمی کی جب بہت پیٹھ جھک جاتی ہے

ز پیری نمونہ شود ہاے لغز
نمونہ بڑھاپے کا ہے پانون کا لڑکھڑانا

ز پیران دو چیز ست بازیب و ساز
بڈھون کو دو چیزین زیبا معلوم ہوتی ہین

جہان بر جوانان جنگ آزمای
جہان کو لڑنے والے جوانون کیلیے

تن ناتوان کے سواری کند
کمزور شخص کیا گھوڑے کی سواری کرسکتا ہے

سیہ بہ کہ برنا بود زانکہ پیر
سپاہ کو بڈھے ہونے سے وہ بہتر ہے کہ جوان ہو

کمندی بکوہے در انداختن
ایک پہاڑ پر ایک کمند ڈالنا

فلک را جہاندارے آموختن
آسمان کو طریقہ پادشاہی کا سکھانا

کہ ہر جوہری را پدید ست جای
کیونکہ ہر ایک جوہر کی جگہ ظاہر ہے

ہمانا کہ وزدیدہ کالا بود
بیشک چوری کی معلوم ہوگی

کہن گشت از سر راے برد
بڈھے ہو جانے نے تجھکو عقل کی راہ سے دور کر دیا

ز نیزہ عصا بہ کہ گیرد بہ مشت
نیزے سے بہتر ہے کہ لاٹھی ہاتھ مین لے

فراموش کارے در آرد بمغز
نسیان یعنی بھول دماغ مین آجاتی ہے

یکی ور ستودان یکے ور نماز
اول تو مرجانا اور دوسرے عبادت ادا کرنا

رہا کن فرد کش تو پیرانہ پاے
چھوڑ دے اور تو بڈھون کی طرح پانون سمیٹ لے

سلاح شکستہ چہ یاری کند
ٹوٹا ہوا ہتھیار کیا مدد کرسکتا ہے

میانجی کند چون رسد تیغ و تیر
کیونکہ بڈھا جب لڑائی کا وقت آتا ہی صلح کرنا چاہتا ہے

بہنگام خود گفت باید سخن
اپنے وقت پر بات کہنا چاہیے
خروسیکہ بیگہ نوا برکشید
جس مرغ نے کہ بے وقت آواز لگائی
زبان بند کن تا سر آرد بسر
زبان بند رکھ تا سر بجا لیجاوے تو
بہ بے زبان کو بخون تر بود
بہ بے زبان کے جو کہ خون مین تر ہووے
زبان بہ کہ او کام داری کند
زبان وہ بہتر ہے کہ تالو مین ہی رہے
زبان را نگہدار در کام خویش
زبان کو اپنے تالو مین رکھے رہ
زبان ترازو کہ شد راست نام
کانٹے کی سوئی کا جو سیدھا نام مشہور ہوا
چو از کام خود گامی آید برون
جب اپنے تالو سے ایک قدم باہر جاتی ہے
بسا گفتنیہا کہ باشد نہفت
بہت کہنے والی باتین جو ہون پوشیدہ
بگفتن کسی کوشد و سخت کوش
کہنے مین جو شخص بہت کوشش کرتا یعنی بکتا رہتا ہی
سخن بہ کہ با صاحب تاج و تخت
بات بہتر ہے کہ مالک تاج و تخت یعنی بادشاہ سے

کہ بے وقت برنا ورد نار بن
کیونکہ بے وقت انار کا درخت نہین پھلتا ہے
سرش را پگہ باز باید برید
صبح کو اوسکا سر کاٹ ڈالنا چاہیے
زبان خشک بہ یا گلوگاہ تر
زبان خشک بہتر ہے یا گردن رہنا خون سے
بہ ہست از زبانی کہ بے سر بود
بہتر ہے اوس زبان سے کہ بے سر کے رہے
چو کامش رسد کامگاری کند
جب اسکا موقع آوے مقصد وری کرے یعنی بولے
نفس بر مزن جز بہنگام خویش
دم نہ مار سوا اپنے وقت کے
از ان شد کہ بیرون نیاید ز کام
اس سبب سے ہوا کہ تالو سے باہر نہین نکلتی ہے
بہر سو کہ جنبد شود سرنگون
جس طرف کہ جنبش کرتی ہے سر جھک جاتا ہے
بدیگر زبان بایدش باز گفت
دوسری زبان یعنی دوسری طرح انکو بیان کرنا چاہیے
نیوشندہ را در نیاید بگوش
سننے والون کے کان مین نہین آتین یعنی نہین سنتے
بگویند سنجیدہ نگویند سخت
سنجیدہ یعنی معقول کہین سخت نہ کہین

برای دون دارا در کار سکندر با خاصان خویش

چو زانگونہ تندی بسے کرد شاہ

جب اُس طرح کی بہت خفگی کی دارا نے

خطرہاست در کار شاہان بسے

بہت خطرے بادشاہوں کی نوکری میں ہیں

چو از کینہ برفروزند چہر

جب کسی پر غصے سے منہ سرخ کریں

ہمانا کہ پیوند شاہ آتش ست

تحقیق کہ تعلق بادشاہ کا مثل آگ کے ہے

نصیحت موافق بود شاہ را

وہ نصیحت موافق ہوتی ہے بادشاہ کو

نصیحتگرے با خداوند زور

نصیحت کرنا صاحب زور یعنی بادشاہ کو

چو آگاہ گشت آن نصیحت گزار

جب سمجھ گیا وہ نصیحت کرنے والا

سخن را دگرگونہ بنیاد کرد

بات کی دوسری طرح پر بنیاد ڈالی

کہ دارای دور آشکارا توئے

کہ بادشاہ جہان کا ظاہر میں تو ہے

کہ باشد سکندر کہ آرد سپاہ

سکندر کون ہوتا ہے جو لاوے سپاہ

ترا این کلاہ آسمان دوختہ است

تیرے لیے یہ تاج آسمان نے تیار کیا ہے

پشیمان شد آن پیر و شد عذرخواہ

پچھتایا وہ بڈھا اور معافی چاہنے لگا

کہ با شاہ خویشے ندارد کسے

کیونکہ بادشاہ سے یگانگت کوئی نہیں رکھ سکتا ہے

بفرزند خود بر نیارند مہر

اپنے لڑکے پر بھی محبت یعنی رحم نہیں کرتے ہیں

باتش در از دور دیدن خوش ست

دور سے آگ کی طرف دیکھنا بہتر ہے

کہ از کبر خالے کند راہ را

جو راہ کو غرور سے خالی کرتا ہے

بود تخمے افگندہ در خاک شور

ہوتا ہے ایک بیج اوسر کی زمین میں بوتا

گر از پند او گرم شد شہریار

کہ اوسکی نصیحت سے خفا ہو گیا بادشاہ

بشیرین زبان شاہ را یاد کرد

شیرین زبانی سے بادشاہ کو یاد کیا

مخالف چہ باشد کہ دارا توئے

دشمن کیا چیز ہے جب کہ اے دارا تو ہے

زہے دارای دولت ستاند کلاہ

دارا ایسے بادشاہ سے تاج کے لے

ستارہ چراغ تو افروختہ است

ستارے نصیب تیرے کو روشن کیا ہے

کلوخیکہ با کوہ سازد نبرد
جو کنکر پہاڑ سے کرے لڑائی

درختِ کدو تا نہ بس روزگار
کدو کا درخت ہرگز نہیں بہت دنوں تک

چو گردد ز دولابۂ تاک سیر
جب انگور کے ساتھ پانی پہونچنے سے سیراب ہوجاتا ہے

کدو نیست او گردن افراختہ
وہ ایک کدو ہے گردن بلند کیے ہوے

رسن زود پوسد چو باشد گیاہ
رسّی جلد سڑ جاتی ہے جب گھاس کی ہوتی ہے

چو خورشید مشعل در آرد بباغ
جب آفتاب اپنی مشعل جہان مین روشن کرتا ہے

بہنگامِ سرپنجہ روباہِ لنگ
وقت لڑائی کے لنگڑی لومڑی

گرہ زابروِ خویش بر گوشہ نہ
شکن اپنے ابرو کے کنارے پر رکھ

باہستگی کارِ عالم برآر
آہستگی سے کام جہان کا آراستہ کر

چراغ ار بگرمی نیفروختے
چراغ اگر غصے سے نہ روشن کرتا تو

خمیر آمد و آتش اندر تنور
جب خمیر تیار ہوگیا اور تنور خوب گرم ہوگیا

بسنگے توان زد برآور دگرد
ایک پتھر سے چاہیے اُسکو توڑ ڈالنا

کند دعوی ہمسرے با چنار
کرتا ہے دعوی درختِ چنار کی برابری کا

رسن باز ور گردن آید بزیر
نٹون کی طرح گردن کے بل نیچے آتا ہے

ز ساقِ گیاہے رسن ساختہ
ایک گھاس کی جڑ سے رسّی بنائی ہوئی

دگر بار دلوش در افتد بچاہ
دوسری بار اُس سے ڈول کنوئین مین پڑتا ہے

بپروانگی پیش میرد چراغ
پروانون کی طرح چراغ اُسکے آگے بجھ جاتا ہے

چگونہ نہد پای پیش پلنگ
کیونکر بڑھا سکتی ہے قدم آگے چیتے کے

کہ در گوشہ بہتر کمان را گرہ
کہ گوشے مین کمان کے گرہ بہتر ہے

کہ در کار گرمی نیاید بکار
کہ لڑائی مین غصہ کام نہین آتا ہے

نہ خود را نہ پروانہ را سوختی
نہ آپ کو نہ پروانے کو جلاتا تو

نباشد زنان تا دہان راہ دو
پھر روٹی منہ مین جانے کیلیے کچھ دیر نہ

شکیب آورد بندہا را کلید | شکیبندہ را کس پشیمان ندید
صبر لاتا ہے مشکلون بہت کی کنجی | صبر کرنے والے کو کسی نے پچھتاتے ہوئے نہ دیکھا

نہ نیکوست شطرنج بد باختن | فرس در تگ و فیل در تاختن
بہتر نہین ہے ایسی بُری شطرنج کھیلنا | کہ گھوڑے کی چال ہے اور ہاتھی دوڑاتا ہے

بسا رود گز زخمہ کردن شکست | کہ تا زخمۂ رودی آرد بدست
بہت باجے باجا بجانے سے ٹوٹ گئے | تب باجا بجانا ہاتھ مین لایا یعنی حاصل ہوتا ہے

تو شاہی قیاس تو افزون کنم | حساب تو با دیگران چون کنم
تو شہنشاہ ہے تیرا مرتبہ بڑھاتا ہون مین | تیرا مقابلہ اورون کے ساتھ کیونکر کرون مین

بہ تعظیم دارا جہاندیدہ مرد | بسی زین نمط داستان یاد کرد
دارا کی تعظیم کے لیے اس مرد جہاندیدہ نے | اس طرح کی بہت باتین بیان کین

جہاندار دارای جوشیدہ مغز | نشد نرم دل زان سخنہای نغز
بادشاہ دارا جسکے دماغ مین غصہ بھرا تھا | نرم دل نہ ہوا ان پسندیدہ باتون سے

دران تندی و آتش افروختن | کزو خواست مغز سخن سوختن
اوس تیزی اور آگ جلانے مین | کہ اوس سے چاہتا تھا مغز سخن کا جلانا یعنی مطلب فوت کرنا

طلب کرد کاید ز دیوان دبیر | بکار آورد مشک را بر حریر
بلایا کہ کچہری سے دیوان یعنی منشی آوے | مشک کو کام مین حریر کے لاوے یعنی خط لکھے

دبیر نویسندہ آمد چو باد | نوشت آنکہ دارا برو کرد یاد
منشی لکھنے والا آیا مثل ہوا کے یعنی فوراً آیا | لکھا جو کچھ دارا نے اوسے یاد دلایا

روان کرد کلک سیہ رنگ را | ببرد آب مانی و ارژنگ را
روان کیا یعنی چلایا سیہ رنگ قلم کو | لے گیا آبرو مانی اور ارژنگ کی

یکی نامہ نغز پیکر نوشت | بنغزی بکردار باغ بہشت
ایک خط پسندیدہ صورت کا لکھا | پسندیدگی سے مانند باغ بہشت کے

سخنهای از تیغ پولاد تر
باتین تیغ فولادی سے زیادہ سخت

زبان از سخن سخت بنیاد تر
زبان باتون سے سخت بنیاد زیادہ

چو شد نامه نغز پرداخته
جب وہ پسندیدہ خط لکھکر تیار ہوگیا

بر و مهر شاهانه شد ساخته
اوسپر مہر بادشاہی کردی گئی

رسانندهٔ نامهٔ خسروان
پہونچانے والا خط بادشاہون کا یعنی ایلچی

ز دارا بسکندر آمد دوان
دارا کے پاس سے سکندر کی طرف دوڑا

بدو داد نامه چو سر باز کرد
اوسکو دیا خط جب سکندر نے کھولا

دبیر آمد و خواندن آغاز کرد
منشی آیا اور اوسنے پڑھنا شروع کیا

بده ساقی آن جام جمشید را
دے ساقی اوس جام جمشید کو

شب تیره رخشنده خورشید را
آفتاب کی طرح اندھیری رات کو چمکانیوالی

می کز فروغش شب زاغ چهر
وہ شراب کہ اوسکی روشنی سے رات سیاہ چہرہ

ستاره عقیقی کند بر سپهر
ستارہ کام عقیق کا کرے آسمان پر

نامهٔ دارا با سکندر بتهدید و عتاب

خط دارا کا طرف سکندر کے دھمکی اور خفگی سے

بنام بزرگ ایزد دادبخش
شروع ساتھ نام خدا بزرگ عادل کے

که ما را ز هر دانش او داد بخش
کہ ہمکو ہر عقل سے اوسنے بہرہ بخشا

خداوند روزی ده و دستگیر
صاحب روزی دینے والا اور مدد کرنیوالا

پناهنده را از در او ناگزیر
پناہ چاہنے والے کو اوسکے دروازے کی سوا چارہ نہیں ہے

فروزندهٔ کوکب تابناک
روشن کرنے والا روشن ستارون کا

منور کن مردم از تیره خاک
روشن کرنے والا پتلی آنکھ کا سیاہ خاک سے

توانا و دانا بهر بودنے
قادر اور جاننے والا ہر شدنی بات کا
از و هر زمان روح را مایهٔ
اوس سے ہر وقت روح کو ایک قوت
یکی را چنان تنگی آرد پیش
ایک کے آگے ایسی تنگی یعنی محتاجی لاتا ہے
یکی را بدست افگند کوه گنج
ایک کے ہاتھ میں دیتا ہے پہاڑ خزانی کا
نشاید سر از حکم او تافتن
نہیں چاہیے سر اوسکے حکم سے پھیرنا
نه آنکس گنه کرد کو رنج یافت
نہیں اوس شخص نے گناہ کیا جسنے کہ رنج پایا
کند هر چه خواهد بر و حکم نیست
کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اوسپر کسی کا حکم نہیں ہے
درود خدا باد و بر بندهٔ
درود خدا کا ہو اوس بندے پر
چه سود است کین قوم ناحق شناس
کیا فائدہ ہے کہ یہ قوم خدا کو نہ پہچاننے والی
بجایکه بد خواه خونے بود
جس جگہ کہ دشمن خونی ہوتا ہے
نکو داستانی زد آن شیر مست
اچھی داستان بیان کی اوس شیر مست نے

گنه بخش و بسیار بخشودنے
گناہ بخشنے والا اور لائق بہت بخشش کرنیکے
خرد و را دگرگونه پیرایهٔ
عقل کو دوسری طرح کی آرایش
که نانی نه بیند در انبان خویش
کہ ایک روٹی اپنی جھولی میں وہ نہیں پاتا
نسنجیده امید بر کوه سنج
بغیر تولے سوے ڈھیر دن دیتا ہے
جز او جائگی کے توان یافتن
سوا اوسکے کوئی حاکم کب ممکن ہے پانا
نه سعیی نمود آنکه او گنج یافت
نہ اوس شخص نے کوشش کی جس نے کہ خزانہ پایا
که جان دادن و کشتن او را یکیست
کیونکہ جان دینا اور مار ڈالنا اوسکے نزدیک ایک ہے
که افگنده شد با سر افگندهٔ
کہ عاجز ہو گیا ہر ایک عاجزے
کنند آفرین را بنفرین قیاس
کرین تعریف کو ملامت پر قیاس بس
تو اضع نمودن زبونے بود
عاجزی کرنا بُرائی ہوتا ہے
که باز بر دستان مشو زیر دست
کہ کم زوروں سے عاجز مت ہو

نامه دارا با سکندر تهدید و عتاب

تو ای طفل ناپختہ و خام رای
تو اے لڑکے ناتجربہ کار اور بے عقل
بسہم پنجگی با منت یار کو
میرے مقابلے مین تیرا مددگار کون ہووے گا
چو کژدم بوی مار خوئی کنی
جب بچھو ہو کر تو سانپ کی عادت اختیار کرتا ہے
اگر کردی این خوی ماران رہا
اگر کی تو نے یہ عادت سانپون کی چھوڑنا
چنانت دہم مالش از تیغ تیز
تجھکو ایسی تنبیہ دونگا مین تیز تلوار سے
بر خشندہ آذر باستا و زند
قسم روشن آگ کی قسم استا اور زند کی
بیزدان کہ آہرمنش دشمن ست
قسم خدا کی کہ شیطان اوسکا دشمن ہے
بروم اندر آرم ز گرد سپاہ
روم مین لاؤنگا سپاہ اور اوسکی گرد سے
کہ از روم و رومی نمانم نشان
بلکہ روم اور رومیون سے نشان رہنے دونگا نہین
ترا آن بہ ای سرور رومیان
تجھکو وہ بہتر ہے اے رومیونکے سردار
گرفتم ہمہ آہن آری ز روم
فرض کیا مین نے تمام لوہا یعنی ہتیار روم سے تو لاویگا

مزن پنجہ با شیر جنگ آزمای
پنجہ مت کر لڑائی آزمانے والے شیر سے
سپاہت کجا و سپہدار کو
سپاہ تیری کہان اور سردار کون ہے
کہ با اژدہا جنگ جوئی کنی
کیون اژدہے کے ساتھ لڑتا ہے تو
وگرنہ من و تیغ چون اژدہا
نہین تو مین اور میری تلوار اژدہے کی ایسی
کہ یا مرگ خواہی ز من یا گریز
کہ یا موت مانگیگا تو مجھسے یا بھاگیگا
بخورشید روشن بچرخ بلند
قسم آفتاب روشن کی قسم آسمان بلند کی
بزردشت کو خصم آہرمن ست
قسم زردشت کی کہ وہ دشمن شیطان کا ہے
کنم چشم خورشید روشن سیاہ
آفتاب روشن کی آنکھ تاریک کردونگا مین
شوم بر سر ہر دو آتش فشان
دونون کے سر پہ آگ برساؤنگا مین
کہ بندی چو بندد بخدمت میان
کہ غلام مسلمان کے خدمت کیلیے کمر باندھے تو
ور آتشکدہ ماچہ آہن چہ موم
میرے آتشکدے مین کیا لوہا اور کیا موم سب گلجاویگا

زرومی چه برخیزد و لشکرش
رومی یعنی سکندر اور اوسکے لشکر سے کیا ہو سکتا ہی

گر آری بجز داربا درع و ترگ
اگر لاوے تو ڈھیرون خود اور چلتے

مگر تیر ترکان یغماے من
لیکن تیر میرے یغما کے ترکون کا

سری کو کہ سر بخشِ دارا کنے
وہ خیال کہان ہے کہ بڑا حصہ دارا کا لگایا تونے

کمان بشکنی پر بریزی ز تیر
کمان توڑ ڈالی اور تیر سے پر نکال ڈال

وگرنہ چنانت دہم گوش پیچ
نہین تو ایسے تیرے کان اینٹھونگا مین

حذر کن ز خشم جگر جوشِ من
پرہیز کر میرے کلیجہ جوش دینے والے غصے سے

بخرگوش خفتہ مبین زینہار
خرگوش کے سونے کیطرف ہرگز مت خیال کر

ببین شیر گردون جہان چون گرفت
دیکھ کہ آسمان کے برج اسد نے جیسکہ فلک ہے جہان کیونکر لیا

توانم کہ من با تو ای خام خوی
جانتا ہون مین کہ اے ناقص عقل تیرے ساتھ

ولیک این مثل راست باشد کہ شاہ
لیکن یہ مثل سچ ہے کہ بادشاہ کے لیے

بپای ستوران برم کشورش
گھوڑون کے سم سے اوسکا ملک پامال کرونگا مین

کجا باشدت برگ یک بید برگ
کہان ہو تیرے پاس سامان ایک نیزہ روکنی کا

نخوردی کہ تندی بیوغمای من
نہین کھایا ہے تونے کہ میرے مقابلہ پر تیز ہے تو

بہ از پیش دارا مدارا کنے
بہتر ہے کہ آگے دارا کے نرمی کرے تو

زرہ در نوردی بپوشی حریر
زرہ لپیٹ رکھے تو اور حریر کی کپڑے پہن لے

کہ دانی تو ہیچی و کمتر ز ہیچ
کہ تو بھی جانیگا کیونکہ تو ہیچ ہے بلکہ ہیچ سے بھی کم ہے

مباش ایمن از خوابِ خرگوش من
بخوف نہو جانا میری خواب خرگوش یعنی دانستہ غفلت سے

کہ چندانکہ خسپد دود وقتِ کار
کہ جتنا سوتا ہے اوتنا ہی دوڑتا ہے وقت ضرورت کے

کہ خرگوش با ماہ گردون گرفت
بلکہ خرگوش یعنی برج منقش کو ساتھ چاند آسمان کے لیا

کنم پختگی گردم آزرم جوی
بزرگی پر اپنی لحاظ کرون اور تجھسے صلح کرون

بہ از وقتِ خواری در افتد بچاہ
بہتر ہے ذلت کے وقت سے کہ کنوئین مین گر پڑے

نامه دارا با سکندر بتهدید و عتاب

بده جزیه از بابر کینه را
خراج دے اور ہمسے دشمنی موقوف کر

قلم درکش رسم دیرینه را
قلمزد نہ کر پرانے نقش کو

نشاید همه سال گر کینه دوخت
ہمیشہ نہین چاہیے پوستین سینا

خز و رشته یکبار باید فروخت
ریشم اور روئی کبھی بیچ ڈالنا بھی چاہیے

مزن رخنه در خاندان کهن
وہتبہ مت لگا ڈیڑھی یعنی فیلقوس کے خاندان مین

تو در رخنه باشی و لیری مکن
تو ہی بدنام ہوگا اس سے بہتر کہ دلیری مکر

بجائی میاور که جنبم زجای
مجھکو اس بات پر آمادہ نہ کر کہ اوٹھون اپنی جگہ سے

ندارد پر پشه بر پیل پای
نہین رکھتا ہے پر مچھڑ ہاتھی کے پانون پر

بملک خدا داده خرسند باش
خدا کے دیے ہوے ملک پر خوش رہ

مکن پر آهنی چنگ شیران تراش
مت کر لوہے کے چنگل سے شیرون سے مقابلہ

کلاغی تگ کبک درگوش کرد
ایک کوے نے ہنس کی چال سیکھی

تگ خویشتن را فراموش کرد
اپنی چال کو بھول گیا

بسا نزا انجمن کا نجم آمد فراز
مجلس شورے کے لیے ترتیب دے کہ ستارہ بلند ہوا

فرشته در آسمان کرد باز
فرشتون نے دروازہ آسمان کا کھول دیا

ندانم که دیهیم کیخسروی
نہین جانتا ہون کہ تاج کیخسروی یعنی کیانیون کا

ز فرق که خواهد گرفتن نوی
کس کے سر سے رونق پکڑے گا

زمانه کرا کار سازی کند
زمانہ کسکا کام بنادے یعنی کس سے موافقت کرے

ستاره بجان که بازی کند
ستارہ کسکی جان کے ساتھ بازی کرے گا

زخاکی که بر آسمان افگنی
وہ خاک کہ آسمان پر پھینکتا ہے تو

سر و چشم خود را زیان افگنی
اپنے ہی سر اور آنکھون کا نقصان کرتا ہے تو

منم سر دگر سروران پا و دست
مین ہون سر دوسرے سردار پانون اور ہاتھ

سر خویشتن را چه باید شکست
سر اپنا اونکو توڑ ڈالنا ہرگز نہ چاہیے

طپانچه بر اعضای خود میزنے
تھپڑ آپ اپنے جوڑون پر مارتا ہے تو

سر تیشه بر پای خود میزنی
سر بسولے کا اپنے پانون پر مارتا ہے تو

غرور جوانی بر آن آردت
غرور جوانی کا اوس پر لاتا ہے تجھکو

که گردن بشمشیر من خاردت
کہ گردن میری تلوار سے کھجلاوے اپنی

خلافم نه تنها ترا کرد پست
میری دشمنی نے صرف تجھی کو پست نہین کیا

بسا گردنان را که گردن شکست
بہت پہلوانون کی گردنین توڑ ڈالین

مرا زیبد از خسروان عجم
مجھکو زیب دیتا ہے عجم کے پادشاہون سے

سر تخت کاوس و اکلیل جم
سر تخت کاوس کا اور تاج جمشید پادشاہ کا

بسختی کشی سخت چون آهنم
سختی کھینچنے مین مثل لوہے کے سخت ہون

که از پشت شاهان روئین تنم
کیونکہ پادشاہان روئین تن کی پشت سے ہون

ز باران کجا ترسد آن گرگ پیر
مینھ سے کہان ڈرے وہ بڈھا بھیڑیا

که گرگینه پوشد بجای حریر
کہ گرگینہ پہنے بجائے حریر کے

ز دارنده نتوان ستد بخت را
نصیبے ور سے نصیبہ ممکن نہین ہے چھین لینا

نشاید خرید افسر و تخت را
نہین ممکن ہے مول لینا تاج اور تخت کو

گر اسفندیار از جهان رخت برد
اگر اسفندیار جہان سے کوچ کر گیا

نسب نامهٔ خود به بهمن سپرد
اپنی جگہہ بہمن کو سونپ گیا

وگر بهمن از پادشاهی گذشت
اور جب بہمن پادشاہی سے گذرا

جهان پادشاهی بمن بازگشت
پادشاہی جہان کی میری طرف راجع ہوئی

بجز من که دارد که کارزار
میرے سوا کون رکھتا ہے لڑائی کی قوت

دل بهمن و زور اسفندیار
جرأت بہمن کی اور زور اسفندیار کا

بمن ختم شد بازوی بهمنے
مجھپر بہمن کے بازو کا خاتمہ ہوا

که اسفندیارم بروئین تنے
بلکہ روئین تن ہونے سے اسفندیار ہون مین

نامهٔ دارا با سکندر تهدید و عتاب

نامہ دارا باسکندر بتہدید و عتاب

نژادہ منم دیگران زیر دست
میری اصل درست ہے دوسرون کی کمزور

در اندازہ من غلط بودہ
میرے قیاس مین تونے بڑی غلطی کی ہے

خداوند ملکم بہ پیوند خویش
مین مالک ملک کا ہون اپنے سلسلہ آبا و اجداد سے

پشیمان کنون شو کہ چون کار بود
ابھی سے پشیمان ہو کیونکہ جب کام ہو گیا

جوانی مکن گرچہ ہستی دلیر
غرور مت کر ہرچند کہ تو دلیر ہے

درشتی رہا کن بنرمی گرای
سختی چھوڑ دے نرمی کی طرف توجہ کر

بہ تندی بغارت برم کشورت
تیزی کرنے سے تیرا ملک لوٹ لونگا مین

من از ساکنی ہستم آن کوہ سنگ
مین اپنے سکون سے وہ بھاری پہاڑ ہون

صف لشکرت گر شود دشمنم
تیرے لشکر کا پرہ اگر میرا دشمن ہو جاوے

مجنبان مرا تا نجنبد زمین
مجھکو جنبش مت دے تاکہ زمین کو زلزلہ نہ آوے

چو خوانندۂ نامۂ شہریار
جب دارا کا خط سکندر کے خط پڑھنے والے نے

نژاد کیان را کہ یارد شکست
کیانیون کی اولاد والونکو کون شکست دیسکتا ہی

کہ بازوی بہمن نہ پیمودہ
کہ بازو بہمن کے نہین ناپے ہین تونے

مشو عاصی اندر خداوند خویش
گنہگار مت بن اپنے مالک کے سامنے

ندارد پشیمانی آنگاہ سود
اوس وقت پچھتانا مفید نہین ہوتا ہی

منہ پای گستاخ در کام شیر
قدم بیباکی شیر کے منہ مین مت رکھ

ز جایم مبر تا بمانی بجای
اپنی جگہ سے مجھے جنبش نہ دے کہ تو بھی اپنی جگہ قائم رہ

بخواہش و ہم کشور دیگرت
مانگنے سے تجھکو اور ملک بھی دونگا مین

کہ در جنبش آہستہ دارم درنگ
کہ جنبش مین دیر کرتا ہون آہستہ آہستہ

اگر کوہ آہن بود بشکنم
اگر لوہے کا پہاڑ بھی ہو تو توڑ ڈالونگا مین

ہمین گویمت باز گویم ہمین
یہی پھر مین تجھسے مکرر کہتا ہون مین

بپرداخت آن نامہ چون نگار
بخوبی پڑھکر سنایا اوس خط کو جو اسمین منقوش تھا

سکندر بفرمود کاغذ و شتاب

سکندر نے حکم دیا کہ جلد قلم دوات کاغذ لاوے

دبیر قلمزن قلم برگرفت

لکھنے والے منشی نے فوراً قلم اوٹھایا

جوابی نبشت آنچنان دلپسند

جواب اوس منشی نے ایسا دلپسند لکھا

چو سربستہ شد نامۂ دلنواز

جب سربمہر ہوگیا وہ خط پسندیدہ

دبیر آمد و نامہ را سر کشاد

منشی آیا اور اوسنے سرنامے کا کھولا

فرو خواند نامہ ز سر تا بہ بن

پڑھکر سنایا خط کو شروع سے آخر تک

بیا ساقی از بہر دفع خمار

آؤ اے ساقی واسطے دور کرنے خمار کے

ازان می کزو شادمانی کنم

وہ شراب کہ جس سے خوش ہوجاوین

سرائی نبشتہ نوید جواب

موافق لکھے ہوے کے جواب لکھدے

ہمہ نامہ در گنج و گوہر گرفت

تمام خط مین خزانہ اور موتی بھردیے

کہ بوسید دستش سپہر بلند

کہ آسمان بلند نے اوسکے ہاتھ چوم لیے

رسانندہ را داد تا تیز و باز

قاصد کو دیا تاکہ جواب واپس لیگیا

ز ہر نکتہ صد گنج را در کشاد

ہر ایک باریکی سے صدہا خزانون کے دروازے کھولے

بر آمودہ چون دُر سخن در سخن

بھری ہوئین موتی کی لڑیونکی طرح باتین

دوائی دل دردمندان بیار

دوا دردمندون کے دل کی سامنے لاؤ

اگر چند مستم جوانی کنم

ہر چند کہ مست ہون اور جوانی کرونین

جواب نامۂ سکندر بدارا

جواب دارا کے خط کا سکندر کی طرف سے

سر نامہ نام جهاندار پاک

خط کے شروع پر نام خدائے تعالے کا

بر آرندۂ رستنیہا ز خاک

جو ہے پیدا کرنیوالا روئیدگیون کا خاک سے

جواب نامۂ سکندر بدارا

بلندی ده آسمان بلند
بلندی دینے والا آسمان بلند کا
کشاینده دیدهٔ هوشمند
کھولنے والا دیدۂ عقلمند کا

جهان آفرین وز جهان بی نیاز
جہان کا پیدا کرنے والا اور جہان سے بےغرض
بهنگام بیچارگی چاره ساز
وقت بیچارگی کے تدبیر بتلانے والا

زمین را بمردم بر آراست چهر
زمین کا آدمیون سے آراستہ کیا چہرہ
کمر بست گردش ز گردان سپهر
کمر باندھی گردش کی گھومنے والے آسمان نے

نیام زمین را ز شمشیر آب
زمین کے نیام کو پانی کی تلوار سے
بر افروخت چون چشمهٔ آفتاب
روشن کیا مثل چشمۂ آفتاب کے

خداوند بی نسبت بندگی
مالک بے نسبت بندگی کے
نه پری ورونه پراگندگی
نہ جمعیت اوسمین ہے نہ پریشانی

یکی کو نماننده هر یکی ست
ایک کہ وہ نہین مشابہ کسی ایک سے ہے
همه هستی از ملک او اندکی ست
تمام ہستی اوسکے ملک سے تھوڑی ہے

قوی حجت از هرچه گیری شمار
جس چیز سے کہ شمار کرے تو اوسکی دلیل بڑی درست ہے
بری حاجت از هرچه آید بکار
بے پرواہ اون حاجتون سے جنکی ضرورت ہوتی ہے

مرا او ترا مایه باید نخست
مجھکو اور تجھکو پہلے وہ اسباب چاہیے ہین
که تا زو بسازیم چیزی درست
تاکہ اس سے کوئی اچھی چیز بنا سکین ہم

هر آنچه آفرید او باسباب نیست
جو کچھ پیدا کیا اوسنے اسباب سے نہین ہے
بدریافتش عقل را باب نیست
اوسکے دریافت کرنے مین عقل کو دخل نہین ہے

خرد دانش آموز تعلیم اوست
عقل عقل سیکھی ہوئی اوسکی تعلیم کی ہے
دل از داغداران تسلیم اوست
دل اوسکی تسلیم کے داغ رکھنے والون سے ہے

پر از حکمت و حکم او شد جهان
اوسکی حکمت اور اوسکے حکم سے جہان بھر گیا
بحکم آشکارا بحکمت نهان
حکم سے ظاہر ہے حکمت سے پوشیدہ

فرشته وشان زاد درین ساده دشت

فرشته صفتون یعنی اولیا وانبیا کو اس ساده جنگل مین

دل و دیده را روشنائی ازوست

دل اور دیدے کو روشنی اسی سے ہے

ز فرمان او نیست کس را گزیر

اوسکے حکم سے کسی کو گریز نہین ہے

مرا گر کند در جهان تاجدار

مجھکو اگر جہان مین بادشاہ کرے

تو نیز ای جهاندار فیروز بخت

تو بھی اے فتحمند بادشاہ

خدا دادت این چیره دستی که هست

خدا نے دی تجھکو یہ قوت کہ ہے

سپاس خدا کن که بر ناسپاس

شکر خدا کا کر کہ ناشکرے شخص پر

مبادا بهشیاری و بیهشی

مت ہو جیو ہوشیاری اور بیہوشی مین

مرا گر خداوند یاری دهد

مجھکو اگر خداے پاک مدد دیوے

توانم که گردن فرازی کنم

ممکن ہو کہ گردن بلند کرون مین

به تیغ افسر و گاه خواهم گرفت

تلوار سے تاج اور تخت لے لونگا مین

ازو آمدن هم بدو بازگشت

اوسیکی طرف سے آنا اور اوسیکی طرف پھر جانا

مرا و ترا پادشائی ازوست

میری اور تیری پادشاہی اوسی سے ہے

خدا اوست ما بنده فرمان پذیر

وہ مالک ہے ہم اوسکے حکم قبول کرنیوالے بندے

عجب نیست از بخشش کردگار

تعجب نہین ہے خدا کی بخشش سے

نه از مادر آورده تاج و تخت

مان کے پیٹ سے تاج اور تخت تو نہین لایا ہے

مشو با خداوادگان چیره دست

مت ہو غالب خداداده لوگون پر

نگویند نام دلیرند شناس

تعریف نہین کرتے ہین دیندار لوگ

کسی راز فرمان او فرمشی

کسی کو اوسکے حکم سے فراموشی

عجب نیست گر شهریاری دهد

عجب نہین ہے اگر بادشاہی عطا کرے

بشمشیر با شیر بازی کنم

تلوار سے شیر کے ساتھ لڑون مین

بدین اژدها ماه خواهم گرفت

اژدہے یعنی تلوار سے چاند یعنی دارا کو نگل جاونگا مین

جواب نامهٔ اسکندر بدارا

جواب نامۂ سکندر بدارا

نخواندی ز تاریخ جمشید شاه — که آن اژدها چون فرو برد ماه

نہیں پڑھا ہے تونے جمشید بادشاہ کی تاریخ سے — کہ وہ اژدہا یعنی ضحاک کیونکر اوس چاند کو نگل گیا

فریدون بآن اژدها پاره مرد — هم از قوت اژدهائی چه کرد

فریدون نے اوس اژدہے کی قوت مرد سے — اسی اژدہے کی قوت یعنی تلوار سے کیا کام کیا

بدارندهٔ آسمان و زمین — کز و مایه دارد همان و همین

قسم رکھنے والے آسمان اور زمین کی — کہ اوسی سے قوت رکھتے ہیں وہ اور یہ

خدائی کز و هر که آگاه نیست — خرد را بآن بخرد راه نیست

ایسا خدا کہ اوس سے جو شخص واقف نہیں ہے — عقل کا اوس بیعقل کے دماغ میں گذر نہیں ہے

براه نیاکان پیشین ما — که بودند پیغمبر دین ما

قسم طریق آبا اور اجداد ہمارے کے — جو تھے پیغمبر ہمارے دین کے

بصحف براهیم ایزد شناس — کز آن دین کنم پیش یزدان سپاس

قسم صحیفوں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی — کہ اوس مذہب سے آگے خدا کے شکر کرتا ہوں میں

که گر دست یابم بایرانیان — برم دین زرتشت را از میان

کہ اگر غالب ہوں میں ایرانیوں پر — قطع کردوں میں درمیان سے یعنی مٹادوں میں دین زردشت کو

نه آتش گذارم نه آتشکده — شود شهر وا ز دستم آتش زده

نہ آگ باقی رہنے دوں میں نہ آتشکدے — وہ شہر میرے ہاتھ سے جلکر خاک ہوجائیں گے

چنین رسم پاکیزه و راه راست — ره ما و رسم نیاکان ماست

ایسا طریقہ پاک اور راہ سیدھی — راہ ہماری اور طریقہ آبا و اجداد ہمارا ہے

بر این مشک خاشاک نتوان فشاند — که بوی خوش مشک پنهان نماند

اس مشک پر کوڑا ڈالنا بیجا ہے — کیونکہ خوشبو مشک کی پوشیدہ نہ رہیگی

کسی راست خرما ز نخل بلند — که بر نخل خرما رساند کمند

چھوہارے اوس شخص کے لیے ہیں درخت بلند سے — جو چھوہارے کے درخت پر ڈالے کمند

به بستان گلی راست گردن دراز
باغ مین اوس پھول کی گردن بلند ہوتی ہے

که بوئی و رنگی دهد دلنواز
جو خوشبو دیتا ہے اور رنگ بھی اوسکا دلکو اچھا معلوم ہوتا ہے

ز گوران سرافراز گوری بود
گورون مین وہ گور سب سے بڑا ہوتا ہے

که با کُلیش دست زوری بود
که بارجود نر ہونیکے اوسمین کچھ طاقت بھی ہوتی ہے

ز شیران همان شیر خونریزتر
شیرون مین سے وہ شیر زیادہ خونی ہے

که دندان و چنگش بود تیزتر
جسکے دانت اور چنگل بہت تیز ہوتے ہین

دو شیر گرسنه ست و یکران گور
جبکہ دو بھوکے شیر ہین اور گور کی ایک ران موجود ہے

کباب آنکسی راست کو راست زور
کباب اوسکے ہین یعنی وہ کھائیگا جو طاقتور ہوگا

دو پیلان خرطوم در هم کشان
دو ہاتھی اپنے اپنی سونڈون کو باہم لڑائیوالے

ز هر دو یکی بر دخواهد نشان
دونون مین سے ایک غالب اوٹھائیگا

تو مردی و من مرد وقت نبرد
تو بھی مرد ہے اور مین بھی مرد ہون لڑائی کے وقت

ز مردی پدید آید از مرد مرد
جو مرد ہوگا اوس سے پیدا ہوگی بہادری

من آنگه عنان باز پیچم ز راه
مین راہ سے اپنی باگ اوسوقت موڑونگا

که یا سر دهم یا ستانم کلاه
جبکہ سر کٹوا دونگا یا دوسرے کا تاج چھین لونگا

چه پنداشتی در جهان نیست کس
کیا تو جانتا ہے کہ جہان مین کوئی نہین ہے

جهاندار تنها تو باشی و بس
صرف توہی بادشاہ ہے اور باقی خیریت ہے

بهر زیر برگی نشانده ایست
ہر درخت کے ایک چھپنے والا

بهر منزلی راه پاینده ایست
ہر ایک منزل کا ایک واقفکار بھی ہے

بیاری چو من مهره بازی مکن
مجھ ایسے سانپ کے ساتھ زیب نہ کر

ستیزه میاور و نیرنگ سازی مکن
لڑائی کر اور بہت مکاری نہ کر

ز ملک من اقطاع من میدهی
میرے ہی ملک سے مجھکو تو جاگیر دیتا ہے

برات سهیل از یمن میدهی
حصہ سہیل کا ملک یمن کو تو دیتا ہے

جواب نامهٔ سکندر بدارا

جواب نامۂ سکندر بدارا

بشیر آب دادن نشاید بمیش
بھیڑ کو شیر کا پانی دینا بیکار ہے

مزن بیش ازین لافِ گردنکشی
آگے اس سے ڈینگ غرور کی نہ مار

بیارام و تندی رہا کن ز دست
ٹھہر اور بڑھ بڑھکر باتیں کرنا چھوڑ دے

ہمان شیشۂ می کہ داری بچنگ
وہی شراب کا شیشہ کہ تو ہاتھ میں لیے ہے

جہانی چنین پر ز نفطِ سپید
جہان میں تیری ظلم سے ایسا روغن بھر گیا ہے

بر آسودگی عیش خود میگذار
تو عیش اور آرام میں اپنی گذر کیے جا

یکی داد باغی بہ بے توشۂ
مثلاً ایک شخص ایک غریب کو ایک باغ دیتا تھا

ز بوئی تر ز من صیدی آور بزیر
مجھسے زیادہ کسی شکار کو تو دبا لے

بشاخی چہ باید در آویختن
اوس شاخ میں لٹکنے سے کیا فائدہ ہے

تمنای شہ آنگہ آید بدست
آرزو بادشاہ یعنی اپکی اوسوقت پوری ہو سکتی ہے

چہ باید غروری بر آراستن
کیا ضرور ہے اسقدر غرور کرنا

کہ باید در و قطرۂ خون خویش
کیونکہ وہ اسمین اپنے خون کا قطرہ پاویگی

کہ خاکی بگوہر نہ از آتشے
کہ خاک ہی سے تیری پیدایش ہے آگ میں سے نہیں ہے

کہ الماس زار زیر باید شکست
کیونکہ ہیرا رانگے سے ٹوٹ سکتا ہے

نگہدار و مستیز با خارہ سنگ
بچائے رکھ اور سنگ خارا سے مت لڑاؤ

ز طوفان آتش نگہدار بید
پس آگ کے طوفان سے اپنے بید کو بچائے رکھ

جہانجوی را با جزیرہ چہ کار
بادشاہ یعنی تجھکو جزیرے سے کیا مطلب ہے

ندادش ز باغ آن دگر خوشۂ
اور دوسرے نے اوس باغ سے ایک بالی کیسکو نہ دی

کہ چربی نہ خیزد ز پہلوی شیر
کیونکہ شیر کے پہلو کا گوشت کھا کر موٹے ہونیکی امید کر

کہ نتوان از و میوہ ریختن
جس سے کچھ میوہ نہیں گرتا ہے

کہ بر روی دریا توان پل بست
جب کہ بحر اعظم پر پل بندھ جاوے

بہر جای خویش آرزو خواستن
بلکہ بیجا آرزو کرنا یعنی جسکی نباہ امید نہو

چو بہمن جوانے بر آن آروت
بہمن کی طرح غرور تجھکو اُسپر آمادہ کرتا ہے

زند دیو راہت چو اسفندیار
شیطان تجھکو مثل اسفندیار کے گمراہ کرتا ہے

چو با دیو دارد سلیمان نشست
جب سلیمان بادشاہ دیو مین بیٹھتا ہے

بترس از غلط کاری روزگار
خوف کر زمانے کی دہوکا دینے سے

حسابے کہ با خود برانداختے
جو حساب کہ اپنے دلمین لگایا ہے تونے

عنان باز کش زین تمنای خام
باگ پھیرلے اس غیر ممکن آرزو سے

ز زنگی نہ آدمے خوار تر
نہ تو زنگیون سے زیادہ آدم خوار ہے

ببین تا بہنگام کین گسترے
دیکھ کہ مین نے لڑائی کے وقت

مدارا کن از کین گشتے باز گرد
صلح کرلے اور لڑائی سے پھر جا

ز من بستم اول باین کین کمر
مین نے پہلے اس کینے پہ کمر نہین باندھی ہے

بخونریز من لشکرے ساختی
میری خونریزی کے لیے ایک لشکر تیار کیا تونے

کہ تند اژدہائے بیازاروت
کہ کوئی سخت اژدہا تجھکو کاٹ کہاوے

کہ با رستم آید سوی کارزار
کہ رستم کے مقابلے مین لڑائی کیلیے آتا ہے

کند یاوہ انگشتری راز دست
اوسکو بیفائدہ انگوٹھی ہاتھ سے نہ اتارنا چاہیے

کہ چون ما بسے را غلط کرد کار
کیونکہ ہم ایسے بہت لوگون کو دہوکا دیچکا ہے

چنان نیست بازی غلط باختے
ویسا نہین ہے دہوکہ مین بازی ہارگیا تو

کہ سیمرغ را کس نیارد بدام
کیونکہ سیمرغ کو کوئی جال مین نہین پھنسا سکتا ہے

نہ از بربرے مردم آزار تر
نہ بربریون سے زیادہ تو آدمیونکو ستا سکتا ہے

چہ خون راندم از زنگی و بربری
کتنا زنگیون اور بربریونکا خون مینے گرایا تہا

کہ مردم نیازارد از نیک مرد
کہ آدمی نیک مرد سے تکلیف نہین پاتا ہے

تو افگندے از سلہ مار سر
تونے ایک سانپ پٹاری سے نکالا ہے

شبیخون کنان سوی من تاختی
رات ہی رات میری طرف دہاوا کرکے آیا تو

جواب نامہ سکندر بدارا

جواب نامہ سکندر بدارا

بدان تا ہم برزنی جاے من
اسلیے کہ برباد کرے تو میری جگہ کو
مرا نیز بایست برخاستن
مجھکو بھی ضرور ہوا مستعد ہونا
سپہ راندن از ژرف دریا برون
سپاہ اس گہرے دریا کے اس پار لانا
تو گر ہوشیارے نہ من بیخودم
تو اگر عقلمند ہے تو مین بھی بیوقوف نہین ہون
گر افگند بر کار تو بخت نور
اگر تیرے نصیبے نے تیرے کام کو روشن کیا
جہان گر ترا داد کاری بدست
جہان نے اگر تجھکو اس کام مین قدرت دی ہے
ترا تاج یاور مرا تیغ یار
تاج تیرا مددگار ہے اور میری تلوار مددگار ہے
مزن تکیہ بر مسند و تخت خویش
بھروسا نکر اپنی مسند اور تخت پر
مبین گنبد کوہ را سنگ بست
پہاڑ کے گنبد کو پتھر کا یعنی مضبوط نہ جان
چو آوازہ مین لرزہ گاہ نبرد
جب لڑائی زمین پر زلزلہ لاتی ہے
چو دوران ملکی بپایان رسد
جب زمانہ کسی ملک کا انتہا کو پہونچتا ہے

ستانی ز من ملک آبای من
مجھسے میرے باپ کا ملک چھین لے تو
کمر بستن و لشکر آراستن
کمر باندھنا اور لشکر کو تیار کرنا
کشادن ز شمشیر دریای خون
اور اپنی تلوار سے دریا خون کا بہانا
ہمان ہوشیارم ہمان بخردم
ویساہی مین بھی ہوشیار اور عقلمند ہون مین
من از بختیاری نیم نیز دور
مین بھی خوش نصیبی سے دور نہین ہون
مرا نیز دستے درین کار ہست
مجھکو بھی اس کام مین کچھ دخل ہے
منم تیغ زن گر توئے تاجدار
مین سپاہی ہون اگر بادشاہ تو ہے
کہ ہر تخت را تختہ ہست پیش
کیونکہ تخت کے لیے آگے تختہ ہے یعنی سلطنت کے لیے زوال لازم ہے
مگو سنگ را کی در آید شکست
اور نہ یہ کہہ کہ کیونکر پتھر ٹوٹ سکے گا
بر آرد بآسانی از کوہ گرد
آسانی سے پہاڑ سے ہلاکی نکالتی یعنی گرا دیتی ہے
بدو دست جوئندہ آسان رسد
آسانی سے ڈھونڈھنے والیکا ہاتھ اوس پر پہونچتا ہے

جهان چون نباشد بجان آمده
جہان کیونکر جان بلب یعنی تنگ نہو جاوے

جز این با منت هیچ درخواست نیست
سواے اسکے میری تجھ سے اور کچھ درخواست نہین ہے

بهم سنگی خود برابر منسنج
میری برابری مین آپ کو مت تول

گرم سنگ و آبی دهی در جواب
اگر مجھکو پتھر اور آپکو پانی بتلاتا ہے تو

زره پوشم ار تیغ بازی کنی
زرہ پہن لونگا کیون اگر تو لڑائی کرے گا

بهر چه آن نمائی قوا ز گرم و سرد
جو کچھ تو گرمی اور سردی سے منظور کریگا

بیا تا چه داری ز شمشیر و جام
لاو جو کچھ تلوار اور جام شراب سے تیرے پاس ہو

جهاندار چون نامه آورد گوش
بادشاہ یعنی دارا نے جب خط کو سنا

فرستاد و بر جنگ تعجیل جست
قاصد کو بھیجا اور لڑائی مین جلدی کی

درآورد لشکر به پیکار تنگ
لایا لشکر واسطے لڑائی کے قریب

چو دارا خبر یافت کان اژدها
جب دارا نے خبر پائی کہ وہ اژدہا یعنی سکندر

منی و توئی در میان آمده
جب مین اور تو آپس مین لڑ رہے ہین

که در یک ترازو دو من راست نیست
کہ ایک ترازو مین دو من درست نہین ہین

کز اژدرها بهمن آمد برنج
کیونکہ اژدہے سے بہمن کو تکلیف پہونچی

چو کوه افگنم سنگ خود در آب
پہاڑ کی طرح اپنے پتھر کو پانی مین ڈالدونگا مین

کمر بندم ار صلح سازی کنی
کمر باندھونگا اگر تو صلح کرنا چاہیگا

پذیرنده ام ز آشتی و ز نبرد
قبول کرونگا مین صلح اور لڑائی سے

که دارم درین هر دو دستی تمام
کہ ان دونون یعنی لڑائی اور صلح مین بالکل مستعد ہون مین

دماغش ز گرمی در آمد بجوش
دماغ اوسکا غصے سے جوش مین آگیا

سکندر نیامد دران کار سست
سکندر بھی اوس کام مین سست نہوا

بر آراسته یک بیک کار جنگ
آراستہ کیا دونون نے سامان لڑائی کے

نخواهد پس شیر کردن رها
پیچھا شیر کا یعنی میرا نہ چھوڑے گا

بجنبید جنبیدن با شکوه
حرکت کی لشکرون نے ایسے عب کی جنبش سے

رسیدند لشکر بلشکر فراز
پہونچ گئے دونون لشکر جب بالکل قریب

زمین جزیرہ کہ از موصلست
زمین اوس ٹاپو کی کہ موصل کے نام سے مشہور ہے

مصاف دو خسرو دران مرز بود
مقابلہ دونون پادشاہون کا اوس زمین مین تھا

ہنوز ار بجویند زان خسروان
ابہی اگر تلاش کرین ان پادشاہون سے

بیا ساقی از بادہ بردار بند
آ او ساقی شراب سے ڈاٹ کھولدے

خرابم کن از بادہ جام خاص
شراب خالص کے پیالے سے مجھکو مست کر

چو از زلزلہ کالبدہای کوہ
جیسے زلزلے سے لشتے پہاڑون کے

زمانہ در کینہ بگشاد باز
زمانے نے دروازہ لڑائی کا کھولدیا

خوش آرامگاہست و خوشبو گلست
اچھی آرام کی اور خوشبودار جگہ ہے

کز آشوب شان کوہ در لرز بود
کہ جنکے لشکر کے رعب سے پہاڑ کانپتے تھے

توان یافتن در زمین استخوان
ہڈیان اوس زمین مین پا سکتے ہین

بہ پیمای پیمودن باد چند
پیمانے مین انڈیل خالی کبتک۔ میٹھا رہیگا

مگر زین خرابات یابم خلاص
شاید اس دنیا سے خلاصی پا جاؤن مین

مصاف کردن دارا با سکندر در موصل

مقابلہ کرنا دارا کا سکندر سے مقام موصل مین

خرامیدن لاجوردی سپہر
حرکت کرنا آسمان نیلگون کا

چہ پندار کز بہر بازیگریست
نہ سمجھ کہ کھیل کی راہ سے ہے

ہمان گرد بر گشتن ماہ و مہر
اور بھی گردش کرنا چاند اور سورج کا

سراپردہ اینچنین سرسریست
اسقدر پردہ کا خیمہ بالکل فضول ہے

وزین پرده یک رشته بیکار نیست
اس پردے مین ایک تاگا بیکار نہین ہے
کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید
کون جان سکے کہ کل کیا وقت پہونچیگا
گر آمرده از خانہ بر در نہند
کسیکے جنازے کو گھر سے نکالکر دروازے پر رکھین گے
گزارندهٔ نیک و بدہای خاک
بیان کرنے والے زمین کے نیک و بد نے
کہ چون صبح را شاه چین بار داد
کہ جب صبح کو پادشاه چین نے دخل دیا
رسیدند لشکر بجای مصاف
پہونچے دونون لشکر مقابلے کی جگہہ پر
خسک بر گذرگاهِ کین ریختند
گوکھرو لڑائی کے راستے پر بچھائے
یزک بر یزک سو بسو در شتاب
چوکیان چوکیان سوارونکی ہرطرف دوڑتی تھین
ز بسیاری لشکر از ہر دو جای
لشکر کی کثرت سے دونون جگہہ سے
دو رویہ استادند در جای جنگ
دوطرفہ لڑائی کے میدان مین کھڑے ہوئے
مگر در میان صلحے آید پدید
شاید دونون کے درمیان صلح ہوجائے

سر رشتہ بر ما پدیدار نیست
لیکن سرا ڈورے کا ہمکو نہین ملتا ہے
ز دیده کہ خواہد شدن ناپدید
آنکھون سے کون شخص غائب ہوجائے گا
کرا تاج اقبال بر سر نہند
کسکے سر پر اقبال کا تاج رکھین گے
سخن گفت ازان پادشاہان پاک
اسطرح اون پاک پادشاہونکا حال تحریر کیا
عروس عدن دُر بدینار داد
عدن کی عروس یعنی رانجے موتی بدلے دینار کی دیے
دو پرکار بستند چون کوه قاف
دونون نے حلقہ باندھا مثل کوه قاف کے
نقیبان خروشیدن انگیختند
چوبدارون نے نعرے بلند کرنا شروع کیے
نہ در دل سکونت نہ در دیده خواب
نہ دل مین قرار نہ آنکھون مین نیند
فرو بستہ کوشنده را دست و پای
بند ہوگئے پھرتی والونکے ہاتھ پانون
نمودند در پشیدتے درنگ
کی پشیدتی مین ایک دوسرے نے دیر
کہ شمشیر شان بر نیاید کشید
کہ اونکو تلوار کھینچنے کی ضرورت نہ پڑے

مصاف کردن دارا با سکندر در موصل

چو بود از جوانی و گردن کشی

چونکہ جوش جوانی اور غرور سے

پدید آمد از بردباری ستیز

بردباری سے لڑائی کا نشان ظاہر ہوا

ازان پیش کہ بر کینہ رہ یافتند

پیشتر اس کے کہ لڑائی کے آثار پائے

در آمد بغریدن آواز کوس

آواز نقاروں کی بلند ہونے لگی

شغبہای آئینہ پیل مست

شور و غل مست ہاتھیوں کے پاکھروں کا

چنان آمد از نای ترکی خروش

ایسا ترکی قرنا سے شور بلند ہوا

برآورد خرمہرہ آواز شیر

سنکھ نے ایک مہیب آواز مثل شیر کے نکالی

طراقی کہ از مقرعہ برخاستہ

جو طراقے کی آواز کہ کوڑوں سے نکلی

زشوار او بر آمد زراہ نبرد

چلو چلو کی آواز نکلی لڑائی کی راہ سے

زمین گفتی از یکدگر بردرید

کہے تو کہ زمین بیچ سے پھٹ گئی

غبار زمین بر ہوا راہ بست

گرد نے زمین پر ہوا کے آنیکی راہ بند کردی

ہمان جانب آبی ہمین آتشی

وارا کی طرف سے آبی اور ادھر آتشی تیزی

دل کینہ ور گشت بر کینہ تیز

دل لڑنے والوں کا لڑائی پر جم گیا

سر از جستن مہر برتافتند

سر محبت ڈھونڈھنے سے پھیر لیا

فلک بر دہان دہل داده بوس

آسمان نے ڈھول کا منھ خوشی سے کر چوم لیا

ہمی شانہ بر پشت پیلان شکست

کندھے اور بیٹھین ہاتھیوں کی توڑے ڈالتا تھا

کہ از نای ترکان برآورد جوش

کہ سپاہیوں کے جوش سے گلے نکل آئے

دماغ از دم گاودم گشت سیر

دماغ ترہیوں کی آواز سے بھر گئے

برون رفت زرین طاق آراستہ

وہ باہر نکل گئی اس آراستہ محل یعنی آسمان سے

ہزاہز در آمد بمردان مرد

حملے کی خواہش پیدا ہوئی بہادروں میں

سرافیل صور قیامت دمید

یا سرافیل نے صور قیامت پھونک دی

عنان سلامت برون شد ز دست

سلامتی کی باگ ہاتھ سے باہر نکل گئی

ز بس گرد و بر تارک ترک زین
کثرت گرد سے جو سر خود اور زینوں پر پڑی

فرو رفت و بر رفت راہ نبرد
نیچے گئی اور اوپر گئی راہ لڑائی سے

ز سم ستوران دران پہن دشت
گھوڑوں کے سموں سے اس بڑے جنگل میں

جگر تاب شد نعرہای بلند
کلیجے پھونکنے لگے بلند نعرے

ز تاب نفس در ہوا بستہ میغ
سانس کی گرمیوں سے ہوا میں بدلی بندھ گئی

ز بس عطسۂ تیغ بر خون و خاک
تلواروں کی چھینک کی زیادتی سے خون اور خاک پر

سپہدار ایران ہم از صبح بام
بادشاہ ایران نے بھی صبح تڑکے سے

نخستین صف میمنہ ساز کرد
پہلے لشکر کی داہنی سمت کی فوج کو سنبھالا

صف میسرہ ہم بر آراست چست
پھر جلدی سے بائیں طرف کی فوج کو بھی آراستہ کیا

جناح آنچنان بست در تیغگاہ
لشکر کے آگے کی سپاہ کو آگے اس طرح استادہ کیا

ز قلبی کہ چون کوہ پولاد بود
اس لشکر کے درمیان سے جو مثل فولادی پہاڑ کے تھا

زمین آسمان آسمان شد زمین
زمین آسمان ہوگئی اور آسمان زمین ہوگیا

ز سم خون بماہی و بر ماہ گرد
تری خون کی مچھلی تک اور گرد چاند پر

زمین شش شد و آسمان گشت ہشت
زمین کے چھ طبق اور آسمان کے آٹھ طبق ہوگئے

گلوگیر شد حلقہای کمند
گلے دبانے لگے بل یعنی پیچ کمند کے

جہان سوخت از آتش برق تیغ
جہان جل گیا تلوار کی بجلی کی آگ سے

دماغ ہوا پر شد از جان پاک
دماغ ہوا کا پاک جانوں سے یعنی روحوں سے بھر گیا

بر آراست لشکر بساز تمام
تمام لشکر کو لڑائی کے سامان سے تیار کیا

ز تیغ اژدہا را دہن باز کرد
تلواروں سے اژدہے کا منھ کھول دیا

یکی کوہ گفتی ز پولاد رست
کہے تو ایک پہاڑ فولاد سے پیدا ہوا

کہ پوشیدہ شد روی خورشید و ماہ
کہ منھ سورج اور چاند یعنی دارا اور سکندر کے چھپ گئے

پناہندہ را قلعہ آباد بود
پناہ چاہنے والوں کے لیے قلعے بنا لیے تھے

مصاف کردن دارا با سکندر و موصل

مصاف کردن دارا با سکندر و رزم موصل

ز دیگر طرف لشکر آرای روم
دوسری طرف سے لشکر آراستہ کرنیوالا روم یعنی سکندر نے
سلاح و سلب داد خواهنده را
ہتیار اور سامان ضرورت والون کو دیے
چپ و راست آراست از ترگ و تیغ
بائین اور داہنے کو آراستہ کیا خود اور تلوار سے
پس و پیش را کرد چون خاره کوه
آگے اور پیچھے کو کر لیا مثل سنگ خارا کے پہاڑ کے
چو از هر دو سو لشکر آراستند
جب لشکر دونون طرف سے آراستہ ہوا
سیاست درآمد بگردن زدن
سیاست یعنی انتظام ملکداری گردن مارنیکے لیے موجود ہوا
ز بس خون که گرد آمد اندر مغاک
کثرت سے خون سے جو گڈھون مین جمع ہو گیا تھا
ز شمشیر بر کشته جائی نبود
تلوار سے مارے ہوؤنکے بدن پر کوئی ایسی جگہہ بھی
نهنگ خدنگ از کمین کمان
گھڑیال تیر کا کمان کی گھات کی جگہہ سے
کمند اژدهای مسلسل شکنج
کمند مثل ایک لہراتے ہوئے اژدہے کے
ز غریدن ژنده پیلان مست
مست ہاتھیون کے بہت چلانے سے

برآراست لشکر چو نخلی ز موم
آراستہ کیا لشکر کو مثل ایک درخت موم کے
قوی کرد پشت پناهنده را
مضبوط کی پیٹھ پناہ مانگنے والون کی
چو آرایش گلبن از اشک میغ
جس طرح شادابی پھول کے درخت کی بدلی سے
برانگیخت قلبی ثریا شکوه
بنائی ایک قلب مثل دبدبے ثریا کے بلند
یلان سو بسو مردمی خواستند
پہلوان ہر طرف لڑنیکے لیے کوئی آدمی چاہنے لگے
ز چشم جهان دور شد روشنی
جہان کی آنکھ سے روشنی جاتی رہی
چو گوگرد سرخ آتشین گشت خاک
مثل سرخ گندھک کے خاک سرخ ہو گئی
که در غار او اژدهای نبود
کہ اونکے زخمون مین ایک اژدہا نہ بیٹھا تھا
نیاسود بر یک زمین یک زمان
ایک دم ایک جگہہ نہ ٹھہر رہا
دهن باز کرده بتاراج گنج
منھ کھولے ہوئے خزانے کے لوٹنے پر
گره در گلوی هزبران شکست
شیرون کے گلے مین گرہین ٹوٹ گئین

مصاف کردن دارا با سکندر در موصل

ز بس تیغ بر گردن انداختن
کثرت تلوارون کے گردن پر پڑنے سے

پدر با پسر کین بر آراسته
باپ نے لڑکے کے ساتھ کینہ آراستہ کیا

ستون علم جامہ در خون زدہ
علم کے ستون نے اپنے کپڑے خونین رنگے

ز بس خستہ پیر پیکان لشان
کثرت زخمون تیر کانسی تک پیوست ہو دا اون سے

چنان گرم گشت آتش کارزار
ایسی تیز ہوئی آگ لڑائی کی

جہانجوی دارا ز قلب سپاہ
بادشاہ دارا سپاہ کے درمیان سے

ز دشمن گزائی و خصم افگنی
دشمن کے کاٹنے اور دشمن کے زیر کرنے سے

بہر جا کہ بازو بر افراختے
جس جگہ کہ بازو بلند کرتا یعنی ہاتھ تلوار کو لگاتا تھا

نشد بر تنے تا نپرداختش
نہ گیا کسی بدن پر کہ نہ صاف کیا اوسکو

ز بس خون رومی دران ترکتاز
رومیون کے خون کی کثرت سے اس حملے مین

وزین سو سکندر بشمشیر تیز
اور اس طرف سے سکندر نے تیز تلوار سے

نیارست کس گردن افراختن
کوئی شخص گردن نہ اوٹھا سکتا تھا

محابا شدہ مہر بر خاستہ
مروت جاتی رہی اور محبت اوٹھ گئی

نجات از جہان خیمہ بیرون زدہ
نجات نے اپنا خیمہ جہان سے باہر لگایا

شدہ آبلہ دست پیکان کشان
پھوڑا ہو گئے ہاتھ کانسیون کے نکالنیوالونکے

کہ از نعل اسپان بر آمد شرار
کہ گھوڑون کی نعلون سے چنگاریان نکلنے لگین

بر آشفت چون شیر شرزہ سیاہ
للکارا ہاتھ مثل شیر نر اور سیاہ کے

کشادہ بر و بازو و بہمنے
کھولے ہوئے سینہ اور بازو بہمن کی ایسے

سر خصم در پایش انداختے
سر دشمنون کا اپنے پانون کے نیچے ڈال دیتا تھا

نزد بر سرے تا نینداختش
نہ حملہ کیا کسی سر پر کہ نہین جدا کر دیا اوسکو

ہزار اطلس رومی افگندہ باز
ہزارون طاقے اطلس رومی یعنی سرخ کی کھولدیے

برانگیختہ از جہان رستخیز
اوٹھائی جہان سے قیامت

مصاف کردن دارا با سکندر در موصل

دو دست آوریده بکوشش برون
دو نون ہاتھ کوشش کے لیے نکالی ہوے باہر
دو دستی چنان میگزارید تیغ
دو نون ہاتھون ایسی تلوار پھینک رہا تھا
چو بر فرق پیل آمدی خنجرش
جب ہاتھی کے سر پر اوسکا خنجر پڑتا تھا
چو بر آب دریا غضب ریختی
جب پانی پر دریا کے اپنا غصہ گراتا یعنی کرتا
چو تیری که آتش زدم بر زند
مثل اوس تیر کے جو پھپکار سے آگ نکالتا ہو
بدارا نمودند کان تند شیر
لوگون نے دارا کو بتلایا کہ وہ غصہ ور شیر
شه آزرم او به که کیسو کند
بہتر ہے کہ بادشاہ اوس سے لڑائی نہ کرے
بلشکر بگوید که یکبارگی
لشکر کو حکم دیجیے کہ سب ایک مرتبہ
چنان دید دارای دولت صواب
دارا بادشاہ نے بھی اوسی مین مصلحت دیکھی
همه همگروهه بیکبار زنند
سب لوگ بالاتفاق ایکبارگی حملہ کرین
بفرمان فرمانده تاج و تخت
حاکم تاج و تخت یعنی دارا کے حکم سے

بهر دست شمشیر الماس گون
ہر ایک ہاتھ مین ہیرے کی ایسی چمکدار تلوار
کز و خصم را جان نیاید دریغ
کہ اوس سے دشمن کو جان سے دریغ نہ ہوسکتا تھا
فرو ریختی زیر پایش سرش
گرا دیتا تھا اوسکے پاؤن کے نیچے سر اوسکا
ز دریای آب آتش انگیختی
دریا کے پانی سے آگ پیدا کر دیتا
دم مادیان را بهم بر زنند
گھوڑیون کا دم بند کر کے
بسا شیر کز مرکب آورد زیر
بہت بہادرون کو گھوڑے سے نیچے گرا چکا ہے
کز آن پهلوان پیل پهلو کند
کیونکہ اوس پہلوان سے ہاتھی پہلو بچاتے ہین
بر انند بر جنگ او بارگی
بڑھا دین گھوڑے اوسکی لڑائی پر
که لشکر بجنبید چو دریای آب
کہ تمام لشکر ایکبارگی مثل دریا کے امنڈ چلے
بیکبارگی بر سکندر زنند
سکندر پر ایکبارگی حملہ کرین
بجوشید لشکر بکوشید سخت
جوش کیا لشکر نے اور بہت کوشش کی

عنان یکرکابے برانگیختند
باگ گھوڑوں کی سب نے ایک کاب ہو کر اٹھائی

سکندر چو غوغای بدخواہ دید
سکندر نے جب دھاوا دشمنوں کا دیکھا

بفرمود تا لشکر روم نیز
فرمایا کہ رومیوں کا لشکر بھی

ببندند بر دشمنان راہ را
بند کریں دشمنوں پر راہ کو

دو لشکر چو مور و ملخ تاختند
دونوں لشکر مثل چیونٹی اور ٹڈی کے دوڑے

بشمشیر و پولاد و تیر خدنگ
ساتھ تلوار و پولاد اور تیر خدنگ کے

چو زنبور گیلے کشیدند نیش
مثل گیلان کی بھڑوں کے ڈنک نکالے

سکندر در آن داوریگاہ سخت
سکندر نے اوس لڑائی کے میدان میں

ہیونی بروی افگند پیل افگنی
گھوڑا اوسپر ڈالا ایک پہلوان نے

یکی زخم زد بر تن پہلوان
ایک زخم لگایا سکندر کے جسم پر

بدرید خفتان و زرہ پارہ کرد
چاک کر ڈالا چلتہ زرہ ٹکڑے کردی

دو دستی بہ تیغ اندر آویختند
دونوں ہاتھوں تلوار سے لڑنے لگے

ز خود دست آزرم کوتاہ دید
اپنا ہاتھ بقیہ یعنی قابو لڑائی کے سے کم پایا

بداد و ندادند جان را عزیز
جان کو دینے سے عزیز نہ رکھین

بخاک اندر آرند بدخواہ را
خاک مین ملا وین دشمن کو

نبرد جہان در جہان ساختند
لڑائی بے انتہا اور خوب کی

گذرگاہ بر مور کردند تنگ
چیونٹیون کے گذرنے کی راہ بند کردی

زمین را ز زنبورہ کردند ریش
زمین کے رنبورون کو زخمی کیا

پی افشردہ مانند بیخ درخت
قدم جما دیے مثل درخت کی جڑ کے

سوی پیلتن شد چو آہرمنے
سکندر کی طرف گیا مثل ایک دیو کے

کزان زخم لرزید پیر و جوان
کہ اوس زخم سے کانپ اوٹھے بڈھے اور جوان

عمل بین کہ پولاد با خارہ کرد
یہ عمل دیکھ کہ فولاد نے پتھر کے ساتھ کیا کیا

مصاف کردن دارا با سکندر در موصل

مصاف کردن دارا با سکندر در موصل

نبرید بازوی تابنده هور
نہ کٹ بازو اوس روشن آفتاب یعنی سکندر کا

ولیکن شد آزرده زیر زور
لیکن صدمے کی سبب سے آزردہ ہو گیا

بموی تن شاه رست از گزند
سکندر کے بدن پر روئین کھڑے ہو گئے ایذا سے

بزد تیغ و بدخواه را سر فگند
اگر تلوار ماری اور دشمن کا سر کاٹ ڈالا

هراسید زان دشمن بی‌هراس
اوس دشمن بیخوف سے دلمین بہت ڈرا

دل خصم را کرد از آنجا قیاس
دشمن کی جرأت کا اوس سے کیا اندازہ

بر آن شد که از خصم تابد عنان
اوس پر مستعد ہوا کر دشمن سے باگ پھیرے یعنی نہ لڑے

رهائی دهد سینه را از سنان
بچا جائے سینے اپنے کو گانسی سے

دگر بار کز بخت امیدوار
لیکن پھر دوبارہ نصیبے سے امید کر کے

پی افشرد بر جای خود استوار
قدم اپنی جگہ پر مضبوط جمایا

چو در فال فیروزی خویش دید
چونکہ فال مین اپنی فتح دیکھ چکا تھا

بر اعدای خود دست خود بیش دید
اپنے دشمن پر اپنا غلبہ دیکھ چکا تھا

قوی کرد بر جنگ بازوی خویش
مضبوط کیا لڑائی پر اپنے بازو کو

بکوشید با هم ترازوی خویش
کوشش کی اپنے مقابل کے ساتھ

نیاسود لشکر ز خون ریختن
نہ آسودہ ہوا لشکر خونریزی سے

ز دشمن بدشمن درآویختن
دشمن دشمن سے لڑنے مین

نبرد آزمایان ایران سپاه
ایرانی سپاہ کے بہادرون نے

گرفتند بر لشکر روم راه
بند کر لیے لشکر روم کے راستے

زبون گشت رومی ز پیکارشان
عاجز ہوئے رومی اونکی لڑائی سے

اجل خواست کردن گرفتارشان
موت مانگنے لگے اونکی گرفتار ہونے سے

دگر ره به مردی فشردند پای
دوبارہ مردی سے گاڑویا قدم

نرفتند چون کوه آهن ز جای
نہ ہٹے مثل لوہے کے پہاڑ کے جگہ سے

بناموس رایت همی داشتند | غنیمت ببدخواه نگذاشتند

شرم کے سبب سے علم بدستور کھڑی رکھتے تھے | دشمن کے لوٹ لیجانے کے لیے نہ چھوڑتے تھے

چو گوهر بر آموز زنگی بتاج | شه چین فرود آمد از تخت عاج

جب زنگی نے اپنے تاج مین موتی جڑے یعنی رات ہوئی ستارے چمکے | بادشاہ چین کا اوترا ہاتھی دانت کے تخت سے

مهر روشن از تیره شب تافته | چو آئینه روشنی یافته

روشن چاند اندھیری رات سے چمکا | مثل ایک روشنی پائے ہوئے آئینے کے

دو لشکر بیکجا گروه آمده | شدند از خصومت ستوه آمده

دونون لشکر ایک جگہ جمع ہوتے | لڑائی سے ہٹ گئے عاجز ہوکر

بآرامگاه آمدند از نبرد | ز تن زخم شستند واز روی گرد

اپنے ڈیرون مین لڑائی سے آگئے | بدن سے زخم اور منھ سے گرد دھوئی

باندیشه از گنبد تیز گشت | که فردا بسر بر چه خواهد گذشت

رات گذاری گنبد تیز گشت یعنی آسمان کے اس اندیشہ مین | کہ کل دیکھین سر پر کیسی گذرے

دگر روز کان روی شسته ترنج | چو روحانیان سر برون زد ز گنج

دوسرے دن جب اوس ترنج یعنی آفتاب نے منھ دھوکر | مثل فرشتون کے سر باہر نکالا گوشے سے

سپاه از دو سو صف بیاراستند | هژبران به نخچیر برخاستند

فوج نے دونون طرف کی قطارین باندھ لین | بہادر لوگ شکار کے لیے اوٹھے

ز پولاد شمشیر و چرم کمان | بسی زور بازو نمود آسمان

تلوار کے فولاد اور کمان کے چمڑے سے | بہت زور بازو کا دکھلایا آسمان نے

بغوغای لشکر در آمد شکیب | که دست از عنان رفت و پا از رکیب

لشکر کے غل مین صبر آیا یعنی غل سے ہوت ہوا | ہاتھون سے باگین چھوٹ گئین اور پاؤن رکاب سے

بدارا دو سرهنگ بودند خاص | باخلاص نزدیک و دور از خلاص

دارا کے دو سپاہی خاص تھے | دوستی ظاہر سے نزدیک اور خالص ہونے سے دور

مصاف کردن دارا با سکندر در موصل

زبیداد دارا بجان آمده
دارا کے ظلم سے عاجز آگئے تھے
بر آن دل که خونریز دارا کنند
دل ان کا اس بات پر مستعد کہ قتل کریں دارا کو
چو زینگونه بازاری آراستند
چنانچہ اونھوں نے اسطرح ایک بازار آراستہ کی
که ما ہم خاصان دارا و بس
کہ ہم لوگ دارا کے خاص ہیں اور بس
زبیداد او چون ستوه آمدیم
چونکہ اوسکے ظلم سے عاجز آگئے ہیں ہم
بخواهیم فردا برو تاختن
کل کے دن اوسپر حملہ کرینگے ہم
یک امشب بکوشش نگهدار جای
صرف آج کی رات کوشش سے اپنی حفاظت کیجیے
چو فردا علم بر کشد در مصاف
جب کل علم بلند کریگا میدان میں
ولیکن بشرطیکه بی دست رنج
لیکن اوس شرط پر کہ بغیر مزدوری کے
ز ما هر یکی را توانگر کنی
ہم سے ہر ایک کو امیر کردے تو
سکندر بر آن خواسته عهد بست
سکندر نے اونکے مانگی ہوئے دینے کا اقرار کیا

دل آزردگی در میان آمده
دل میں اونکے رنجیدگی آگئی تھی
برو کین خویش آشکارا کنند
اپنا کینہ اوسپر ظاہر کردیں
بخون از سکندر امان خواستند
سکندر سے خون کی پناہ مانگی
که دارا ز ما خاص تر نیست کس
دارا کا ہم سے زیادہ کوئی خاص نہیں ہے
بخونریز او هم گروه آمدیم
اس لیے اوسکے مار ڈالنے پر ہم دونوں مستعد ہیں
زبیداد او ملک پرداختن
اوسکے ظلم سے ملک کو خالی کریں گے
که فردا مخالف در آید زپای
کیونکہ کل آپ کا دشمن ہلاک ہو جائیگا
خورد ضربت تیغ پهلو شگاف
کھائیگا زخم تلوار پہلو پھاڑ ڈالنے والی کا
بما بر گشاده کنی قفل گنج
ہم پر کھولدے تو قفل خزانے کا
بزر کار ما هر دو چون زر کنی
سونے سے ہم دونوں کو سنہرا کردے تو
به پیمان در آن خواسته داد دست
واسطے اقرار اونکے مانگنے پر ہاتھ دیا

نشد باورش کان دو بیداد کیش

سکندر کو تقین نہ ہوا کہ وہ دونوں ظالم

ولی ہر کس آن در بدست آورد

اور لیکن ہر شخص وہ طریقہ ہاتھ میں آیا یعنی پیدا کرتا ہے

دران رہ کہ بیداد او داد آمدش

اس راہ میں یعنی لڑائی میں کہ ظلم عدل معلوم ہوا اسکو

کہ خرگوش ہر مرزبانی شگفت

کہ ہر گانو کے خرگوش کو بے شبہ

چو آن عاصیان خداوند کش

جب ان مالک کے مار ڈالنے والے گناہگاروں نے

کہ بر گنج شان کامگاری دہد

کہ خزانے پر اونکو مقصودوری یعنی حسب دلخواہ دیگا

حق نعمت شاہ بگذاشتند

بادشاہ یعنی دارا کے حق نعمت کا لحاظ چھوڑ دیا

چو یاقوت خورشید را دزد برد

جب آفتاب کے یاقوت کو چرا لے گیا

بدزدی گرفتند مہتاب را

چوری میں مہتاب کو پکڑ لیا

دو لشکر گشادہ کمر چون دو کوہ

دونوں لشکروں نے مثل پہاڑ کے کھولی

بمنزلگہ خویش گشتند باز

اپنی اپنی منزل گاہ پہ واپس گئے

کنند این خطا با خداوند خویش

کرین گے ایسی خطا اپنے مالک کے ساتھ

کز و خصم خود را شکست آورد

جس سے کہ اپنے دشمن کو شکست دے

کہن داستانی بیاد آمدش

پرانی ایک داستان یاد آ گئی اوسکو

سگ آن ولایت تواند گرفت

کتا اوسی گانون کا پکڑ سکتا ہے

خبر یافتند از خداوند ہش

خبر پائی اُس صاحب عقل یعنی سکندر سے

بخونریز بدخواہ یاری دہد

دشمن کی خونریزی میں مدد دے گا

پی کشتن شاہ برداشتند

دارا کے مار ڈالنے کا سراغ لگانے لگے

بیاقوت جستن جہان پی فشرد

یاقوت ڈھونڈھنے کے لیے جہان میں قدم گڑو دیا

کہ او برد آن جوہر ناب را

کہ وہی اُس خالص لعل کو لے گیا

شدند از نبرد آزمائی ستوہ

لڑائی لڑنے سے نہایت عاجز ہو گئے

بر زرم دیگر روزہ کردند ساز

دوسرے دن کی لڑائی سے موافقت کی

بیا ساقی از می مرا دور کن آؤ اے ساقی شراب سے یعنی خودی سے مجھکو دور کر	جهان از می لعل پرنور کن جہان کو سرخ شراب سے روشن کر
می کو مرا ره بمنزل برد وہ شراب کہ مجھکو منزل کے راستے پر لیجاوے	همه دل بر بند او غم دل بود اور تمام شراب مین بیہوش کردیتی ہین وہ غم دل کو لیجاوے

پیروزی یافتن سکندر بر دارا و کشته شدن دارا

فتح پانا سکندر کا دارا پر اور مارا جانا دارا کا

جهان گرچه آرامگاهی خوش است اگرچہ جہان ایک عمدہ آرام کی جگہ ہے	شتابنده را نعل در آتش است چلنے والون کو نہایت اضطراب ہے
دو در دارد این باغ آراسته دو دروازے رکھتا ہے یہ آراستہ باغ	در و بند از این هر دو برخاسته دروازہ اور قید ان دونون سے اوٹھی ہوئی
درآ از در باغ و بنگر تمام اندر آؤ باغ مین دروازے سے اور دیکھلے تمام	ز دیگر در باغ بیرون خرام باغ کے دوسرے دروازے سے باہر نکل جا
اگر زیرکی با گلی خو مگیر اگر تو دانا ہے کسی پھول سے دل نہ لگاؤ	که باشد بجا ماندنش ناگزیر کیونکہ قائم رہنا اوسکا ممکن نہین ہے
وزین دم که داری بشادی بسیچ اس وقت کہ رکھتا ہے تو ارادہ خوشی کا کر	که آینده و رفته هیچست و هیچ کہ آیندہ اور ماضی ہیچ ہے اور ہیچ
نه ایم آمده از پی دلخوشی نہین آئے ہین ہم دل خوش کرنے کے لیے	مگر کز پی رنج و محنت کشی بلکہ رنج اور محنت اوٹھانے کے لیے
خران را کسی در عروسی نخواند گدھون کو کسی نے دعوت مین نہین بلایا ہے	مگر وقت آن کآب و هیزم نماند لیکن جس وقت کہ پانی اور لکڑی نہین رہتا

گزارندهٔ نظمِ این داستان

بیان کرنے والے اس نظم داستان نے

سخن راند بر سنتِ راستان

ذکر کیا سچون کے طریقے پر

که چون آتشِ روزِ روشن گذشت

کہ جب آگ روزِ روشن کی جاتی رہی

پر از دود شد گنبدِ تیزگشت

دھوئین سے بھر گیا گنبد تیز گھومنے والا یعنی آسمان

شب از ماه بربست پیرایهٔ

رات نے چاند سے زیور آراستہ کیا

شگفتی بود نور در سایهٔ

تعجب ہوتا ہے نور ایک سایے مین

طلایه ز لشکرگه هر دو شاه

پہرہ دونون پادشاہون کے لشکرگاہ سے

شده پاس دارنده تا صبحگاه

پہرہ دینے والے ہوئے صبح تک

یتاقی برآمد شدن چون خراس

چوکیدار ادھر ادھر آنے جانے مین شل خراس کے

نیاسود درا ج از بانگ پاس

نہ سوئین چڑیان پہرے والون کی آواز سے

بساخفته کز هیبتِ پیل مست

بہت سوتے آدمی بلکہ مست ہاتھی خوفناک آواز سے

سراسیمه هر ساعت از خواب جست

گھبرا کر ہر گھڑی نیند سے چونک چونک پڑے

غنوده تن مردم از رنج و تاب

اونگھنے لگے یعنی سست ہوئے بدن لوگون کے رنج اور محنت سے

نظر هر زمان می درآمد ز خواب

آنکھین ہر دم بند ہو جاتی تھین نیند کے مارے

نیایش کنان هر دو لشکر براز

آرزو یعنی التجا کرتے تھے دونون لشکر دونین

که ای کاشکی بودی امشب دراز

کہ اگر کاشکے آج کی رات بڑی ہو جاتی

مگر کان درازی نمودی درنگ

شاید کہ وہ درازی شب کی اتنی دیر کرتی

بدیری پدید آمدی روزِ جنگ

جس سے کہ دیر کے بعد لڑائی کا دن ظاہر ہوتا

سگالش چنان شد دو کوشنده را

فکر ایسی ہوئی دونون پادشاہون کو

که ریزند صفرای جوشنده را

کہ گرادین جوش کرنیوالے صفرا یعنی کینے کو

چو خورشیدِ روشن برآرد کلاه

جیسے ہی آفتاب روشن بلند کرے تاج

پدید آرد از گرد سپید از سیاه

ظاہر ہو سفیدی سیاہی سے

دو خسرو عنان درعنان آورند
دو نون بادشاہ باگ سے باگ ملادین یعنی مقابل ہون

بآزرم وخوشنودی ازیکدگر
صلح اور خوشی سے ایک دوسرے آپس مین

رہ دوستی درمیان آورند
راہ دوستی کی درمیان مین لاوین

بتابند وزان نیز تابند سر
عہد کرین اور اوس سے سر نہ پھیرین

چو دارا وران داوری رای جست
جب دارانے اس معاملے مین لوگون کی رای چاہی

دل رای زن بود ورای سست
دل رای دینے والون کا رای دینے مین سست ہوا

سوی آشتی کس نشد رہنمون
صلح کی طرف کوئی اسکو رہنما نہ ہوا

نمودند رایش بشمشیر و خون
تبلائی رای اوسکو تلوار اور خون یعنی لڑائی کی

کہ ایرانی از رومی ریش خورد
کہ ایرانی چوتھل یعنی چوٹ کھائے ہوئے رومی سے

بقائم کجا ریزد اندر نبرد
کیونکر عاجز ہو جاے گا لڑائی مین

چو فردا فشاریم در جنگ پای
کل جب لڑائی کے لیے قدم جماوین ہم

ز رومی نمانیم یک تن بجاے
رومیون سے ایک شخص کو بھی نہ باقی رہنے دینگے

بدین عشوہ دادند شہ را شکیب
اس انداز سے بادشاہ یعنی دارا کو تسکین دی

یکی بر دلیری یکی بر فریب
ایک نے بہادری پر ایک نے فریب پر

ہمان قاصدان تیز کردند جہد
آن ارادہ کرنے والون نے بھی خوب کوشش کی

کہ بر خون او بستہ بودند عہد
جنھون نے دارا کے مارڈالنے کا اقرار کیا تھا

سکندر بدیگر طرف چارہ ساز
ادہر سکندر کو تدبیر تیار ہے تھے

کہ چون پای دار و دران ترکتاز
کہ اس طرح قدم رکھے لڑائی مین

خیال دو سرہنگ اپش داشت
سکندر نے خیال دونون سپاہیونکا تقدم رکھا

جز آن خود کہ سرہنگی خویش داشت
سوا اوسکے کہ خود بھی سپہ گری رکھتا تھا

چنین گفت باپہلوانان روم
روم کے پہلوانون سے اس طرح کہا

کہ فردا درین مرکز سخت بوم
کہ کل کے دن اس ملک جاے قیام مین

بکوشیم کوشیدنی مرد وار
کوشش کرین ہم بہادرونکی طرح کوشش کرینگے

اگر دست بردیم مار است ملک
اگر غالب ہو گئے ہم ہمارا ہے ملک

قیامت کہ پوشیدہ از رای ماست
قیامت کہ پوشیدہ ہماری عقل سے ہے

ز اندیشہای چنین ہولناک
ایسے ہی خوفناک خیالات سے

چو گیتی در روشنی باز کرد
جب جہان نے دروازہ روشنی کا کھولا

بآتش بدل گشت مشت شرار
آگ سے بدل گئین تھوڑی چنگاریان یعنے ستارے

در آمد بجنبش دو لشکر چو کوہ
جنبش مین آئے دونون لشکر مثل پہاڑ کے

فریدون نسب شاہ بہمن نژاد
فریدون کی نسل بادشاہ و بہمن کی پیدائش یعنی دارا

ہمہ ساز لشکر ترتیب جنگ
تمام سامان لڑائی کا لشکر کی آراستگی سے

ز پولاد صد کوہ بر پای کرد
پولاد یعنی ہتیارون سے سَو پہاڑ یعنی ڈھیر جمع کر دیے

چو بر میمنہ ساز ور گشت کار
جب داہنی طرف کا سامان درست کر چکا

رگ جان بکوشش کنیم استوار
جان کی رگ کو کوشش سے مضبوط کرینگے ہم

وگر ماشدیم آن دار است ملک
اور اگر مر گئے ہم دارا کی ملک ہے یہ ملک

بود روزی آن روز فردای ماست
او ہو گی ایک دن لیکن ہمارے نزدیک وہ کل کا دن ہے

دو لشکر غنودند با ترس و باک
دونون لشکر اونگھا کیے خوف اور ڈر سے

جہان بازئی دیگر آغاز کرد
جہان نے دوسری بازی شروع کی

کلیچہ شدان سیم گاورس وار
ٹکیا ہو کر رہ گئی وہ چاندی جو چینے کے دانون کی طرح تھی

گران جنبش آمد جہانی ستوہ
ایسے کہ اوکی جنبش سے ایک جہان عاجز آگیا

چو برخاست از اول بامداد
جیسے ہی نہایت تڑکے اوٹھا

بر آراست از جعبہ تیر خدنگ
آراستہ کیا اونے ترکش اور تیر اور خدنگ سے

بپائین او گنج را جای کرد
اوسکے نیچے خزانون کو رکھا اونے

ہمان میسرہ شد چو روئین حصار
اوسی طرح بائین طرف بھی تیار ہو گیا کا فسیلے کا سا قلعہ

جناح از ہوا بر زمین بر و بیخ
بازو کی فوج ہوا پر زمین سے اوڑا لیگئی جڑ

جہاندار در قلبگہ کرد جاے
بادشاہ یعنی دارا نے قلب گاہ مین اپنی جگہ بنائی

سکندر کہ تیغ جہانسوز داشت
سکندر کہ جہان جلانے والی تلوار رکھتا تھا

برانگیخت رزمی چو بارندہ میغ
ایک لڑائی اوٹھائی برسنے والی بدلی کی طرح

جناح سپہ را بگردون کشید
سپاہ کے بازو کو برابر آسمان کے کھینچا

گرانمایگان را بدانسان کہ خواست
بڑے بڑے سرداروں کو جیسا کہ چاہتا تھا

گروہی کہ پرتابیان ساختشان
جو گروہ کہ تیراندازی کرتا تھا اون مین

ہمان استواران درگاہ را
اوسی طرح بڑے مضبوط یعنی بہادر لوگون کو

بقلب اندرون داشت با خویشتن
اپنے پاس قلب مین رکھتا اونکو

برآمد ز قلب دو لشکر خروش
بلند ہوا دونون لشکرون کی قلبگاہ سے شور

تبیرہ بغرید چون تند شیر
نقارے بکارے مثل شیر مست کے

پس آہنگ شد بر زمین چار میخ
پیچھے کی فوج زمین مین چومیخا ہوگئی یعنی گڑگئی

درفش کیانیش بر سر بپاے
درفش کیانی اوسکے سر پر لگا ہوا

چنان تیغی از بہر این روز داشت
ایسی تلوار اسی دن کے لیے رکھتا تھا

تگرگش ز پیکان و باران ز تیغ
اولے اوسکے پیکان سے اور مینھ تلوار سے

شم بارگی بر سر خون کشید
گھوڑون کے سُم کو خون کے اراوے پر اوٹھایا

بفرمود رفتن سوی دست راست
اجازت داہنی طرف جانے کی دی

چپ انداز شد بر چپ انداختشان
قفا انداز ہوتا تھا بائین طرف بھیجا اون کو

کز ایشان بود ایمنی شاہ را
جن سے محافظت ہو بادشاہ کو

چو پولاد کوہی شد آن پیلتن
مثل ایک فولادی پہاڑ کے ہوگیا وہ بہادر بادشاہ

رسید آسمان را قیامت بگوش
ہونچا آسمان کے کان مین مثل قیامت کے

درآمد برقص اژدہاے دلیر
بہادر اژدہا یعنی تلوار نے ناچنا شروع کیا

ز شوریدن نالۂ کرناے
ترجمہ: نا کے چلانے کی آواز سے

ز فریاد در رویین خم از پشت پیل
آواز کانسے کے نقاروں ہاتھی کی پیٹھ والوں سے

ز بس بانگ شیپور زہرہ شگاف
کثرت پتے پھاڑنے والی نفیریوں کی آواز سے

ز غریدن کوس خالی دماغ
شور کرنے خالی دماغ دماموں سے

در آمد ز بحران سر بید برگ
نکلی بحران سے نوک بید برگ یعنی تیروں کی

ز بس تیر باران کہ آمد بجوش
تیروں کے برسنے کی کثرت سے جو طوفان اوٹھا

گران تیر باران کنون آمدے
جو وہ تیروں کا مینھ اب آتا

خروشیدن کوس رویینہ طاس
شور کرنے کانسے کے نقاروں نے

جلاجل زنان از نواہای زنگ
جھانجھ بجانے والوں نے زنگیوں کے نغموں سے

بجنبش در آمد دو دریای خون
موج مارنے لگے دونوں دریا خون کے یعنی لشکر

زمین کو بساطے بد آراستہ
زمین کہ وہ ایک آراستہ بساط تھی

بر افتاد تب لرزہ بر دست و پای
بخار اور لرزہ لوگوں کے ہاتھ پاؤں پر پڑا

نفیر نہنگان در آمد ز نیل
شور گھڑیالوں کا نکلتا تھا گویا دریا سے

بدرّید زہرہ بہ پیچید ناف
پھٹ گئے پتے اور ٹل گئیں لوگوں کی ناف

زمین لرزہ افتاد در کوہ و راغ
پہاڑ اور جنگل کی زمینوں میں زلزلہ آگیا

کشادہ بر در وزن درع و ترگ
کھلے اوس سے سوراخ زرہ اور خود کے

فگند ابر بارانی خود ز دوش
ڈالی ابر نے یعنی اوڑھنی بارانی اپنی کندھے سے

بجای نم از ابر خون آمدے
بجائے پانی کے ابر سے خون نکل آتا

نیوشندہ را داد بر جان ہراس
سننے والوں کی جانوں کو سہما دیا

بر آورد خون از دل خارہ سنگ
نکالا خون سنگ خارا کے دلوں سے

شد از موج آبش زمین لالہ گون
ہوئی اونکی لہر کے پانی سے زمین سرخ

غباری شد از جای برخاستہ
ایک غبار ہوگئی جگہ سے اٹھی ہوئی

بابر وو در آمد کمان را شکنج
کمانون کے ابرو یعنی بھوون مین شکن آگئی

ستیزندہ از تیغ سیماب ریز
لڑنے والون نے پارہ گرانیوالی تلوار سے

ز پولاد پیکان پیکر شکن
پولاد کی گانسیون بدن توڑنے والی سے

ز بس زخم پولاد خارا ستیز
کثرت زخم پتھر سے لڑنیوالے گرزون سے

ز نوک سنان چرخ دولاب رنگ
نیزون کی نوک سے آسمان گراری کیطرح گھومنے والا

ز بس بر دہن ناچخ انداختن
برچھیون کے زیادہ منھ پر مارنے سے

سنان در سنان رستہ چون نوک خار
نیزے نیزے مین چبھ گئے کانٹونکی نوک کیطرح

گریزندگان را و ران رستخیز
بھاگنے والون کو اوس قیامت کی جگہ مین

سواران ہمہ تیر پرداختہ
سوارون نے تمام تیر خالی کرڈالے

دران مسلخ آدمی زادگان
اوس آدمیون کے قتل ہونے کی جگہ مین

بجا بُرد خود ہر کسی گشت شاد
اپنی جان کے دیکھنے سے ہر شخص ہوتا تھا خوش

شتابان شدہ تیر چون مار گنج
دوڑنے لگے تیر مثل خزانہ کے سانپ کے

چو سیماب کردہ گریزان گریز
مثل پارے کے کی بجاگو بھاگ

تن کوہ لرزید بر خویشتن
بدن پہاڑ کا کانپنے لگا اپنے اوپر

زمین را شدہ استخوان ریز ریز
زمین کی ہڈیان چور چور ہو گئین

ز پرگار گردش فرو ماند لنگ
گردش کی پرکار سے لنگڑا ہو کر رہ گیا

نفس را نہ راہ برون تاختن
سانس کو باہر نکلنے کی راہ نہ ملتی تھی

سپر بر سپر بستہ چون لالہ زار
ڈھالین ڈھالون پر لپٹ گئین مثل لالہ زار کے

نہ روی رہائی نہ راہ گریز
نہ تدبیر رہائی کی نہ راہ بھاگنے کی

گہی تیر و گہ ترکش انداختہ
کبھی تیر اور کبھی ترکش پھینک دیا

زمین گشتہ کوہ از بس افتادگان
زمین پہاڑ ہو گئی لاشون کی کثرت سے

کس از کشتن کس نیاورد یاد
کوئی کسی کے مارے جانے کی یاد نہ کرتا تھا

ندارد کسی سوگ در حربگاه
نہیں رکھتا ہے ماتم کوئی لڑائی کے میدان میں

نه کس جز قزاگند پوشد سیاه
نہ سوا چلتہ کے کوئی سیاہ پہنتا ہے

سخنگو سخن سخت پاکیزه راند
شاعر نے کیا اچھی بات کہی

که مرگی بانبوه را جشن خواند
کہ ایک انبوہ کے مرنے کو جشن کہا

چو مرگ از یکی تن برآرد هلاک
جب موت ایک شخص سے ہلاکی نکالتی ہے

شود شهری از گریه اندوهناک
ایک شہر روتا ہے اور غمگین ہوتا ہے

بمرگ همه شهر زین شهر دور
تمام شہر کی موت پر کہ اس شہر سے دور رہے

نگرید کسی گو بود ناصبور
کوئی بھی نہیں روتا ہے اگر بیقرار کیوں نہو

ز بس کشته بر کشته مردان مرد
کثرت لاش پر لاش بہادروں کی پڑی ہونے سے

شده راه بربسته بر ره نورد
راہ بند ہو گئی راہ چلنے والوں یعنی مسافروں پر

برآن دجلهٔ خون بلند آفتاب
اوس خون کے دریا پر بلند آفتاب نے

چو نیلوفر افگند زورق برآب
کنول کے پھول کے مانند پانی پر کشتی ڈالی

سنان سکندر در آن داوری
نیزہ سکندر کا اوس لڑائی میں

سبق برده بر چشمهٔ خاوری
سبقت لیگیا چشمۂ آفتاب پر

شرارے که شمشیر دارا فگند
جو چنگاریاں کہ دارا کی تلوار نے ڈالین

تپش در دل سنگ خارا فگند
جلن سنگ خارا کے دل میں ڈالی

چو لشکر بلشکر در آمیختند
جب لشکر لشکر سے مقابل ہوئے

قیامت ز گیتی برانگیختند
قیامت جہان سے اوٹھائی

پراگندگی در سپاه اوفتاد
پریشانی سپاہ میں پڑ گئی

پژوهش در آزرم شاه اوفتاد
فکر صلح کی بادشاہ کو پڑی

سپه چون پراگنده شد سوی جنگ
سپاہ جب پریشان ہوئی لڑائی کی طرف

فراخی در آمد بمیدان تنگ
کشادگی آئی میدان تنگ میں یعنی فوج متفرق ہو گئی

کسی از خاصگان پیش دارا نبود
کوئی خاص لوگون سے آگے دارا کے نہ تھا
دو سرہنگ غدار چون پیل مست
دونون بیوفا سپاہیون نے مثل مست ہاتھی کے
درافتاد دارا بدان زخم تیز
گر پڑا دارا ان کاری زخمون سے
درخت کیانی درآمد بخاک
کیانی درخت یعنی دارا زمین پر گر پڑا
برنجید تن نازک از درد و داغ
دکھتا ہے بدن نازک درد اور داغ سے
کشندہ دو سرہنگ شوریدہ رای
مارنے والے دونون سپاہی سودائیون کی طرح
کہ آتش ز دشمن برانگیختیم
کہ وہان دشمن سے اوٹھائی یعنی مار ڈالا
بیک زخم کردیم کارش تباہ
ایک زخم مین اوسکا کام ہم نے تباہ کردیا
بیا تا ببینی و باور کنی
چل اور دیکھہ تا کہ یقین کرے تو
چو آمد ز ما آنچہ کردیم رای
جیسی ہم نے رائے بتلائی تھی وہ ہمسے ہو گئی
بما بخش گنجی کہ پذرفتہ
ہمکو وہ خزانہ دے جو کہ تونے دینی کہا ہے

گزو در دل کس مدارا نبود
بلکہ اوس سے کسی کے دل مین مروت تھی
بران پیلتن بر گشادند دست
اوس پیلتن پر ایسے شخص یعنی دارا پر کھولا ہاتھہ
زگیتی برآمد یکی رستخیز
جہان سے نکلی ایک قیامت
نغلطید در خون تن زخمناک
لوٹنے لگا خون مین اوسکا زخمی بدن
چو خویشی بود باد را با چراغ
کیا یگانگت ہوا کو ہوتی ہے چراغ سے
نبرد سکندر گرفتند جای
پاس سکندر کے پہونچے
باقبال شہ خون او ریختیم
بادشاہ یعنی آپکے اقبال سے اوسکا خون گرا دیا ہمنے
سپردیم جانش بفتراک شاہ
جان اوسکی سونپ دی ہمنے بادشاہ کے فتراک کو
بخونش سم بارگی تر کنی
اوسکے خون سے گھوڑون کے قدم کو تر کرے تو
تو نیز آنچہ گفتی بیاور بجای
تو بھی جو کچھہ تونے کہا تھا پورا کر
وفا کن بچیزی کہ خود گفتہ
پورا کر اس چیز سے جو کچھہ کہ خود تونے کہا ہے

سکندر چو دانست کاین ابلهان

سکندر نے جب جانا کہ یہ بیوقوف

پشیمان شد از کردہ پیمانِ خویش

پچھتانے لگا اپنے اقرار کرنے سے

فرو میرد امیدوارے ز مرد

جاتی رہتی ہے امیدواری اوس مرد کے دل سے

نشان جست کان کشور آرای کے

پتہ دریافت کیا کہ وہ کیانیون کا پادشاہ

وزو بید او پیشہ براہ اندرون

وہی دونون ظالم راہ مین

چو در موکب قلبِ دارا رسید

جب لشکر دارا کی قلبگاہ مین پہونچا

تن شہریار دید در خاک و خون

پادشاہ کا بدن خاک اور خون مین پڑا دیکھا

سلیمانے افتادہ در پای مور

ایک سلیمان گر پڑا چیونٹی کے پانون کے تلے

بیازوے بہمن بر آسودہ مار

بہمن کے بازو پر لپیٹ گیا سانپ

بہارِ فریدون و گلزارِ جم

فریدون کی بہار اور باغ جمشید کا

نسب نامۂ دولتِ کیقباد

نسب نامہ یعنی شجرہ نسل کیقباد پادشاہ کا

دلیرند بر خونِ شاہنشہان

پادشاہون کے خون پر بہت مستعد ہین

کہ بر خاستش عصمت از جانِ خویش

بلکہ اوٹھ گئی اوسکو صفائی اپنی زندگی سے بھی

کہ ہمسال را سر در آید بگرد

جب اپنے برابر والے کا سر خاک پر گر پڑتا ہی

کجا خوابگہ دارد از خون و خوے

کہان سو رہا ہے خون اور پانی مین

بہ بیدادِ خود شاہ را رہنمون

اپنے ظلم کی طرف سکندر کو راہ بتلانے لگے

ز موکب روان سکس را ندید

سواری کے پیچھے دوڑنیوالون مین سے کسی کو نہ دیکھا

کلاہِ کیانے شدہ سرنگون

کیانی تاج کو سر سے اوترا ہوا

ہمان پشہ کردہ بر پیل زور

اوس ایک مچھر نے زور کیا ہاتھی پر

ز رویین دژ افتادہ اسفندیار

کانسے کے قلعے سے گر پڑا اسفندیار

بباد خزان گشتہ تاراج غم

غم کے پت جھڑ کی ہوا سے لٹ گیا

ورق بر ورق ہر سوی بردہ باد

ہوا نے ہر طرف اوسکے ورق اڑا کر منتشر کر دیے

سکندر فرود آمد از پشت بور
سکندر گھوڑے سے نیچے اوتر آیا
در آمد ببالین آن پیل زور
آیا سرہانے اوس بہادر بادشاہ کے

بفرمود تا آن دو سرہنگ را
حکم دیا کہ اُن دونون سپاہیون کو
دو گرشہ زخمہ خارج آہنگ را
دو نون بگڑے ہوئے باجے کی بدآواز دو نون کو

بدارید بر جای خویش استوار
رکھو اپنی جگہ پر اے اہل لشکر حفاظت سے
خود از جای جنبید شوریدہ وار
آپ وہان سے چلا دیوانے کے مانند

ببالین آن خستہ آمد فراز
زخمی یعنی بادشاہ دارا کے سرہانے آیا
زورع کیانی گرہ کرد باز
کیانی زرہ کی گرہ کو اپنے ہاتھ سے کھولا

سر خستہ را بر سر ران نہاد
زخمی یعنی دارا کا سر اپنی ران پر رکھا
شب تیرہ بر روز رخشان نہاد
اندھیری رات کو روشن دن پر رکھا

فرو بستہ چشم از تن خوابناک
بند کیے ہوئے آنکھ سوتے ہوئے شخص کی طرح
بدو گفت برخیز ازین خون و خاک
کہا اوس سے اوٹھ اس خون اور خاک سے

چو دارا برویش نظر کرد و دید
جب دارا نے اُسکی صورت کو آنکھ کھولکر دیکھا
بسوز جگر آہ از دل کشید
جگر کے سوز مین دل سے آہ کھینچی

چنین داد دارا بخسرو جواب
سکندر نے اسطرح سکندر کو جواب دیا
کہ بگذار تا سر نہم من بخواب
کہ چھوڑدے مجھکو تو سونے کے لیے سر رکھون

رہا کن کہ ور من رہایی نماند
چھوڑدے کہ مجھ مین طاقت چھوٹنے کی نہین ہی
چراغ مرا روشنایی نماند
میرے چراغ مین اب تیل نہین رہا ہے

سپہرم بدانگونہ پہلو درید
آسمان نے اسطرح میرے پہلو کو چاک کردیا
کہ شد در جگر پہلوم ناپدید
کہ میرے جگر مین میرا پہلو پوشیدہ ہو گیا

تو ای پہلوان کامدی سوی من
تواے پہلوان کہ آیا ہے میری طرف
نگہدار پہلو ز پہلوی من
الگ رکھہ پہلو اپنا میرے پہلو سے

که با این که پهلو دریدم چو میغ
کیونکہ باوجود اسکے کہ پہلو پھٹا ہوا ہے میرا بدلی کی طرح

همی آید از پهلوم بوی تیغ
آتی ہے میرے پہلو سے بو تلوار کی

سر سروران را رها کن ز دست
سرداروں کے سر کو ہاتھ سے چھوڑ دے

تو مشکن که ما را جهان خود شکست
تو مت توڑ کہ جہان نے ہمکو خود ہی چور کر دیا

چه دستی که با ما درازی کنی
وہ کون ہاتھ ہین جو ہماری طرف بڑھاتا ہے تو

بتاج کیان دست بازی کنی
کیانیون کے تاج کو اتارے لیے جاتا ہے تو

نگهدار دستت که دار است این
روک ہاتھ اپنا کہ یہ دارا بادشاہ ہے

نه پنهان چو روز آشکار است این
نہین پوشیدہ مثل دن کے ظاہر ہے یہ بات

چو گشت آفتاب مرا روی زرد
جب میرے آفتاب کا چہرہ مائل بزردی ہو گیا

نقابی بمن در کش از لاجورد
ایک پردہ مجھ پر ڈال دے لاجوردی

مبین سرو را در سر افگندگی
سرو کو اس سر جھک جانیکی حالت مین دیکھ

چنان شاه را و چنان بندگی
ایسے بادشاہ کو ایسی بے بسی مین

ورین بندم از زحمت آزاد کن
اس فکر مین مجھکو تو رنج دینے سے چھوڑ دے

بآمرزش ایزدی یاد کن
خدا کی بخشش سے میرے لیے یاد کر

زمین را منم تاج تارک نشین
زمین کے لیے مین تاج سر پر بیٹھنے والا ہون

ملرزان مرا تا نه لرزد زمین
مت حرکت دے مجھکو تاکہ زمین کو زلزلہ نہ آوے

رها کن که خوابِ خوشم می برد
چھوڑ دے کہ مجھے خوب ہی نیند معلوم ہوتی ہے

زمین آب چرخ آتشم می برد
زمین پانی آسمان آگ میری لیے جاتا ہے

مگردان سرِ خفته را از سریر
مت گھماؤ سوئے ہوئے سر کو تخت سے

که گردونِ گردان برآرد نفیر
کہ آسمان گردش کرنیوالا چلا اوٹھے گا

زمانم بسر اینک رسد بیگمان
زمانہ میرا اب قریب پہونچا ہے بے شبہہ

رها کن بکامِ خودم یکزمان
اپنی خوشی کے موافق مجھکو چھوڑ دے دم بھر

اگر تاج خواہے ربود از سرم
اگر تو تاج اتارا چاہتا ہے میرے سر سے
چو من زین ولایت کشادم کمر
جب مین نے اس ملک یا دنیا سے کمر کھول ڈالی
سکندر ربنالید کاے تاجدار
سکندر رونے لگا کہ اے شاہنشاہ
نخواہم کہ بر خاک بودی سرت
مین نہین چاہتا تھا کہ خاک پر آجاتا سر تیرا
ولیکن چہ سود است کاین کار بود
اور لیکن کیا فائدہ ہے کہ یہ کام ہو چکا
اگر تاجور سر برافراختے
اگر بادشاہ سربلند کرتا
دریغا بدریا کنون آمدم
افسوس ہے کہ اب دریا مین آگیا مین
چرا امر کبم را نیفتاد سم
کیون میرے گھوڑے کے سم نہ گر پڑے
مگر نالۂ شاہ نشنیدمے
مگر رونا بادشاہ کا نہ سنتا مین
بدارای گیتی و دانای راز
قسم جہان کے بادشاہ یعنی خدا کی جو دلکا حال جانتا ہے
ولیکن چو بر شیشہ افتاد سنگ
اور لیکن جب شیشے پر پتھر گر پڑا

یکے لحظہ بگذار تا بگذرم
تھوڑی دیر چھوڑ دے کہ گذر جاؤن مین
تو خواہ افسر از من ستان خواہ سر
تو چاہے تاج مجھسے لیلینا اور چاہے سر لیلینا
سکندر منم چاکر شہریار
مین سکندر حضور کا نوکر ہون
نہ آلودہ خون شود پیکرت
نہ تیرا بدن خون مین آلودہ ہو دے
تأسف ندارد درین کار سود
اب اس کام مین افسوس بیکار ہے
کمربند او چاکرے ساختے
تابعدار یعنی مین اسکی نوکری کرتا
کہ تا سینہ در موج خون آمدم
بلکہ سینے تک خون کی لہر مین آگیا مین
چرا پے نکردم درین راہ گم
کیون نہ اس راہ مین میرے پانون گم ہوگئے
نہ روی چنین روز را دیدمے
نہ ایسے برے دن کی صورت دیکھتا مین
کہ دارم بہ بہبود دارا نیاز
کہ دارا کی بہتری کی آرزو رکھتا تھا مین
کلید در چارہ نامد بچنگ
تدبیر کے دروازے کی کنجی ہاتھ مین نہین آتی ہے

دریغا که از نسل اسفندیار
افسوس کہ اسفندیار کی اولاد سے

چه بودی که مرگ آشکارا شدے
کیا اچھا ہوتا جو موت سامنے آجاتی

چه سود دست مردن نشاید بزور
اس سے کیا فائدہ ہے زبردستی مرنا ممکن نہیں ہے

بنزدیک من یک سر موی شاه
میرے نزدیک بادشاہ کے سر کا ایک بال

گر این زخم را چاره دانستمے
اگر میں اس زخم کی دوا جانتا میں

مبادا که اورنگ شاهنشهے
ایسا نہو کہ تخت بادشاہ کا

چرا خون نگریم برین تاج و تخت
کیون خون نہ روؤن میں اس تاج اور تخت پر

مبادا آن گلستان که سالار او
نہ ہے وہ باغ کہ اوسکا مالک

نفیر از جهانی که دارا گذشت
فریاد اس جہان سے کہ دارا گذر گیا

بیچاره گری چون ندارم توان
تدبیر کرنے کی چونکہ میں طاقت نہیں رکھتا ہوں

چه تدبیر داری و رای تو چیست
کیا تدبیر رکھتا ہے تو اور تیری کیا راے ہے

همین بود بس ملک را یادگار
ملک کے لیے صرف یہی یادگار تھا

سکندر هم آغوش دارا شدے
سکندر بھی دارا سے ہم پہلو ہو جاتا یعنی مرجاتا

که پیش از اجل رفت نتوان بگور
کیونکہ موت سے پہلے قبر میں جانا ممکن نہیں

گرامی تر از صد هزاران کلاه
بزرگ زیادہ لاکھوں تاج سے ہے

طلب کردمے تا توانستمے
جہان تک ممکن ہوتی ڈھونڈتا میں

ز دارای دولت بماندے تهی
پادشاہ دارا مینی تجھسے خالی ہوجاے

که دارنده را بر در افگند رخت
جسنے اپنے مالک کا اسباب دروازے پر پھینک دیا

بدین خستگی باشد از خار او
اس زخمی پن میں ہو اوسکے کانٹے سے

نه پنهان چو روز آشکارا گذشت
نہیں پوشیدہ مثل روز روشن کے گذر گیا

کنم نوحه بر یاد سرو روان
ماتم کرتا ہوں اس سرو روان کو یاد کرکے

امید از که داری و بیمت ز کیست
امید کس سے رکھتا ہے تو اور خوف تجھکو کس سے ہے

بگو هرچه خواهی که فرمان کنم
کہہ جو کچھ چاہے تو کہ حکم بجا لاؤن مین
بچاره گری با تو پیمان کنم
اسکی تدبیر کرنیکا تجھسے اقرار کرتا ہون مین

چو دارا شنید ان دم دلنواز
جب دارانے وہ دل خوش کرنیوالی بات سُنی
بخواهشگری دیده را کرد باز
خواہش سے اپنی آنکھیین کھولدین

بدو گفت کای بهترین بخت من
اوس سے کہا کہ اے میرے نصیبہ ور
سزاوار پیرایهٔ تخت من
قابل میری تخت کے آراستہ کرنے کے

چه پرسی ز جان بجان آمده
کیا پوچھتا ہے تو مجھ جان سے بیزار ہوئے
گلی در سموم خزان آمده
ایک پھول پت جھڑ کی لُو کھائے ہوئے

جهان شربت هر یک از یخ سرشت
جہان نے ہر ایک کے شربت مین برف ملادی ہے
بجز شربت ما که بر یخ نبشت
سوا ہمارے شربت کے جسکو برف پر گھلنے کو لکھا

ز بی آبیم سینه سوزد درون
پیاس سے میرا سینہ اندر ہی اندر جل رہا ہے
قدم تا سرم غرق دریای خون
پانون سے سر تک خون کے دریا مین غرق ہون

چو برقی که در ابر دارد شتاب
مثل اوس بجلی کے کہ بدلی مین دوڑتی ہے
لب از آب خالی و تن غرق آب
ہونٹھ پانی سے خالی اور بدن پانی مین ڈوبا ہوا

سبوئیکه سوراخ باشد نخست
جس گھڑے مین کہ سوراخ ہو پہلے سے
بموم و سریشم نگردد درست
موم اور سریش سے درست نہ ہوگا

جهان غارت از هر دری میبرد
جہان ہر ایک دروازے سے لوٹ لیجاتا ہے
یکی آورد دیگری می برد
ایک لاتا ہے دوسرا لیجاتا ہے

نه زو این ایشان که هستند نیز
نہ تو اوس سے وہ لوگ بچتے ہین جو باقی بھی ہین
نه آنانکه رفتند و رستند نیز
نہ وہی لوگ جو چلے گئے اور اوس سے آزاد بھی ہوگئے

ببین روز من راستی پیشه کن
دیکھہ میرے دن کو سیدھاپن اختیار کر
تو نیز از چنین روز اندیشه کن
تو بھی اسی دن سے اندیشہ کر

چو هستی به پند من آموزگار

اگر تو میری نصیحت سیکھے گا

نه من به زبهمن شدم کاژدها

کیا مین بہمن سے بہتر نہین ہوا مین جسکو اژدہے نے

نه اسفندیار جهانگیر گرد

نہ اسفندیار جہان کا فتح کرنیوالا پہلوان

چو در نسل ما کشتن آمد نخست

چونکہ میری نسل مین پہلے سے مارا جانا چلا آتا ہے

تو سرسبز بادا بشاهنشهی

تو ہمیشہ سرسبز رہے بادشاہی پر

چو در خواستی کارزوی تو چیست

جب پوچھا تونے کہ تیری خواہش کیا ہے

سه چیز آرزو دارم اندر نهان

تین باتون کی آرزو رکھتا ہون مین دلمین

یکی آنکه بر کشتن بے گناه

ایک وہ کہ مجھ بیگناہ کے مارے جانے پر

دوم آنکه بر تخت و تاج کیان

دوسرے وہ کہ کیانیون کے تخت و تاج پر

دل خود بپردازی از تخم کین

اپنا دل کینے سے بالکل پاک کرڈالے

سوم آنکه بر زیردستان من

تیسرے یہ کہ میرے محل کی بیگمات پر

بدین روز منشاندت روزگار

اس دن مین نہ بٹھلا دیگا تجھکو زمانہ

بخاریدن سر نه گردشش رها

سر کھجلانے کی بھی دم بھر اسکو مہلت ملی

که از چشم زخم جهان جان نبرد

جو نظر بد سے جہان کی جان سلامت نہ لیگیا

کشنده نسب کرد بر من درست

پس مار ڈالنے والون نے میرے نسب کو درست کردیا

که من کردم از سبزه بالین تهی

کیونکہ مین نے سرہانے سے نرم تکیے نکال ڈالے

بوقتیکه بر من بباید گریست

اس وقت کہ مجھ پر رونا چاہیے ہے

برآید باقبال شاه جهان

برآوین بدولت پادشاہ جہان یعنی سکندر کے

تو باشی درین داوری دادخواه

تو ہی اس جھگڑے کا انصاف کرتا

چو حاکم تو باشی نیاری زیان

جب تو حاکم ہو جاوے نقصان پہونچاوے

نپردازی از تخمهٔ ما زمین

میری اولاد سے سرزمین کو خالی نکرے گا

حرم شکنی در شبستان من

بے حرمتی اونکی میری محل مین نکرنا

همان روشنک را که دخت منست
اور وہ روشنک کہ لڑکی میری ہے

بہم خوابی خود کنے سر بلند
اپنے ساتھ شادی کرنے سے اوسکو سربلند کرنا

دل روشن از روشنک بر متاب
اپنا دل روشنک سے ہرگز نہ پھیرنا

سکندر پذیرفت زو ہر چہ گفت
سکندر نے قبول کیا جو کچھ دارا نے کہا

کبودی و کوری در آمد بچرخ
نیلاپن اور اندھیرا آگیا آسمان مین

درخت کیانرا فرو ریخت بار
کیانی درخت کا گرادیا پھل

چو مہر از جہان مہربانی برید
جب آفتاب نے جہان سے روشنی پہنچانا کم کردیا

سکندر بر آن شاہ فرخ نژاد
سکندر اوس بادشاہ مبارک پیدائش یعنی دارا پر

دژ و دید بر خویشتن نوحہ کرد
اوسکی طرف دیکھتا تھا اور اپنے اوپر ماتم کرتا تھا

چو روز دگر صبح ابلق سوار
جب دوسرے دن صبح ابلق سوار نے

سکندر بفرمود کار ہمہ ساز
سکندر نے حکم دیا کہ سب سامان تیار کرین

بدان نازکی دست پخت منست
اوس نازکی سے میری پرورش کی ہوئی ہے

که فرخ بود گوہر ارجمند
کہ بہت اچھا ہوتا ہے بزرگ موتی

که با روشنی بہ بود آفتاب
کیونکہ روشنی سے آفتاب بہتر معلوم ہوتا ہے

پذیرفت و برخاست گوینده خفت
سکندر اوٹھ کھڑا ہوا اور دارا مرگیا

که بغداد را کرد بی کاخ و کرخ
کہ باغ انصاف کو بے نام و نشان کردیا

کفن دوخت بر درع اسفندیار
کفن سیا گیا برابر زرہ اسفندیار کے

شبہ ماند و یاقوت شد ناپدید
پوتین رہ گئین یاقوت ناپیدا ہوگئے

شبانگاہ بگریست تا بامداد
رات بھر روتا رہا صبح تک

که دارا ہمان زہر بایست خورد
کہ اوسکو بھی ایسا ہی زہر کھانا ہوگا

طویلہ برون زد برین مرغزار
طویلہ باہر نکالا اس چراگاہ یعنی آفتاب نکلا

برندش بجای نخستینہ باز
لے چلین اوسکو پہلی ہی جگہ پر پھر

پیروزی یافتن سکندر بر دارا و کشتہ شدن او

زمهد زر و گنبد سنگ بست
سونے کی گہوارے کی اور پتھر کے مضبوط گنبد سے

مهیاش کردند جای نشست
اوسکے لیے بیٹھنے کی جگہ طیار کر دی

چو خلوت گهش آنچنان ساختند
جب خلوت گاہ اوسکی ایسی طرح بنائی

از و زحمت خویش پرداختند
اوس زحمت اپنی سے فراغت پائی

تنومند را قدر چندان بود
صاحب جسم یعنی انسان کی قدر جبتک ہوتی ہے

که در خانهٔ کالبد جان بود
جبتک اوسکے قالب مین جان رہتی ہے

چو بیرون رود جوهر جان ز تن
جب باہر نکل جاتا ہے جان کا جوہر بدن سے

گریزد ز همخوابهٔ خویشتن
بھاگ جاتی ہے اپنے پاس کی سوتیوالی یعنی بی بی

چراغی که بادی در و در دمے
وہ چراغ کہ ایک پھونک مین اوسکو بجھا دی تو

چه بر طاق ایوان چه روی زمے
کیا محل کے طاق پر کیا زمین کے اوپر

اگر بر شود سپهری و گر در مغاک
اگر اوپر آسمان کے ہے تو اور اگر گڑھے مین

چو خاکی شوی عاقبت زیر خاک
جب خاک ہے تو آخر کو خاک کے نیچے جائیگا تو

بسا ماهیان کو شود خورد مور
بہت مچھلیان جو غذا چیونٹیون کی ہوتی ہین

چو در خاک شور افتد از آبشخور
جب کھاری زمین مین آچھلکر سمندر سے اپڑتی ہین

چنین ست رسم این گذرگاه را
ایسا ہی طریقہ ہے اس راستے کا

که وارد و آمد شد این راه را
کہ راہین آنے جانے کا راستہ بنا ہوا ہے

یکی را در آرد و هنگامه تیز
ایک کو اس بازار مین تیزی سے لاتا ہے

یکی را بهنگامه گوید که خیز
ایک کو کہتا ہے کہ بازار سے اٹھ جا

مکن زیر آن لاجوردی بساط
نیچے اس نیلے شامیانے یعنی آسمان کے

بآن مهرهٔ کهرباگون نشاط
اس کہربائی رنگ کے مہرے یعنی دنیا مین عیش

که رویت کند کهربا وار زرد
کیونکہ تیرا منھ کہربا کے مانند زرد کر دیگی

کبودت کند جامه چون لاجورد
کپڑے تیرے مثل لاجورد کے نیلے کر دیگا

گوزنے کہ در شہر شیران بود
جو بارہ سنگا کہ شیروں کے شہر میں رہتا ہے

برگ خودش خانہ ویران بود
اپنی موت سے اوسکا گھر اوجاڑ ہو جاتا ہے

چو مرغ از پی کوچ برکش جناح
مثل مرغ کے اوڑنے کے لیے بازو کھول

مشو مست راح اندرین مستراح
مت ہو خوشی میں مست اس راحت کی جگہ میں

بزن برق وار آتشے در جہان
بجلی کی طرح ایک آگ لگاوے جہان میں

جہان را ز خود وارہان وارہان
جہان کو آپ سے چھوڑ اور اوسکو چھڑا دے

سمندر چو پروانہ آتش دوست
سمندر پروانے کی طرح آگ پر دوڑنے والا ہے

ولیک این کہن لنگ و آن جوش دست
لیکن یہ پرانا لنگڑا اور وہ اچھا چلنے والا ہے

خری جوز میخورد برجاے جو
ایک گدھا اخروٹ کھاتا تھا بجاے جو کے

خرافتاد و جان داد خربندہ رو
گدھا گر پڑا اور مرگیا اے گدھے کے مالک چلا جا

اگر شاہ ملک ست وگر ملک شاہ
اگر بادشاہ ملک کا ہے اور اگر رعایا بادشاہ کی

ہمہ راہ رنجست پای رنج راہ
تمام راہوں میں رنج ہے مزدوری راہ کی

کہ داند کہ این خاک دیرینہ دور
کون جانے کہ یہ زمین پرانے زمانے کی

بہر غارے اندر چہ دارد زغور
ہر ایک غار میں کتنی تہ یعنی پرتین رکھتی ہے

کہن کیسہ شد خاک پنہان شکنج
پرانی تھیلی ہو گئی زمین اندر رہی پیچدار

کہ ہرگز برون نارد آواز گنج
کہ ہرگز باہر نہیں نکالتی ہے آواز خزانے کی

زر از کیسۂ نو برآرد خروش
نئی تھیلے سے روپیہ کی آواز نکلتی ہے

سبوی نو از نم ہمی آید بجوش
نیا گھڑا بھیگنے سے جوش میں آتا ہے

کہ داند کہ این دخمۂ دام و دد
کون جانے کہ یہ قبر چارپایے اور درندے کی

چہ تاریخہا دارد از نیک و بد
کتنی تاریخیں رکھتی ہے نیک اور بد سے

چہ نیرنگ با بخردان ساخت ست
کیا کیا مکر اسنے عقلمندوں کے ساتھ کیے ہیں

چہ گردنکشان را سر انداخت ست
کتنے بادشاہوں کے سر کاٹے ہیں

فلک نیست یکسان بہم آغوش تو — **طرازش دو رنگست بر دوش تو**

آسمان یکسان نرہے گا ساتھی تیرا — نقش اوسکے دو طرح کے ہین تیرے شانے پر

گہت چون فرشتہ بلندی دہد — **گہت با ددان وست بندی دہد**

فرشتے کی طرح کبھی تجھکو بلندی دیتا ہے — کبھی درندون کے ساتھ تجھے عاجز کردیتا ہے

شبانگہ بنانیت نارد بیاد — **کلیچہ چہ گردون دہد بامداد**

رات کو تجھے ایک روٹی بھی نہین دیتا ہے — مثل آسمان کے صبح کو ایک ٹکیا دیتا ہے

چہ باید درین ہفت چشمہ خراس — **زبہر جوی چند بردن سپاس**

کیا ضرور ہے اس سات طبق کی خرچکی یعنی آسمان مین — ایک جو کے لیے اس قدر احسان اوٹھانا

چو خضر از چنین روزیٔ روزہ گیر — **چو ہست آبحیوان چہ خرما چہ شیر**

خضر کی طرح ایسی روزی سے روزہ اختیار کر — جب آبحیات موجود ہے کیا چھوہارے کیا دودھ

ازین دیو مردم کہ دام و دد اند — **نہان شو کہ ہمصحبتان بد اند**

ان دیو لیسے آدمیون سے کہ چارپایے اور درندے ہین — گوشے مین بیٹھ کہ یہ ہم صحبت نہایت بد ہین

پی گور کز دشتبانان گم ست — **ز نامردمیہای این مردم ست**

نشان گور کا کہ چراہون سے ناپید ہے — انھین لوگون کی بے مروتیون سے یہ بات ہے

گوزن گریزندہ در مرغزار — **ز مردم گریزد سوی کوہ و غار**

بارہ سنگھا بھاگنے والا چراگاہ مین — آدمیون سے بھاگتا ہے پہاڑ اور گڈھے کی طرف

ہمان شیر کو جای در بیشہ کرد — **ز بدعہدیٔ مردم اندیشہ کرد**

اور شیر نے بھی جو جنگل مین جگہہ کی یعنی بسنا اختیار کیا — آدمیون ہی کی بد عہدی سے اوسنے بھی خوف کھایا

مگر گوہر مردمی گشت خرد — **کہ در مردمان مردمیہا بمرد**

شاید جو ہر مروت کا چور چور ہو گیا یعنی نرہا — بلکہ آدمیون کی مروتین مرگئین یعنی جاتی رہین

اگر نقش مردم بخوانی شگرف — **بگوئی کہ مردم چنین ست حرف**

اگر نقش آدمی کا بغور دیکھے یا پڑھے تو — جانے تو کہ آدمی مین یہ باتین ہوتی ہین

بچشم اندرون مردمک را کلاہ
آنکھ کے اندر آنکھ کی تپلی کی ٹوپی
ہم از مردن مردمی شد سیاہ
مروت رہی کے مرجانے سے سیاہ ہوگئی

نظامی بجا موشکاری بسیچ
اے نظامی چپ رہنے کا ارادہ کر
بگفتار ناگفتنی بر مپیچ
نہ کہنے کے قابل باتوں پر پیچ و تاب نہ کھا

چو ہم رشتۂ خفتگانے خموش
جب ساتھی مرے ہوؤں کا تو ہے چپ رہ
فرو خسپ یا پنبہ در نہ بگوش
اور سو رہ یا روئی کان میں رکھ لے

بیاموز ازین مہرۂ لاجورد
سیکھ اس لاجوردی مہرے یعنی آسمان سے
کہ باسرخ سرخ ست و بازرد زرد
کہ سرخ کے ساتھ سرخ ہے اور زرد کے ساتھ زرد ہے

شبانگہ کہ صد رنگ بندد نگار
رات کے وقت کہ سو طرح کے نقش پیدا کرتا ہے
برآید بعہد دست چون نوبہار
نکلتا ہے نوبہار کی طرح تو ہاتھوں سے

سحرگہ کہ یک چشمہ یابد کلید
صبح کے وقت کہ آفتاب پاتا ہے کنجی
بآئین یک چشمے آید پدید
بطور یک چشمی کے ظاہر ہوتا یعنی تمام عالم کو برابر دیکھتا ہے

بیا ساقی آن خون رنگین رز
لا ساقی وہ خون رنگین انگور کا
در افگن بمغزم چو آتش بخز
ڈال میرے دماغ میں مثل آگ کے ریشم میں

می کز خودم پاے لغزی دہد
وہ شراب کہ خودی سے مجھکو ایک ٹھوکر دے
چو صبحم دماغ دو مغزی دہد
مثل صبح کے مجھکو دماغ دو مغز کا یعنی زبردست دے

عہد بستن سکندر با بزرگان ایران و سیاست سرہنگان

اقرار کرنا سکندر کا ایران کے سرداروں سے اور سزا دینا سپاہیوں کو

کجا بودی ای دولت تازہ عہد
کہاں تھی تو اے تازہ زمانے کی دولت
بدرگاہ مہدی فرود آر مہد
ہدایت پائے ہوئے یعنی سکندر کی دربار میں گہوارہ اتار

چو آئے بدرگاہِ مہدی فرود
جب بادشاہ کے دربار میں اوترآوے تو

ترا دولت از بہر آن خواند بخت
تجھکو اے دولت اسلیے بلّایا نصیبہ نے

تنت آدمی را رُخ افروختہ
تیرے بدن نے آدمیونکا منھہ روشن کیا

بنام ایزد آراستہ پیکری
سبحان اللہ کیا آراستہ صورت ہے تو

بدستِ تو شاید عنان را سپرد
تیرے اختیار میں باگ سونپ دینا چاہیے

نشان دہ مرا کوی و بازارِ تو
بتا دے مجھکو محلہ اور کوچہ اپنا

چنانم نماید کہ از ہر دیار
مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک ملک سے

بہر جا کہ ہستی کمر بستہ ام
جس جگہہ تو موجود ہے کمر باندھے ہوے ہوں میں

ازینجا بگفت آن خداوندِ ہوش
یہان پر کیا اچھا کہا اوس عقلمند نے

بلی کین چنین گوہری سنگ بست
سچ ہے کہ اس طرح کے جواہرات بیش قیمت

سکندر کہ با رای و تدبیر بود
سکندر کہ صاحب عقل اور تدبیر تھا

بمہدِ من آور ز مہدی درود
میرے گہوارے میں مہدی سے درود لاؤ

کہ آرایش تاجی و زیبِ تخت
کہ آراستگی تاج کی ہے تو اور زیبایش تخت کی

جہان جامۂ چون تو نادوختہ
جہان نے کوئی کپڑا مثل تیرے نہ سیا

ز ہم گوہران برترین گوہرے
اپنے ہم جنسون سے تو زیادہ صاحب جوہر ہے

ز تو پایمردی ز ما دستبرد
تجھہ سے مدد اور ہم سے غالب ہونا ہے

کہ تا دایم آیم طلبگارِ تو
تا کہ ہمیشہ تیری تلاش میں آیا کروں میں

نداری درے جز درِ شہریار
نہیں ہے تیرے گھر کا دروازہ سوا بادشاہ کے دروازے کے

بخدمتگرے با تو پیوستہ ام
خدمت کے لیے تیرے ساتھہ ہمیشہ میں ہوں

زہے دولتِ مردِ گوہر فروش
کیا خوب ہے دولت مرد جوہری کی

بدولت توان آوریدن بدست
دولت ہی سے ہاتھہ میں آسکتے ہیں

بہ نیروی دولت جہانگیر بود
دولت کی قوت سے اوسنے جہان لے لیا تھا

عہد بستن
سکندر با بزرگانِ ایران و سیاست
سرہنگان

اگر دولتش نامدی رهنمای

اگر دولت اوسکی رہنمائی کے لیے نہ آتی

گزارنده دانای دولت پرست

بیان کرنے والے دانا دولت کے بندے نے

که چون شد سر تاج دارا نهان

کہ جب دارا کے تاج کا سر پوشیدہ ہو گیا

همه گنج دارا ز نو تا کهن

تمام خزانہ دارا نئے سے پرانے تک

بگنجینه شاه پرداختند

بسبب خزانے پادشاہ کے خالی کیا

سریر و سراپرده و تاج و تخت

تخت اور خیمے اور تاج اور تخت

جواهر نسنجید انکه آن را دبیر

اسقدر جواہرات نہیں کہ جن کو منشی

طبقهای بلور و خوانهای لعل

طباق بلور کے اور خوان لعل کے

هم آن تازی اسپان بازین زر

وہ عربی گھوڑے مع سنہرے زین کے

فورد ملوکانه بیش از شمار

کپڑے پادشاہوں کے لایق گنتی سے زیادہ

سلاح و سلب را قیاسی نبود

ہتیار اور مردون کے لباس کا کوئی اندازہ نہ تھا

فسودی سر خصم را زیر پای

اپنے دشمن کے سر کو پاؤن کے نیچے نہ روند سکتا

بپرگار دولت چنین نقش بست

دولت کی پرکار سے ایسا نقش کھینچا

با سکندر افتاد ملک جهان

سکندر کے ہاتھ ملک جہان کا پڑا

که آن زانه سر بود پیدا نه بن

جس کی نہ ابتدا معلوم تھی نہ انتہا

ز دریا بدریا در انداختند

دریا سے دریا مین ڈال دیا

نسنجند انکه آن بر تواند سخت

اتنی قدر زر تھے کہ جنکا شمار کر سکین

بیارد در انگشت یا در ضمیر

انگلیون پر یا دل مین شمار کر سکے

طرائف کشانرا بفرسود نعل

ان نادرات کے لاد کر چلنے والوں کی گھس گئین نعلین

خطائی غلامان زرین کمر

غلام شہر خطا کے سنہرے پٹکے باندھے ہوے

شتر بار زرینه بیش از هزار

اونٹ سنہری چیزون کے لدے ہوے ہزار سے زیادہ

پذیرنده راز و سپاسی نبود

قبول کرنے والے کو اس کچھ شکر نہ تھا

دگر چیزہا کہ باشد غریب

اور جو چیزیں کہ ہوتی ہیں نادر

چنان گنجے از سیم و زر خلاص

ایسے بھی خزانے خالص چاندی اور سونے کے تھے

جہاندار ازان گنج اندوختہ

سکندر اس جمع کیے ہوئے خزانے سے

بگوہر فروزد دل تیرہ فام

لعل سے روشن ہوتا ہے تاریک رنگ

چو تاریک شاید شدن سوی گنج

چونکہ اندھیرے میں جانا چاہیے خزانہ کی طرف

چرا روی آنکس کہ شد گنجیاب

کیوں تھا اس شخص کا جسنے خزانہ پایا

تو خاکی گرت گنج باید رواست

تو خاک ہے پہلے اگر تجھکو خزانہ چاہیے زیبا ہے

فروزندہ مرد شد خواستہ

روشن کرنے والا مرد کا ہوگیا مال

ور آن میوہ زعفران ریز شد

سونا اس زعفران جھاڑنیوالا میوہ ہوا

سیاہان مغرب کہ زنگی وشند

حبشی پچھم کے کہ زنگیوں کے مانند ہیں

سکندر چو دید آن ہمہ کان گنج

سکندر نے جو دیکھا کہ وہ تمام خزانوں کی کھان

وزو مخزن خاص یابد نصیب

اور اس سے خاص بادشاہی کو چاہیے حصہ

بمہر جہاندار کردند خاص

اور ان پر خاص مہر بادشاہی کر دیگئی

چو گنجے شد از گوہر افروختہ

مثل ایک موتی کے خزانے کے چمکنے لگا

مگر شب چراغش ازان است نام

شاید شب چراغ اسی سبب سے اسکا نام ہے

کہ گنج آید از روشنائی برنج

کیونکہ خزانہ روشنی نفرت کرتا ہے

زشادی برافروخت چون آفتاب

خوشی سے چمکنے لگا مثل آفتاب کے

کہ ناخواستہ خاک راکس نخواست

کیونکہ بغیر مال کے خاک کی کسی نے خواہش نہیں کی

وزو کارہا گردد آراستہ

اور اسی سے سب کام بن جاتے ہیں

کہ چون زعفران شادی انگیز شد

کہ مثل زعفران خوشی پیدا کرنے والا ہوا

بصفرای آن زعفران دلخوشند

اسی زعفران کی زردی سے خوشدل رہتے ہیں

کہ ور دستش افتاد بی دست رنج

وسکے ہاتھ آگئی بغیر محنت کے

پرستندگان در خویش را
اپنے در دولت کے تمام نوکروں کو

ہمان محتشم را و درویش را
رئیسوں اور محتاج فقیروں کو بھی

ازان گنج آراستہ داد بہر
اوس آراستہ خزانے سے ایک حصہ دیا

بداد و دہش گشتہ سالار دہر
عدل اور سخاوت مین ہوا سردار زمانے کا

بگردان ایران فرستاد کس
ایران کے پہلوانون کے پاس چوبدار بھیجا

کزین در نگردد کسی باز پس
کہ اِس دروازے سے کوئی واپس پھر جاوے

بدرگاہ یکسرہ سر نہند
ساری درگاہ مین سر رکھین یعنی مطیع ہون

ہلاک سر خویش بر ور نہند
اپنے مارے جانے کا خیال کنارے رکھین

بجای شما ہر یکی بے سپاس
بجاے تم ہر ایک کے بلا منت اور احسان

نوازشگر بہار و دبی قیاس
بے شمار مہربانیان جاری رہینگی

بزرگان ایران فراہم شدند
تمام سردار ایران کے جمع ہوئے

وزان خرمی سخت خرم شدند
اور اوس خوشخبری سے بہت خوش ہوئے

خبر داشتند از دل شہریار
بادشاہ یعنی سکندر کی طبیعت سے جو کہ واقف تھے

کہ ہست او بسوگند و عہد استوار
کہ وہ قول اور قسم کا نہایت مضبوط ہے

ہمہ ہر گروہ براہ آمدند
سب لوگ راہ مین متفق ہو کر آئے

سوی انجمن گاہ شاہ آمدند
طرف مجلس بادشاہ یعنی سکندر کے آئے

بر آن آمدن شادمان گشت شاہ
اوس آنے پر بادشاہ خوش ہوگیا

ازان پہلوانان لشکر پناہ
ان لشکر کے پناہ دینے والے پہلوانون سے

جداگانہ با ہر یکی عہد بست
علیحدہ علیحدہ ہر ایک سے اقرار کیا

کہ در پایہ کس نیارد شکست
کہ کسی کا عہدہ نہ توڑا جاوے گا

در گنج بگشاد با ہر کسے
دروازہ خزانے کا کھولا ہر شخص کے لیے

خزینہ بسے داد و گوہر بسے
اور خزانہ اور جواہرات بہت بہت دیا

بداد آنچه زو پیشتر بود شان
دیا جو کچھ پہلے انکے پاس تھا اس سے زیادہ

دو چندان دگر هم برافزودشان
دو گنا اور بھی اضافہ کیا اون کا

همان کار هر کس پدیدار کرد
اوسی طرح منصب ہر شخص کا ظاہر کر دیا

بران خفتگان بخت بیدار کرد
ان سوئے ہوؤں کے نصیبے کو جگا دیا

چو ایرانیان این دهش یافتند
جب ایرانیون نے یہ سخاوت پائی

سر از خنجر سرکشی تافتند
سر حلقۂ سرکشی سے پھیر لیا

نهادند سر بر زمین یک زمان
رکھے سب نے فوراً سر زمین پر

کله گوشه بردند بر آسمان
ٹوپی کا کونا لیگئے برابر آسمان کے یعنی فخر کیا

بگفتند بر شهریار آفرین
کیے بادشاہ کا بہت شکر

که یار تو باد اسپهر برین
کہ تیرا مددگار ہووے آسمان بلند

سر تخت جمشید جای تو باد
اور پر تخت جمشید کے تیری جگہ ہو جیو

سر سروران خاکپای تو باد
تخت بادشاہوں کے تیرے پاؤں کی خاک ہو جیو

کهن رفت و شاه نو ما توئی
پرانا چل دیا اور نیا بادشاہ ہمارا تو ہے

نه خسرو که کیخسرو ما توئے
نہیں بادشاہ بلکہ کیخسرو ہمارا تو ہے

نه پیچد کسی گردن از رای تو
کوئی سر نہ پھیرے گا تیرے حکم سے

سر ما به پایندگی پای تو
سر ہمارا تیرے پاؤں کے نیچے رہے

چو شه دید کز راه فرخندگی
جب سکندر نے دیکھا کہ اپنی خوشی سے

بر ایرانیان فرض شد بندگی
ایرانیون پر فرض ہوگئی بندگی

دران انجمن گاه انجم شکوه
اوس ستاروں کی ایسی بھری مجلس میں

که جمع آمد از هفت کشور گروه
کہ ساتوں ولایت کے لوگ جمع تھے

بفرمود تا تیغ و طشت آورند
حکم دیا کہ تلوار اور طشت حاضر کریں

دو خونریز را پیش تخت آورند
ان دونوں قاتلوں کو آگے تخت کے لاوین

عمدہ قافیہ طشت در تخت کا اجتماع نہیں ہے ۱۲

دو سرہنگ گردن برافراختہ
دو مغرور سپاہیوں سرکش کو

بسرہنگی از خون شان گل کنند
عوض سرہنگی سکے اونکے خون کو مٹی مین ملاوین

نخستین انچہ از گنج و زر گفتہ بود
پہلے جو کچھ مال اور متاع اونکو دینے کہا تھا

چو نقد پذیرفتہ آورد پیش
جب اقرار کیا ہوا نقد اونکے سامنے رکھدیا

بفرمود تا خوار کردند شان
حکم دیا کہ اونکو خوب تشہیر کرین

منادی بہ آمد بگرد سپاہ
ڈھنڈورا پڑوا دیا تمام سپاہ مین

کسی کین ستم خیزد از نام او
وہ شخص کہ جسکے نام سے ایسا ظلم پیدا ہووے

نبخشود ہرگز خداوند ہشش
نہ معاف کیا ہرگز صاحب عقل یعنی سکندر نے

نظارہ کنان شہری و لشکری
دیکھنے لگے شہر والے اور لشکر والے

بران راہ و رسم آفرین خوان شدند
اوس کے طریقے اور قانون کی تعریف کرنے لگے

نشستہ جہانجوی با نجروان
بیٹھا سکندر ساتھ سرداروں کے

حمائل بگردن دراندخت
طوق گردنوں مین پڑے ہوؤن کو

رسن حلق شان را حمائل کنند
اونکے گلے مین رسیان جکڑ دین

رسانید چندانکہ پذرفتہ بود
دے دیا جتنا کہ دینے کا اقرار کیا تھا

برون آمد از عہدۂ عہد خویش
اور اپنے اقرار کے عہدے سے بری الذمہ ہو گیا

رسن بستہ بردار کردند شان
رسی باندھکر سولی پر کھینچ دین چنانچہ وہی اجرا

کہ اینست پاداش خونریز شاہ
کہ یہ ہے سزا پادشاہ کے قاتلون کی

برین روز باشد سرانجام او
اس دن کا ہوتا ہے نتیجہ اور اسکا

بران بندہ کو شد خداوند کش
اوس بندے کو جسنے اپنے مالک کو مار ڈالا

بر انصاف و آزرم اسکندری
عدل اور انصاف سکندر کو

جہانجوی راندہ فرمان شدند
سکندر کے حکم کے بندے ہوے

ازان دائرہ دور چشم بدان
اوس مجلس سے نظر بد دور ہو جیسے

عہد شکستن سکندر بازرگان ایران و سیاست سرہنگان

دو رویہ سماطے بیاراستند
دو طرفہ دسترخوان کھنچا گیا
سکندر جهاندار دارا شکن
سکندر بادشاہ دارا کا فتح کرنے والا
پس آنگاہ باہر گرامنایۂ
بعد اوسکے ہر ایک عالی رتبہ سے
نیازادۂ زنگہ را باز جست
پہلے زنگہ رشادوران کے پوتے کو تلاش کیا
بپرسید کای پیر سال آزماے
پوچھا کہ اے بڈھے پرانے
بسی سالہا در جہان زیستے
تو بہت مدت سے جہان مین زندہ رہا ہے
چو دیدی کہ دارا چنان پیشہ گشت
تو دیکھتا تھا کہ دارا ظالم ہو گیا ہے
از آنجا کہ راز جہان داشتے
اوس جگہ سے کہ جہان کا راز دار تھا تو
چو آرد کسی را جوانی بجوش
جب کسی شخص کو جوانی جوش مین لاتی ہے
نیوشندہ از گرمی شاہ روم
سننے والا یعنی زنگہ نے تیزی سکندر سے
کمانی برآراست از پشت کوز
ایک کمان بنائی ٹیڑھی پیٹھ سے

نشینندگان جملہ برخاستند
بیٹھنے والے تمام ادب سے کھڑے ہو گئے
برافروخت چون شمع زان انجمن
چمکنے لگا مثل شمع کے اوس مجلس سے
سخن گفت بر قدر ہر مایۂ
باتین کرنے لگا موافق ہر شخص کی سمجھ کے
طلب کرد و زنگار آئینہ شست
بلایا اور کدورت آئینے دل سے صاف کی
فگندہ سر تا سایہ بر پشت پای
ڈالا سر تیر دی سایہ پانون کی پیٹھ پر یعنی کمر جھک گئی
زکار جہان بیخبر نیستی
اور تو جہان کی گردش سے ناواقف نہین ہے
گناہی من نی بداندیشہ گشت
میری کوئی خطا نہین وہ خود بداندیشہ ہو گیا تھا
نصیحت چرا از و نہان داشتے
نصیحت اوس سے کیون پوشیدہ رکھی تونے
گنہ پیر دارد کہ باشد خموش
بڈھے پر گناہ ہے کہ چپ بیٹھا ہے
بروغن زبانی برافروخت موم
چکنی باتون سے روشن کیا موم کو
پی و استخوان گشت همرنگ توز
ہڈیون پر جھلی ہو گئی مثل بھوج پتر کے

سلاح سخن بست و ترکش کشاد
ہتیار باتون کے باندہے اور ترکش کھولا
نخستین ثنائی جہاندار گفت
پہلے تعریف سکندر کی بہت کی
انوشہ منش باد و سالار دہر
خوش و خرم رہے دل بادشاہ زمانہ یعنی حضور کا
سرش سبز باد از شادی افراختہ
سر سبز اوسکا خوشی سے بلند رہے
بسی پند گفت این جہاندیدہ پیر
پھر کہا کہ مجھ بڈھے نے بہت کچھ نصیحت کی
بسی شمع روشن کہ دودی نداشت
بہت سی روشن شمعین جنین کہ مطلق دھوان یعنی برائی نہ تھی
چو بخت سکندر بود تخت و جام
جب سکندر کی تقدیر مین ہو تخت اور جام
چو گردون کند گردنی را بلند
جب آسمان کسی کی گردن بلند کرتا ہے
بہندوستان پیری از خر فتاد
ہندوستان مین ایک بڈھا گھوڑے سے گر گیا
کجا گردد از سیل جوئی خراب
جب کوئی جگہ کسی نہر کی بہیا سے غرقاب ہو جاتی ہے
ترا پای دولت فرو شد بگنج
تیری دولت کا پاؤن گڑ گیا خزانے مین

زجعبہ کمان تیر آرش نہاد
خانۂ کمان سے تیر آرش کا رکھا
کہ بادا جہاندار با کام جفت
کہ بادشاہ ہمیشہ مقصد ور رہے
ز نوشین جہان باد بسیار بہر
جہان کی مٹھائیان اچھی طرح حاصل ہون
سر خصم در پایش انداختہ
دشمن کا سر اوسکے پانون کے نیچے پڑا ہے
تشدد در دل کینہ ور جا گیر
مگر اوس کینہ ور کے دل مین موثر نہو مین
نمودم بدارا و سودی نداشت
دکھلائی مینے دارا کو مگر کوئی فائدہ نہوا اوسکو
ز دارا چہ آید بجز کار خام
دارا سے سوا برے کام کے کیا ہو سکے
بگردن فرازان در آرد گزند
گردن بلند کرنیوالون کو ایذا پہونچاتا ہے
پدر مردہ را بچین گاو زاد
ایک یتیم لڑکے کی گاو نے چین مین بچہ دیا یعنی اوسکو نفع ہوا
بجوی دگر کس در آرند آب
دوسرے شخص کی نہر مین اوسکا پانی پہونچاتے ہین
زبیدولتیہای دشمن مرنج
دشمن کے مفلس ہوجانے سے رنجیدہ نہو

جوانی و شاهی و آزاده

جوان ہے تو اور بادشاہ ہے اور آزاد ہے تو

بکامِ جوانی توانی رسید

مقصد جوانی میں پہونچے گا تو

به پیرانه سر گنبدِ لاجورد

بڑھاپے میں اس لاجوردی گنبد نے

جهان پادشه چون شود دیر سال

جب بادشاہ جہان کا بڈھا ہو جاوے

دگر آنکه دانا ست از مغز و پوست

دوسرے وہ کہ تو اے سکندر ہمہ تن عقل ہے

از و در دلِ هر کس آید هراس

اوس سے ہر شخص کے دل میں خوف پیدا ہے

در افگندنش چاره سازی کنند

اوسکے مار ڈالنے کی کوشش کرے گا

نوی را بشادی بر آرند کوس

نئے بادشاہ کی خوشی میں شادیانے بجاوینگے

ازین روی کیخسرو و کیقباد

اس سبب سے کیخسرو اور کیقباد نے

جهان بر دگر شاه بگذاشتند

جہان کو دوسرے بادشاہ پر چھوڑ دیا

بپوشیدن و خوردنِ نیک بهر

روزی حلال کے کھانے اور پہننے سے

همان به که بار ود و باده

وہی بہتر ہے کہ باجے اور شراب یعنی عیش و عشرت میں رہے

چو پیری رسد گوشه باید گزید

جب بڑھاپا پہونچے گوشہ اختیار کرنا چاہیے

بضحاک و جمشید بین تا چه کرد

ضحاک اور جمشید بادشاہ کے ساتھ کیا کیا

پرستنده را ز و بگیرد ملال

نوکرون کو اوس سے رنج معلوم ہوویگا

شناسد بد از نیک و دشمن ز دوست

بد اور نیک اور دشمن اور دوست کو پہچانتا ہے

چو بینند کو هست مردم شناس

چونکہ جانتے ہین کہ وہ آدمی کو خوب پہچانتا ہے

و ز و دعوئِ بی نیازی کنند

اور اوس سے بے نیازی کا دعوی کریگا

که بروی توانند کردن فسوس

نہین اوسپر افسوس کرینگے بلکہ مکر فریب کرینگے

به پیری ز شاهی نکردند یاد

بڑھاپے مین بادشاہی کی یاد

رهِ کوه البرز برداشتند

آپ راہ کوہ البرز کی اوٹھائی

شدند ایمن از خوردنِ تیغ دهر

ہوئے بےخوف زمانے کی تلوار کھانے سے

چو شہ دید کان یادگار کیان

جب سکندر نے دیکھا کہ اوس کیانیون کی یادگار نے

بہ نیک و بہ بد کاردانی بہ ست

نیک اور بد مین یہ نہایت کار آزمودہ ہے

بپرسید کان چیست در کارزار

پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو لڑائی مین

سپہ را چہ تدبیر دارد بجای

سپاہ کو کون تدبیر قائم اور مستقل رکھ سکتی ہے

ہنر دار آزمائی جہاندیدہ گفت

بڈھے بہادر یعنی زنگہ نے جواب دیا

کہ در لشکر چون تو شاہے بود

جو تجھ ایسے پادشاہ کے لشکر مین ہوتا ہے

چو فرمان چنانست کاین خاکسست

لیکن جب حضور کا ایسا حکم ہے کہ یہ ضعیف

شنیدم ز جنگ آزمایان پیش

سنا ہے مین نے اگلے لڑنیوالون سے

دلیریست ہنجار لشکر کشی

مضبوطی دل کی ہے طریقہ لشکر کشی کا

بہنگام لشکر بر آراستن

لشکر کشی کے وقت

صبوری ز خود خواہ و فتح از خدا

صبر کی اپنے دل سے اور فتح کی خدا سے خواہش کر

خبر دادش از کار سود و زیان

اوسکو کام کے فائدے اور نقصان سے آگاہ کردیا

ہنر دار آزمایست و کار آگہست

بہادر ہے اور خوب واقف کار ہے

کہ از بہر پیروزی آید بکار

فتح پانے کے کیسے کام آتی ہے

چہ سختی کند مرد را سست رای

اور کون سختی آدمی کو بیقوت بناتی ہے

کہ پیروزی آن پہلوانرا است جفت

کہ فتح مندی اوس پہلوان کو میسر آتی ہے

بہر تو یکتن سپاہے بود

تجھ ایک شخص کے دباؤ مین ایک سپاہ رہتی ہے

ز بہر تو سدی برآرد درست

تیرے واسطے کوئی معقول تدبیر بتلاوے

کہ از زور تن زہرہ مرد بیش

کہ بدن کے زور سے دل کا زور زیادہ کام دیتا ہے

سر افگندگی نیست در سرکشی

عاجزی نہین ہے سرکشی مین

ز لشکر نباید مدد خواستن

لشکر سے مدد مانگنا نہ چاہیے

کہ لشکر بدین ہر دو ماند بجای

کہ لشکر ان دونون باتون سے رہتا ہے قائم

چو پیروز باشی مشو در ستیز
جب فتح مند ہو جاوے تو لڑنے مت جا

اگر نا امیدی بجان باز کوش
اگر نا امید ہے تو جان سے کوشش کر

زفالیکہ بر فتح یابی نخست
جو فال کہ فتح پر پاجاوے تو پہلے

چنین گفت رستم فرامرز را
ایسا کہا رستم نے فرامرز سے

چنین گفت با بہمن اسفندیار
اور اسفندیار نے بھی بہمن سے ایسا کہا

شکستی کزو خون بخارا رسید
ایسی شکست کہ جس سے خون پتھر مین پہونچا

شکستہ دل آمد بمیدان فراز
دل ٹوٹا ہوا جب میدان مین آگیا

چو دورو دولتش دلفروزی نبود
جب اوسکی دولت مین روشن دلی نہ تھی

دگر بار گردش سکندر سوال
دوبارہ پہر سکندر نے اوس سے سوال کیا

شنیدم کہ رستم سوار دلیر
سنا ہے مین نے کہ رستم بہادر سوار

کجا او بہ تنہا زدی بر سپاہ
جس جگہ وہ اکیلا حملہ کرتا تھا سپاہ پر

مکن بستہ بر خصم راہ گریز
دشمن کے بہاگنے کا راستہ نہ بند کر

کہ مردانہ کس را نمالید گوش
کہ بہادر آدمی کے کسی نے کان نہین پکڑے

دلی باید از ترس دشمن درست
ایسا دل چاہیے کہ دشمن کے خوف سے درست رہے

کہ مشکن دل و بشکن البرز را
کہ دل مت توڑ اور کوہ البرز کو توڑ ڈال

کہ گر نشکنی بشکنی کارزار
کہ اگر نہ ٹوٹے تو یہ لڑائی کو شکست دے گا تو

ہم از دل شکستی بدارا رسید
دل ہی کے ٹوٹ جانے سے دارا کو پہونچی

دل کبک نشکست زان جرہ باز
چکور کا دل اوس جرہ باز سے نہ ٹوٹا

زکار تو جز خاک روزی نبود
تیرے کام سے دارا کو سوا خاک کے روزی نہ تھی

کہ ای مہربان پیر دیرینہ سال
کہ اے پرانے مہربان بڈھے

بہ تنہا تکاپوی کردی چو شیر
اکیلے حملہ کرتا تھا مثل شیر کے

گریز او فتادی دران رزمگاہ
بہاگو بہاگ پڑجاتی اوس میدان مین

عجب آیدم گر یکے تیغ تیز
تعجب آتا ہے مجھکو کہ ایک تیز تلوار سے
بپاسخ چنین گفت پیر کہن
جواب مین ایسا کہا اوس پرانے بڈھے نے
چنان بود پرخاش رستم درست
رستم کے لڑنے کا یہ دستور تھا
چو لشکر کشی او فتادی بہ تیغ
جب لشکر کا سردار اوسکی تلوار کے نیچے گر پڑتا
کشی کو بہ تنہا سپاہی شکست
وہ شخص جو اکیلا ایک سپاہ کو شکست دیتا تھا
دگر نہ بگنجد کہ در کارزار
اور جو نہین عقل مین نہین آتا ہے کہ لڑائی مین
دگر بار گفتا بمن گوی باز
دو بارہ پوچھا کہ یہ بھی بیان کر مجھ سے
چرا کشت بہمن فرامرز را
کیونکر بہمن نے فرامرز کو مار ڈالا
چرا موبد انش نداد ند پند
دانا لوگون نے اوسکو کیون نصیحت نہ دی
چنین داد پاسخ جہاندیدہ مرد
ایسا اوس پرانے بڈھے نے جواب دیا
سرانجام کاشفتہ شد راہ او
آخر کو جب بگڑ گیا طریقہ اوسکا

چگونہ رسد لشکری را گریز
کس طرح ایک لشکر کو کوئی بھگا سکتا ہے
کہ گردندہ باشد زبان در سخن
کیونکہ زبان چلتی ہے بات کرنے مین
کہ لشکر کشان را فگندی نخست
کہ پہلے لشکر کے سرداروں ہی کو زیر کرتا تھا
گر فتندے از بیم لشکر گریغ
خوف سے اوسکا تمام لشکر بھاگنے لگتا
بدین چارہ شد بر عدو چیرہ دست
اس تدبیر سے دشمن پر غالب آتا تھا
گریزد یکے لشکر از یک سوار
ایک لشکر ایک سوار سے بھاگ جاوے
کہ بازوی بہمن چرا شد دراز
کہ بازو بہمن کے کیونکر دراز ہوئے
بخون غرق کرد آن تن البرز را
خون مین ڈبو دیا اوس کوہ البرز ایسے شخص کو
کز ان خاندان دور دارد گزند
کہ اوس خاندان سے ایذا دور رکھے
کہ بہمن با آن اژدہا بین چہ کرد
کہ اوس اژدہے کے ساتھ دیکھو بہمن نے کیا کیا
دم اژدہا شد وطن گاہ او
منہ اژدہے کا اوسکی تیامگاہ ہوگیا

چو زد دو هره بر پهلوانی درخت
جب اوسنے خنجر مارا یعنی پہلوانی کے درخت کو کاٹ ڈالا
شد از خانهٔ دولتش تاج و تخت
اوسکے دولت خانے سے تاج اور تخت جاتا رہا

که دیدند کو پای در خون فشرد
کسنے دیکھا کہ جسنے پاؤن خون مین گڑو دیا
کز ان خون سرانجام کیفر نبرد
کہ اوس خون سے آخر کو بدلہ نہ لے گیا

سکندر بلرزید زان یاد کرد
سکندر کانپ اوٹھا اس یاد کرنے سے
چو برگ خزان لرزد از باد سرد
جیسے پتی خزان کی کانپتی ہے ٹھنڈی ہوا سے

ز خونخواه دارا هراسنده گشت
خون مانگنے والون دارا سے پہلے ڈرا
که آسان نشاید برین پل گذشت
کہ آسانی سے اس پل سے گذرنا ممکن نہین ہے

دگر باره درخواست کان هوشمند
پھر خواہش کی کہ وہ عقلمند
در درج گوهر کشاید ز بند
موتیونکے ڈبے کا منھ کھولے یعنی زبان کھولے

فرو گوید از گردش روزگار
بتلاوے زمانے کی گردش سے
جهانجوی را آنچه آید بکار
پادشاہ کو جو کچھ کہ کام آوے

پس از آفرین پیر بیدار بخت
دعاؤن کے بعد اوس بیدار بخت بڈھے نے
چنین گفت با صاحب تاج و تخت
ایسا بیان کیا مالک تاج و تخت سے

که ملک جهان گرچه فرخ بهست
کہ ملک جہان کا اگرچہ تجھکو مبارک ہے
مزن دست سخت اندرین شاخ سست
اس کم زور شاخ پر ہاتھ زور سے مت ڈال

ز تاریخ نو تا به عهد کهن
نئی تاریخ یعنی زمانۂ حال سے قدیم زمانے تک
که مانده که با ما بگوید سخن
کون باقی رہا ہے جو بیان کرسکے

کجا رستم و زال و سیمرغ و سام
کہان ہین رستم اور زال اور سیمرغ اور سام
فریدون فرهنگ و جمشید جام
فریدون صاحب عقل اور جمشید صاحب جام

زمین خورد و با خوردشان سیر نیست
زمین نے کھایا اور باوجود کھانیکے اوسکو سیری نہین ہوئی
هنوزش ز خوردن شکم سیر نیست
ابتک اوسکا پیٹ کھانے سے بھرا نہین ہے

گذشتند و ما نیز هم بگذریم
گذر گئے اور ہم بھی گذر جاوینگے

فرزن پنج نوبت درین چار طاق
نوبت پنجوقتی اس دنیا مین مت بجاؤ

جهان چون تو داری جهاندار باش
جب تو پادشاہ ہے جہان کو سنبھالے رہ

سر از عالم ترسگاری برآر
اس خوفناک جہان سے سر باہر نکال

رها کن رهی کان زیان آورد
وہ راہ چھوڑ دے جو نقصان پیدا کرے

گر آباز گونه بود پیرهن
جس کا اولٹا ہووے کرتہ

تو زان ره که شد باز گونه نورد
تو اوس راہ سے کہ اولٹا ہو جس کا چکر

چه بندی دل خود بران ملک و مال
کیا باندھے تو دل اوس ملک و مال پر

بدانش ترا رهنمون کرده اند
طرف عقل کے تجکو رہنمائی کی ہے

نه رنجد گلویکه بی خون بود
نہین تکلیف پاتا ہے وہ گلا جسمین خون نہین ہوتا

هران مال کاید درین دستگاه
جو مال کہ آتا ہے اس دنیا مین

که چون مهرۂ عقد یکدیگریم
کیونکہ مثل مہرے کی لڑی کی ایک دوسرے ہین

که بی ششجهت نیست این نه رواق
کہ بے چھ طرف کے یہ نو آسمان نہین ہین

چو خفتند خصمان تو بیدار باش
جب دشمن سوتے ہین تو جاگتے رہ

بترس از کسی کو نشد ترسگار
اوس شخص سے ڈر جو اس سے خائف نہوا

زه بد خلل در کمان آورد
برا چلہ کمان مین نقصان لاتا ہے

نه حاجت بود باز گشتن بر تن
بدن سے اولٹنے کی ضرورت نہین ہے

بخواه از خدا حاجت باز گرد
خدا سے دعا پھرنے کی مانگ

که هستش یکی رنج و بیشی وبال
کہ ہونا اوسکا ایک رنج ہے اور زیادتی وبال ہے

که مال ترا حکم خون کرده اند
بلکہ تیرے مال پر حکم خون کا لگایا ہے

خفه گردد ار خونش افزون بود
خناق ہو جاتا ہے جب اوسکا خون بڑھجاتا ہے

برو خفته دان تند مار سیاه
اوسپر تیز کالے سانپ کو سویا ہوا سمجھ

ستودان این طاق آراسته
مقبرہ اس آراستہ محل کا

ستونی تهی دار و از خواسته
ایک ستون مال سے خالی رکھتا ہے

چو در طاق این صفه خواهیم خفت
جبکہ اس محل کے بالاخانے مین سو رہینگے ہم

چه باید شدن با سیه مار جفت
کالے سانپ کے ساتھ کیون ہم بستر چاہیے ہونا

دل از بند بیهوده آزاد کن
دل کو بیکار فکرون سے آزاد کر

ستمگر نهٔ داد کن داد کن
تو ظالم نہین ہے عادل ہے تو عدل کر

ز بیداد دارا به ار بگذری
دارا کے ظلم سے بہتر ہے اگر گزر جاے تو

گر او بود دارا تو اسکندری
اگر وہ دارا تھا تو تو سکندر رہے ہے

ببین تا چه دارا بدید از جهان
دیکھ کہ دارا نے جہان سے کیا دیکھا

تو نیز آن مکن تا نبینی همان
تو وہ بات ہی نہ کر تاکہ ویسا نہ دیکھے تو

چه کردی ببین تا جهان یافتی
دیکھ کہ تونے کیا کیا تھا جس سے جہان کو پایا

همان کن که اقبال ازان یافتی
وہی کر جس سے تونے اقبال پایا ہے

شه از پاسخ پیر فرتوت سال
سکندر نے اوس پرانے بڈھے کے جواب سے

گرفت آن سخن را مبارک بفال
اوسکی باتون سے اپنی مبارک فال نکالی

ز خلعت گزین کرد و بنواختش
خلعت سے معزز اور ممتاز کیا اوسکو

بسی گنج و زر پیشکش ساختش
بہت مال اور دولت اوسکے نذر کی

بزرگان ایران ز فرهنگ او
ایران کے بزرگون نے اوسکی دانائی سے

ترازو نهادند در سنگ او
سر جھکائے اوسکے وزن مین

ستایندگان از در بارگاه
تعریف کرنے والون نے بارگاہ کو دروازے سے

ستایش گرفتند بر بزم شاه
دعا دینا شروع کی بادشاہ کی محفل کو

کزین بارگه گر چراغی نشست
کہ اس بارگاہ سے جو ایک چراغ گل ہو گیا

فروزنده خورشیدی آمد بدست
ایک روشن آفتاب ہمارے ہاتھ آیا

زما گرشبی رفت روزی رسید
ایک رات ہماری نگاہ سے دور ہوئی ایک دن آگیا

گلی رفت گلشن فروزی رسید
ایک پھول اگر گیا تو ایک باغ کا روشن کرنیوالا آگیا

چو می زر زجوینده روی تافت
ایک جو بھر سونا تلاش کرنیوالے کے ہاتھ سے جاتا رہا

فرو دیده زر جست و گنجینه یافت
سونا ڈھونڈھنے کو غور گیا اور خزانہ پاگیا

زدریا دلی شاه دریا شکوه
سخاوت سے بادشاه دریا مرتبے نے

نوازش بسی کرد با آن گروه
مہربانی بہت کی اُن لوگون پر

چو دیدند شه را رعیت نواز
جب دیکھا پادشاه کو رعیت پر مہربانی کرنیوالا

زبیداد دارا کشادند راز
دارا کے ظلم کے حالات بیان کرنے لگے

که تا دور او بود در گرم و سرد
کہ جبتک زمانہ دارا کا اس دنیا مین رہا

کس از پیشهٔ خویشتن برنخورد
کسی شخص نے اپنے پیشے سے برخورداری نپائی

به نیکان در آویخته بدسگال
نیکون کو بُرون مین ملاتا یعنی شمار کرتا رہا

کسی را امانت نه بر خون و مال
کسیکو خون اور مال پر امانت نہین سمجھا

زخلق آنچنان بُرد پیوند را
خلق سے ایسا اپنے رشتہ کو کاٹا

که سگ یاد ناید خداوند را
کہ کتا بھی اپنے مالک یعنی اسکو یاد نہین کرتاہے

تظلم کنان رفت زین مرز و بوم
فریاد کرتی ہوئی بھاگی اس سرزمین سے

مروت به یونان و مردی بروم
مروت یونان مین اور بہادری روم مین

کسی را که نزدیک او سنگ بود
نزدیک اُسکے اگر بہادر تھے یا جنکا اعزاز تھا

زچندین سپاه آن دو سرهنگ بود
تو اتنی سپاہ سے وہی دونون سپاہی جنھون نے مار ڈالا

چو بد گوهران را قوی کرد دست
جب بد ذاتون کو اُسنے فروغ دیا

جهان بین که چون گوهرش را شکست
دیکھ کہ جہان نے کیونکر اُسکے موتی کو توڑ ڈالا

شریر بزرگان بخسر دان سپرد
بزرگون کے تخت کو چھوٹوں نے حوالہ کیا

ببین تا سرانجام چون گشت خرد
دیکھ کہ آخر کو کیسا ذلیل اُسکا انجام ہوا

نہ طبع داوری باشد آن سست رای

بہت دن نہین حاکم رہتا ہے وہ کم عقل

که سختی رساند به خلق خدای

جو خلق خدا کو تکلیف پہونچاتا ہے

گران مایگان را در آرد شکست

ذی رتبہ لوگون کو شکست دیتا ہے

فرومایگان را کند چیره دست

کم قدر لوگون کو غالب کرتا ہے

نہ خسرو شد آنکس که خس پرورست

پادشاہ وہ نہین ہوا جسنے کمینونکو پرورش کیا

خسی دیگر و خسروی دیگرست

کمینہ پن اور ہے اور پادشاہی اور ہے

نمانده درین ملک بخشایشے

اِس ملک اور سلطنت مین مطلق رحم نہ باقی رہا تھا

نه در شهر و در کشور آسایشے

نہ اِس شہر اور ملک مین کسیکو آسایش تھی

خراشیده از کینها سینه‌ها

کینون سے لوگون کے سینے زخمی تھے

شده عصمت از قفل گنجینه‌ها

برکت جاتی رہی تھی خزانونکی قفل لگنے سے

خرابی در آمد بهر پیشهٔ

ہر ایک پیشے مین خرابی آگئی تھی

بتر زین کجا باشد اندیشهٔ

ایسے ناعاقبت اندیش سے بدتر اور کون ہوگا

که پیشه‌ور از پیشه بگریخته

کہ ہر پیشہ ور اپنے پیشے سے گھبرا کر بھاگا

بکارِ دگر کس در آویخته

دوسرے شخص کے کام مین مصروف ہوا

بیابانیان پهلوانی کنند

جنگلی لوگ پہلوانی کرنے لگے

ملک‌زادگان دشتبانی کنند

پادشاہزادے چرواہونکا کام کرنے لگے

جهان را نماند عمارت بسے

اِس سلطنت کی آبادی بہت دن نہین رہتی

چو از شغلِ خود بگذرد هر کسے

جہان اپنے شغل سے ہر شخص دست بردار ہو

کشاورز شغل سپه‌ساز کرد

کسانون نے کام سپاہیون کا شروع کیا

سپاهی کشاورزی آغاز کرد

سپاہیون نے ہل جوتنا شروع کیا

اگر پیش ازین دادگر خفته بود

اگر اِس سے پہلے کا پادشاہ سو رہا تھا

همان اختر گیتی آشفته بود

ستارہ سلطنت کا اِس سبب سے پریشانی مین تھا

کنون دادگر هست فیروزمند
اب عادل ہے فتح مند یعنی سکندر

هراسیده شد زین سخن شهریار
ڈر گیا اس کلام سے سکندر

که هر پیشه ور پیشهٔ خود کند
کہ جو شخص جو پیشہ کرتا تھا وہ کرے

کشاورز بر گاو بندد لباد
ہل جوتنے والے بیل پر جُوا رکھیں

سپاهی بر آیین خود ره برد
سپاہی جو ہین وہ سپہ گری کرین

نگردد کسی جز پی کار خویش
نہ پھرے کوئی شخص اپنے کام سے

ز پیشه گریزنده را باز جست
اپنے پیشون سے بھاگے ہوؤن کو تلاش کیا

عملهاے هر یک پدیدار کرد
عہدے ہر ایک کے قائم کردیے

جهان را ز ویرانی عهد پیش
ملک کو اگلے زمانے کی ویرانی سے

جهان داشت بر دولت خویش راست
جہان کو اپنی دولت پر مستقیم رکھا

بیا ساقی از شادی نوش و ناز
اے ساقی نوش اور ناز کی خوشی سے

ازین گونه بیداد تا چند چند
اس طرح کے ظلم کب تک اور کہان تک

منادی برانگیخت از هر دیار
ڈھنڈھورا پٹوا دیا ہر ملک مین

جز این گر چه نیکی کند بد کند
اسکے سوا اگر اچھا بھی کرتا ہی تو برا کرتا ہی

ز گاو آهن و گاو جوید مراد
بیل اور جوئے سے اپنا مطلب کرین

همان شهری از شغل خود نگذرد
شہر والے اپنے پیشیون سے نہ غفلت کرین

همان پیشهٔ اصلی آورد پیش
اپنے اصلی پیشے کو سب اختیار کرین

بآن پیشه وادش که بودش نخست
جو پیشہ پہلے سے جسکا تھا وہی اوسکو دیا

همه کار عالم سزاوار کرد
سلطنت کے تمام دستور عمدہ مقرر کردیے

آبادی آورد در عهد خویش
آبادی پر لے آیا اپنے زمانے مین

جهان داشتن زیرکان را سزاست
عقلمندون کا کام جہان کو آسایش پہونچانا ہی

یکی شربت آمیز عاشق نواز
ایک شربت عاشق کے دلپسند ملا دے

که تشنه ندارد ز شربت شکیب کہ پیاسا شربت سے صبر نہیں کرسکتا ہے	به تشنه ده آن شربت دلفریب پیاسے کو وہ شربت دلفریب جلد دے

رفتن سکندر در عجم و خراب نمودن آتشکدها

جانا سکندر کا شہر عجم میں اور تباہ کرنا قدیم آتشکدہ خانوں کو

سپندی بیار اے جهاندیده پیر
تھوڑا سپند اے پرانے بڈھے لا

که چشمک زنان پیشه ی می کنم
کیونکہ میں ایک جادو یعنی ڈھیٹھ بند کرونگا

ولیکن چو می سوزم از دل سپند
لیکن جب کہ میں دل سے سپند سلگاتا ہوں

خطرهای رهزن درین ره بسی ست
ڈکیتوں کا ڈر اس راستے میں بہت ہے

چه عمریست کو راز چندین خطر
کتنی عمر ہے جسکو اتنے اندیشوں سے

به ار پای زین پایه بیرون نهم
بہتر تو یہ ہے کہ اس مرتبہ سے قدم باہر رکھوں

گزارنده ی داستانهای پیش
اگلے داستانوں کا بیان کرنیوالا

که چون دین دهقان بر آتش شکست
کہ جب دین زردشت کا جل گیا

بر آتش فشانی در شبستان میر
اور بادشاہ کے رات کے سونیکی جگہ ٹلگا دے

ز چشم بد اندیشه می کنم
نظر بد سے مجھے ایک قسم کا اندیشہ ہے

بمن چشم بد چون رساند گزند
مجھ میں نظر بد کیونکر ایذا پہونچاویگی

کسی کین ندارد چه فارغ کسی ست
جس شخص کو یہ خوف نہیں ہے وہ کیا اچھا ہے

بافسون گری برد باید بسر
جادوگری میں تمام کرنا چاہیے

همین بر بدین دیگ پر خون نهم
اس خون سے لبریز دیگ پر سرپوش ڈھانک دوں

چنین گوید از پیش عهدان خویش
اس طرح آپ سے پہلے گذرے ہوؤں سے بیان کرتا ہے

هم آتش و سوخت آتش پرست
آگ بجھ گئی اور وہ بھی مرگیا

سکندر بفرمود کایرانیان | گشایند ز آتش پرستی میان
سکندر نے حکم دیا کہ ایران والے | آتش پرستی سے کمر کھولیں یعنی باز آویں

همان دین دیرینه را نو کنند | گرایش سوی دین خسرو کنند
اوسی پرانے مذہب کو اختیار کریں | دین پادشاہی کی طرف رغبت کریں

مغان را بآتش سپارند رخت | بر آتشکده کار گیرند سخت
آتش پرستوں کا اسباب بالکل جلا دیں | آتشکدوں پر بہ سختی خوب کریں

چنان بود رسم اندران روزگار | که باشد در آتشگه آموزگار
ایسا دستور تھا اس وقت میں | کہ جس شخص آتشکدے میں مرشد ہوتا تھا

کند گنجها را در و پای بست | نباشد کسی را بر آن گنج دست
خزانے اوس میں وہ مثل آتا میں گاڑتا تھا | اور کسی کو اوس پر اختیار نہ ہوتا تھا

توانگر که میراث خواری نداشت | بر آتشکده مال خود را گذاشت
سوا اسکے جس امیر کے کوئی وارث نہ ہوتا | وہ اپنا مال اور اسباب آتشکدوں کو دیجاتا

بدان رسم کافاق را رایج بود | هر آتشکده خانهٔ گنج بود
اوس دستور سے کہ لوگوں کو برا معلوم ہوتا تھا | ہر آتشخانہ خزانوں کا مخزن تھا

سکندر چو کرد آن بناها خراب | روان کرد گنجی چو دریای آب
سکندر نے جب ان بناؤں کو تباہ کیا | خزانے بہائے ریگ آتا نہ مثل پانی دریا کے

بر آتشکده کو گذر داشتی | بنا کندی آن گنج بر داشتی
جس آتشکدے کی طرف اوسکا گذر ہوتا | کھدوا کر اوسکو اوس میں سے خزانہ نکلوا لیتا

دگر رسم آن بود کآتش پرست | همه سال بانو عروسان نشست
دوسرا یہ دستور تھا کہ آتش پرست لوگ | ہر سال نئی شادی کرتے تھے

بنوروز جمشید و جشن سده | که نوگشتی آیین آتشکده
نوروز جمشید اور جشن سدہ میں | جب آتشخانوں کا نیا انتظام ہوتا تھا

سکندر در عجم و خراب نمودن آتشکدها

زہر سو عروسان نادیدہ شوی
ہر طرف سے بغیر شوہر کی صورت دیکھے ہوے عروسین
رُخ آراستہ دستہا پُر نگار
مُنھ چمکائے ہوے ہاتھ منقش کیے ہوے
مغانہ مَیِ لعل برداشتہ
مُغوں کی طرح سُرخ شراب پیے ہوے
زبرزین دہقان و افسون زند
برزین زرتشت اور زند کے افسون سے
ہمہ کارِ شان شوخی و دلبرے
اون سب کے کام شوخی اور دلبری
جز افسون چراغے نیفروختند
سوا جادو کے کوئی چراغ جلاتی نہ تھین
فرہشتہ گیسو شکن بر شکن
کاکلین چھوڑے ہوے پیچدار
چو سروِ سہی دستہ گل بدست
مثل سرو سیدھے کے ہاتھوں مین گلدستے لیے ہوے
سرِ سال کز گنبدِ تیز رَو
شروع سال مین کہ اِس دنیا مین آتا
یکی روزِ شان بودی کز کوی و کاخ
وہ دن ایسا ہوتا کہ گھرون اور راستون سے
جدا ہر یکے بزمی آراستے
ہر ایک شخص ایک مجلس علحدہ منعقد کرتا

زخانہ برون تاختندے بکوی
گھرون سے باہر گلی مین دوڑ جاتین
بشادی دویدندی از ہر کنار
خوشی خوشی ہر طرف سے دوڑی آتی تھین
بیادِ مغان گردن افراشتہ
آتش پرستونکے مرشد کی یاد مین گردن اٹھائے ہوے
برآوردہ دُودے بچرخ بلند
ایک دھوان بلند کرتین چرخ بلند کے برابر
گہ افسانہ گوئی گہ افسونگرے
کبھی تذکرے کرتین اور کبھی جادو گریان
جز افسانہ چیزے نیاموختند
سوا افسانون کے کچھ اور سیکھتی نہ تھین
یکی پای کوب و یکی دست زن
کوئی ناچتی ہوئی اور کوئی تالی بجاتی
سہی سرو زیبا بود گل پرست
کیونکہ سرو سہی کے واسطے ہنر ہے پھولوں مین رہنا
نشاط جہان را بُدی روزِ نو
جہان کے لیے ایک جشن نوروز ہوتا تھا
بکام دلِ خویش میدان فراخ
اپنی خواہش دل کے موافق فراغت سے
وز انجا بسے فتنہ برخاستی
اور وہان بہت قسم کے جھگڑے بھی اوٹھتے

چو یک رشتہ شد عقد شاہنشہی
جب ایک ہوگئی لڑی بادشاہت کی یعنی سکندر بادشاہ ہوا

شد از فتنہ بازار عالم تہی
فساد سے بازار جہان کا خالی ہوگیا

بیک تاجور تخت باشد بلند
ایک بادشاہ سے تخت بلند ہوجاتا ہے

چو افزون شود ملک یابد گزند
جب زیادہ ہوتے ہیں ملک پاتا ہے تکلیف

یکے تاجور بہتر از صد بود
ایک بادشاہ بہتر سو بادشاہوں سے ہوتا ہے

کہ باران چو بسیار شد بد بود
کیونکہ مینھ جہان زیادہ ہوا برا معلوم ہوتا ہے

جہان داد فرمان شہ نیک رای
غرضکہ بادشاہ نیک عقل یعنی سکندر نے حکم جاری کیا

کہ رسم مغان کس نیارد بجای
کہ دستور آتش پرستون کا کوئی نہ قائم رکھے

گرامی عروسان پوشیدہ روی
خاندانی خوبصورت نئی عورتین منھ ڈھانکے ہین

بما در نمایند رخ یا بشوی
اور وہ اپنی مان کو منھ دکھاوین یا خاوند کو

ہمہ نقش نیرنگہا پارہ کرد
سب جادو اور مکر اور انکی کتابین پھاڑ ڈالین

مغان را ز میخانہ آوارہ کرد
آتش پرستون کو شرابخانون سے نکال دیا

جہان را ز دینہای آلودہ شست
جہان کو گناہگار مذہبون سے پاک کیا

نگہداشت بر خلق دین درست
خلق کو درست دین پر قائم کیا یعنی تاکید کی

با یران زمین آنچنان پشتئے
ایران کی سرزمین مین ایسی مدد کی

نماند آتش ہیچ زردشتئے
کہ کہین آتش زردشت باقی نہ رہی

دگر زان مجوسان گنجینہ سنج
پھر ان مجوسیون خزانہ جمع کرنے والے

بآتشکدہ کس نیاگندہ گنج
آتشکدون مین کسی نے نہ خزانہ بھرا

ہمہ نازنینان گلنار چہر
اور ان تمام نازنینون گل چہرہ نے

ز گلزار آتش بریدند مہر
اس آگ کے باغ سے قطع کی الفت

چو شاہ از جہان رسم آتش زدود
جب سکندر نے جہان سے رسم آتش پرستی کی مٹائی

برآورد از آتش پرستندہ دود
اور آتش پرستون سے دھوئیں نکالے

بفرمود تا مردمِ روزگار
حکم دیا کہ تمام زمانے کے لوگ
جز ایزد پرستی ندارند کار
سوا خدا پرستی کے اور کام کچھ نہ رکھیں

بدین حنیفی پناہ آورند
دینِ ابراہیمی میں پناہ لاویں
ہا ہمہ پشت بر مہر و ماہ آورند
آفتاب اور ماہتاب کی طرف پیٹھ کریں

چو شد ملک در ملکِ آن ملک بخش
جب ملک اوس ملک بخشنے والے کی ملک میں آیا
بمیدان فراخی روان کرد رخش
میدان میں فراغت سے گھوڑا دوڑایا

بفرخندگی فتح را گشت جفت
مبارکی سے فتح مندی پائی اوسنے
بدان گونہ کان نغز گوینده گفت
جس طرح اوس پسندیدہ کہنے والے نے کہا تھا

اگر بایدت تا بحکم نوے
اگر چاہتا ہے تو موافق تاریخ تازہ کے
دگرگونہ رمزی زمن بشنوے
تو دوسری طرح مجھسے اس حقیقت کو سن

برون آر آن پنبہ راز گوش
اوس پرانی روئی کو کان سے باہر نکال ڈال
کہ دیبای نو را کند ژنده پوش
کہ پرانی گوڑری پر نئی دیبا کو چڑھاوے

بدان گونہ گرچند بیدار مغز
اسیطرح کئی عقلمند یعنی مورخون سے
شنیدم درین شیوه گفتار نغز
سُنی مین نے اس قصّے مین پسندیدہ باتین

بسے نیز تاریخہا داشتم
تمام تاریخین جو میرے پاس تھین
یکے حرف ناخوانده نگذاشتم
مینے کسی کو بغیر پڑھے ہوئے نہ چھوڑا

بہم کردم آن گنج آگنده را
جمع کیا مین نے اُس بھرے ہوئے خزانے کو
ورق پارہاے پراگنده را
اُن متفرق ورق اور ٹکڑے ورقون کو

ازان کیمیاہاے پوشیده حرف
اُن کیمیا کے پوشیدہ نسخون سے
برانگیختم گنجدانے شگرف
ایک نادر خزانہ پایا مین نے

ہمان پارسی گوی دانای پیر
اُس فارسی کہنے والے بڈھے عقلمند یعنی فردوسی نے
چنین گفت و شد گفت او دلپذیر
ایسا ہی کہا اور اوسکا کہا ہوا مقبول ہوا

رفتن سکندر در عجم و خراب نمودن آتشکدہا

گرچون شہ زدار استد تاج وتخت

کر جب سکندر نے دارا کا تاج وتخت لے لیا

چو زہرہ ببابل درآمد نخست

زہرہ کی طرح بابل مین پہلے آیا

بفرمود تا آتش موبدے

اور حکم دیا کہ آگ آتش پرستی کی

فسون نامۂ زند راتر کنند

جادو کی کتاب یعنی زند کو دریا برد کر دین

براہ نیا خلق را رہ نمود

دادا یعنی حضرت ابراہیم کا مذہب سب کو بتلایا

وزان جا بتدبیر آزادگان

اور وہان سے داناؤن کی تدبیر سے

بہر جا کہ او آتشی دید جست

جہان کہین اُسنے کوئی آگ دیکھی فوراً

دران خطہ بود آتشی سنگ بست

اُس مقام پر ایک آگ نہایت قدیم اور مضبوط تھی

صدش ہیربد بود باطوق زر

چنانچہ وہان سو عابد سونیکے طوق پہنے ہوئے

بفرمود کان آتش دیر سال

حکم دیا کہ اوس قدیم آگ کو بھی

چو آتش فروکشت زان جایگاہ

جب وہان کی آگ بھی بجھا چکا

زپرگار موصل برون سوخت

موصل کی سرحد سے باہر چلا

زہاروتیان خاک آن بوم شست

ہاروت والون یعنی جادوگرون سے اُس زمین کو صاف کیا

کشند از ہنرمندی وبخردے

بجھا دین عقلمندی اور ہوشمندی سے

وگرنہ بزندان دفتر کنند

اور اگر یہ نہو تو اون کتابون کو قید کر لین

تف دود آتش زدلہا زدود

گرمی آگ کے دھوئین کی دلون سے مٹائی

درآمد بہ آذرآبادگان

آیا ملک آذر آبادگان کی طرف

ہم آتش فروکشت وہم زند شست

وہ آگ بھی بجھائی اور جادو کی کتاب بھی بہا دی

کہ خواندی خرد سوز آتش پرست

کہ لوگ آتش پرست اوسکو خرد سوز کہتے تھے

بآتش پرستی کمر بر کمر

آتش پرستی پر کمر باندھے ہوئے

بکشتند وگردند یکسر زگال

بجھا کر بالکل خاک سیاہ یعنی کوئلا کر دین

روان کرد سوی سپاہان سپاہ

سپاہان کی طرف سپاہ روانہ کی

بآن نازنین شہر آراستہ
اُس نازنین اور آراستہ شہر مین
دل تاجور شادمانی گرفت
سکندر کا دل بہت خوش ہوا
بسی آتشِ ہیربد را بکشت
بہت آتش پرستون کی آگ کو بجھایا
بہاری کہن بود و چینی نگار
ایک پرانی بہار تھی اور چین کی طرح منقش
بآئین زرتشت و رسم مجوس
بطور زرتشت اور مجوسیون کے طریق کے
ہمہ آفت چشم و آشوب دل
سب کی آنکھین آفت اور دل کی پریشانی تھین
چو برخواندی افسون آن دلفریب
جب وہ دل کی فریب دینے والی جادو کرتین
بہاروتی از زہرہ دل بردہ بود
جادوگری مین زہرہ سے دل چھین لیگئین تھین
وزو دخترِ جادو از نسل سام
اون مین ایک لڑکی سام جادوگر کی اولاد سے
سکندر چو فرمود کردن شتاب
سکندر نے جو جلد حملہ کرنے کی اجازت دی
زنِ جادو از ہیکل خویشتن
اوس جادوگر عورت نے اپنی شکل سے

کہ باخوشدلی بود و باخواستہ
جو نہایت سرسبز تھا اور مالدار بھی تھا
بشادی پئے کامرانی گرفت
خوش خوش اپنا کام کرنے لگا
بسی ہیربد را دوتا کرد پشت
بہت آتش پرستون کی پیٹھ توڑ ڈالین
بسی خوشتر از باغ در نوبہار
جیسے نوبہار مین باغ سرسبز ہو اُس سے بھی زیادہ
بخدمت دران خانہ چندین عروس
خدمت مین اُس گھر مین چند نوعروس تھین
ز ہر دل فرو رفتہ پائے بگل
ہر شخص کے دل کا پانون کیچڑ مین گڑ گیا
ز دل ہوش بردی ز جانہا شکیب
دلون سے ہوش اور جانون سے صبر ہٹا دیتی تھین
چو ہاروت صد پیش او مردہ بود
ہاروت کی طرح اوسکے آگے سیکڑون مرے ہوئے تھے
پدر کردہ آذر ہمایونش نام
باپ نے اوسکا نام آذرہمایون رکھا تھا
بران خانہ تا خانہ گردد خراب
اوس گھر پر کہ جلدی سے برباد ہوجاوے
شود اژدہائے بدان انجمن
بنا دیا ایک اژدہا اُس مجلس مین

چو دیدند خلق آتشین اژدها
جب لوگون نے اوس آگ کے اژدہے کو دیکھا
ز بیمش چو افتان و خیزان شدند
اوسکے خوف سے گرتے پڑتے تے
که هست اژدهائے در آتشکده
کہ آتشکدے مین ایک اژدہا ہے
کسی کو بران اژدها بگذرد
جو شخص کہ اوس اژدہے کی طرف جاتا ہے
شه از راز آن کیمیائے نهفت
بادشاہ نے اوس بھید کی کیمیا کو حال سے
بلیناس داند چنین اژدها
کہ بلیناس ان بھیدون کو خوب جانتا ہے
بلیناس را شاه گفت این خیال
بلیناس سے سکندر نے کہا اس حال کو
خردمند گفت اینچنین پیکرے
عقلمند یعنی بلیناس نے کہا کہ ایسی صورت
اگر شاه خواهد شتاب آورم
اگر بادشاہ چاہے تو مین حملہ کرون
جهاندار گفت اینست پتیارهٔ
بادشاہ نے کہا یہ ایک سخت آفت ہے
خردمند شد سوے آتشکده
بلیناس اوس آتشکدے کی طرف گیا

دل خویش کردند ز آتش رها
اپنے دل کو آگ سے آزاد کر دیا
بنزد سکندر گریزان شدند
پاس سکندر کے بھاگ گئے
چو قاروره در مردم آتش زده
مثل قارورے یعنی شیشہ آتشی کے آگ جلا دیتا ہے
همان ساعتش پا کشد یا خورد
اوسی دم اوسکو مار ڈالتا ہے یا کھا لیتا ہے
ز دستور پرسید و دستور گفت
ارسطو سے پوچھا اور اوسنے ایسا بتلایا
که صاحب طلسمست و پر سازها
کیونکہ صاحب طلسم ہے اور جادوگر بھی ہے
چگونه نماید بما بدسگال
کہ کسطرح معلوم ہوتا ہے ہمکو یہ دشمن
نداند نمودن جز افسونگری
کوئی نہین بنا سکتا ہے سوا جادوگر کے
سر اژدها در طناب آورم
اژدہے کے سر کو رسی مین جکڑ کرے آون
برو گر توانے بکن چارهٔ
اگر تجھسے ہو سکے تو اسکی تدبیر کر
سیاه اژدها دید سر بر زده
ایک کالے اژدہے کو دیکھا سر اٹھائے ہوئے

چو آن اژدها را بلیناس دید
جب اُس اژدہے کو بلیناس نے دیکھا
برانگیخت آن جادوِ ناشکیب
اُبھارتے تھے اس بے صبر جادوگر نے
نشد کارگر هیچ بر چاره ساز
نہ کارگر ہوا کوئی تدبیر کرنیوالے یعنی بلیناس پر
هر آن جادوئی کان نشد کارگر
جو جادو کہ نہ ہوتا تھا کارگر
بچاره گری زیرکِ هوشمند
تدبیر سے دانا عقلمند نے
بوقتی که آن طالع آید بدست
جس وقت کہ وہ ستارہ آ پہونچا
بفرمود کارند لختی سداب
فرمایا کہ لاوین تھوڑی سداب
بیک شعبده بست بازیش را
ایک شعبدے مین اُسکی بازی کو بند کر دیا
چو دختر چنان دید کان هوشمند
جب لڑکی نے اُس عقلمند کو ایسا دیکھا
بپایش درافتاد و زنهار خواست
اُسکے پاؤن پر گر پڑی اور پناہ مانگنے لگی
بلیناس چون روی آن ماه دید
بلیناس نے جو صورت اُس چاند کی دیکھی

ره آبگینه بر الماس دید
آئینے کی راہ الماس پر دیکھی
بسی جادویهای مردم فریب
بہت آدمی فریب دینے والے جادو کیے
سوی جادوِ خویشتن گشت باز
اپنے جادو کرنیوالے کی طرف پھر گیا
بجادوی خود بازپس گرد سر
اپنے جادوگر کی طرف لوٹ جاتا تھا
فسونِ فساینده را کرد بند
جادو کرنے والے کو جادو کرنے مین بند کر دیا
کز و جادوئی را در آید شکست
جس سے کہ ایسے جادو کو پہونچے شکست
بر آن اژدها زد چو بر آتش آب
اُس اژدہے پر مارا مثل پانی کے آگ پر
تبه کرد نیرنگ سازیش را
برباد کر دیا اُسکی مکاری کو
ز نیرنگِ آن سحر بگشاد بند
اُس ڈھٹھہ بند کے جادو سے بند کھولا
با رزمِ شاهِ جهان بار خواست
سکندر سے ملنے کی اجازت چاہی
تمنای خود را در آن راه دید
خواہش اپنی کی راہ اوسمین دیکھی

رفتن سکندر در عجم و خراب نمودن آتشکده‌ها

بزنهار خویش استواریش داد
اپنی پناه سے اوسکو مضبوطی دی
بفرمود تا آتش افروختند
حکم دیا کہ لوگ آگ روشن کرین
پری روی را برد نزدیک شاه
اوس عورت کو لے گیا پاس سکندر کے
زن کاردانست و بسیار هوش
عورت واقف کار اور عقلمند ہے
زقعر زمین بر کشد چاه را
زمین کے نیچے سے کھینچتی ہے کنوین کو
زحل را بشوید سیاهی زروی
زحل کے منہ سے دھوتی ہے سیاہی
بخوبی چگویم پری پیکری
خوبی مین کیا کہون مین ایک پری پیکر ہے
رسن زلفش از چنبر مشکناب
اپنے حلقہ زلف سیاہ سے اوسنے
باقبال شه راه بر بستمش
حضور کے اقبال سے راہ بندی کی مینے اوسکی
زبون شد در آمد بزنهار من
جب عاجز ہوئی آئی میری پناہ مین
وگر خدمت شاه را در خورست
اور اگر بادشاہ کی خدمت کے لائق ہے

زجادو کشتان رستگاریش داد
اور جادو گرون سے خلاصی اوسکو دی
بآن آتش آتشکده سوختند
اوس آگ سے آتشکدے کو جلا دین
که این ماه بود اژدهای سیاه
کہ یہی عورت تھی وہ اژدہاے سیاہ
فلک را زنیرنگ پیچیده گوش
اوسنے اپنے مکر سے آسمان کے کان مل دیے
فرود آورد ز آسمان ماه را
نیچے لاتی ہے آسمان سے چاند کو
شود بر حصاری بیک تار موی
چڑھ جاتی ہے ایک بال کے تار سے ایک قلعے پر
پری را نباشد چنین پیکری
بلکہ پری کی بھی ایسی صورت نہین ہوتی ہے
رسن کرده در گردن آفتاب
پھانسی ڈالی آفتاب کی گردن مین
همه نام و ناموس بشکستمش
نام عزت اور نام اوسکا توڑ ڈالا مینے
سزد گر کند خسروش یار من
لائق ہے اگر بادشاہ اوسکو میری مددگار کردے
مرا هم خداوند هم خواهرست
میری مالک گی اور بہن بھی ہے

چو شه دید رخسار آن دلفریب
بادشاه نے جب منہ دیکھا اُس دلفریب کا

بلیناس را داد کین رام تست
بلیناس کو دیکر کہا کہ یہ تیری تابعدار ہے

و لیکن مباش ایمن از رنگ او
لیکن اوسکے فریب سے بیخوف نہ رہنا

بلیناس بر شکر تسلیم شاه
بلیناس نے سکندر کے شکر اور تسلیم میں

پریروی را بانوی خانه کرد
اُس خوبصورت عورت کو اپنی بی بی بنا لیا

در آموخت زو جادوییها تمام
سیکھے اوس سے تمام جادو

اگر جادویی ور ستاره شناس
اگر تو جادوگر ہے اور یا نجوم جاننے والا

بهم ساختند آن دو نیرنگ ساز
آپس میں موافقت کیے رہے وہ دونوں جادوگر

بیا ساقی آن آب جوی بهشت
آو ساقی وہ پانی بہشت کی نہر کا

برآراسته ماهی از زر و زیب
آراستہ کر کو اُس چاند کو سونے اور آرائش سے

سزاوار می خوردن جام تست
تیرے پیالے سے شراب پینے کے لائق ہے

مشو غافل از مکر و نیرنگ او
اوسکے مکر اور فریب سے غافل نہونا

رخ خویش مالید بر خاک راه
منہ اپنا خاک راہ پر ملا یعنی آداب بجا لایا

پری چند زینگونه دیوانه کرد
لیکن اوس پری نے اسطرح کتنوں کو دیوانہ بنایا تھا

بلیناس جادو ازان گشت نام
بلیناس جادوگر کا اسی سے نام مشہور ہوا

ز خود مرگ را ورنه بندی هراس
تو اپنی موت کے خوف کا دروازہ اپنے اوپر بند کر سکتا

نکردند پنهان ز خود هیچ راز
پوشیدہ نہ رکھا ایک دوسرے نے اپنا بھید

در افکن بآن جام آتش سرشت
ڈال اُس آگ سے بنے ہوئے پیالے میں

ازان آب و آتش مسیحا سرم
اُس پانی اور آگ سے میری سر کو چلکر ہے

بمن ده که زان آب آتش برم
مجھکو دے کہ اُس پانی سے آگ بجھاؤں میں

رسیدن سکندر در اصفهان و خواستن روشنک

پہونچنا سکندر کا اصفہان کے ملک مین اور شادی کرنا روشنک سے

چہ فرّخ کسی کو بہنگامِ دے
کیا مبارک وہ شخص ہے جو رات کے وقت
ہم آتش بہ پیش و ہم مرغ و مے
آگ یعنی معشوق بھی سامنے رکھتا ہو اور شراب اور کباب بھی

بہی ناربستان بدست آورد
ایک معشوق ایسا پاجاوے جسکی چھاتیان مثل انار کے ہون
کہ دو نارِ بستان شکست آورد
جو باغ کے انارون کو شرمندہ کردین

ازان نارون تا بوقتِ بہار
اوس نارون سے بہار کے وقت تک
گہی نار خواہد گہے آبِ نار
کبھی انار چاہے اور کبھی شراب

برون انگہ آرد سر از کنج کاخ
اسوقت باہر نکالے سر گوشہ محل سے
کہ آرد برون سر شگوفہ ز شاخ
جس طرح کلی سر نکالتی ہے شاخ سے

جہان تازہ گردد چو خرم بہشت
جہان اُس سے شاداب ہوجاوے مثل سرسبز بہشت کے
شود خوب صحرا و بیغولہ زشت
گوشہ بُرا معلوم اور جنگل اچھا

بگیرد سرِ زلفِ آن دلستان
پکڑے سر زلف اوس معشوق کا
ز خانہ خرامان سوی گلستان
گھر سے باغ کی طرف جاوے

گل آگین کند چشمۂ قند را
گل سے بھر دے چشمۂ قند یعنی معشوق کے منہ کو
بشادی گذارد دمے چند را
خوشی سے کچھ دیر گذر کرے

گزارشگرِ دفترِ خسروان
بیان کرنے والے بادشاہون کی تاریخ نے
چنین کرد مہدِ گزارش روان
اِسطرح بیان کے گھوڑے کو جھوم لایا

کہ چون در سپاہان کمر بست شاہ
کہ جب سپاہان مین بادشاہ نے کمر باندھی
رسانید بر چرخ گردان کلاہ
پہونچائی برابر گردش کرنیوالے آسمان کے ٹوپی

برآسود روزی دو در لهو و ناز
وہ ایک دو دن کھیل اور ناز سے آرام کیا
در هفت گنجینه را باز کرد
ساتون خزانون کے دروازے کھولدیے
ز مصری و رومی و چینی پرند
مصری اور رومی اور چینی چادرون سے
لباس گرانمایهٔ خسروی
کپڑے قیمتی موافق پادشاہون کے
قصبهای زربفت فخرهای نرم
قصب زربفت کے اور نرم ریشمی کپڑے
ز جوهر بسی عقد آراسته
موتیون کی بہت لڑیان آراستہ کین
بسی نافهٔ مشک ناکرده باز
بہت مشک کے نافے بغیر کھولے ہوئے
فرستاد یکسر بمشکوی شاه
سب چیزین بھیجین پادشاہی محل مین
بمرجان ز پیروزه بنشاند گرد
مونگے پر فیروزے کی بٹھلائی گرد
بسنگ سیه بر زر سرخ سود
سیاہ پتھر پر سرخ سونا گھس دیا
شبستان دارا ز ماتم بشست
دارا کے محل کو ماتم سے صاف کیا

ز مشکوی دارا خبر جست باز
پھر دارا کے حرم کی جستجو کی
برسم کیان خلعتی ساز کرد
کیانیون کے دستور کے موافق ایک خلعت تیار کیا
برآراست پیرایهٔ ارجمند
آراستہ کیا ایک تکلف لباس سے
که دل را نوا داد و جان را نوید
جنھون نے دل کو خوش کیا اور جان کو تازہ
که پوشندگان زان کنند مغز گرم
جو پہننے والون کے دماغ کو گرم کرین
برآموده با آن بسی خواسته
بھرکر اُسکے ساتھ بہت بیش قیمت مال
زنیفه بسی جامهٔ دلنواز
پائجامون کے لیے عمدہ عمدہ کپڑے
بسرخی بدل کرده رنگ سیاه
سُرخی سے سیاہ رنگ کو بدل کر
طلایه زر افکند بر لاجورد
زروی سونے کی ڈالی لاجوردی پہ
مگر بر محک زر همی آزمود
شاید کسوٹی پر سونے کو آزماتا تھا
بجای بنفشه گل سرخ رُست
بنفشہ کے بجائے سرخ پھول اُگائے

چو آراسته باغ پدرام را
جب آراستہ کیا آراستہ باغ کو
بر افروخت روی دلارام را
چمکایا معشوق کے منہ کو

شکیبائی آورد در روزی سه چار
صبر کیا پھر تین چار روز
که تا بشگفد غنچهٔ نو بهار
جب تک کہ کھلین کلیان نوبہار کی

عروسان بزیور کشی خو کنند
عورتین زیور پہننے پر مائل ہوگئین
سر و فرق را نغز و نیکو کنند
سر اور چوٹی کو اچھی طرح سنوارنے لگین

تمنای گل در دماغ آورند
خواہش خوشبو پھول کی دماغوں مین پیدا کرین
نظر سوی روشن چراغ آورند
آفتاب کو دیکھنے لگین یعنی ماتم کی رسم ختم ہوئی

چو دانست کز سوگ چیزی نماند
جب جانا کہ ماتم کا سایا ان کچھ نہ رہا
رعونت بعذر آستین بر فشاند
رعنائی نے عذر کے لیے آستین جھاڑی

بدستور شیرین زبان گفت خیز
شیرین زبان وزیر سے کہا کہ اوٹھ
زبان و قدم هر دو بگشای تیز
زبان اور قدم دونون کو اچھی طرح چلاؤ

بمشکوی دارا شو از ما بگوی
دارا کے محل مین جاکر ہماری طرف سے کہہ
که اینجا بدان گشتم آزرم جوی
کہ یہان اس لیے صلح چاہتا ہون مین

که تا روی مه روی دارا نژاد
تاکہ صورت دارا کی لڑکی کی
ببینیم کز دیده فرخنده باد
دیکھون مین جسکا دیکھنا مبارک ہو

حصاری کنم در شبستان او
ایک قلعہ بناؤن یعنی حفاظت کرون دارا کی حرم سرا کی
بر آرم سر از زیر دستان او
سربلند ہون مین اوسکے زیردستون سے

یکی مهد زرین بر آموده در
ایک سنہرا گہوارہ جسمین موتی لگے ہون
همه پیکر از لعل و فیروزه پر
تمام لعل اور فیروزہ سے بھرا ہوا

بر تا نشیند برو نازنین
یکجا جسمین اوسپر بیٹھے وہ نازنین
خرامان شود آسمان بر زمین
خوش ادائی سے مثل آسمان کے زمین پر چلے

دگر باد پایان بازین زر

اور گھوڑے جنپر سنہرے زین بجے ہون

چو دستور دانا چنین دید رای

جو دانا وزیر نے یہ راے دیکھی

ره خانهٔ خاص دارا گرفت

راه خاص محل دارا کی لی اوسنے

درآمد بمشکوی مشکین سرشت

آیا محل خشک سے بسے ہوئے مین

بهشتی پر از حور زیبنده دید

ایک بہشت حورون سے آراستہ دیکھا

بآن سیب چهران هردم فریب

اُن خوبصورت جو ہر وقت مرد کی فریب دینے والی ہے

نخستین حدیثی که آمد فرود

پہلے جو کچھ اوسنے کہا تھا وہ یہ ہے

که مشکوی شه از شه نور باد

کہ بادشاہی محل بادشاہ ہی سے روشن رہے

اگر چرخ گردان خطائی نمود

اگر اس آسمان کی گردش نے کوئی خطا کی ہے

شه از جمله آن زیانها که رفت

سکندر اُن تمام نقصانون سے کہ پہونچے

امیدم چنان شد سرانجام کار

امید مجھکو ایسی ہے انجام کار کو

ز بهر پرستندگانش ببر

اسکے نوکرون کے واسطے بیجا لے

کمر بست و آورد فرمان بجای

کمر باندھی اور حکم کی تعمیل کی

همه خانه را در مدارا گرفت

دارا کے تمام محلیات سے نرمی کرنے لگا

چو آب روان کاید اندر بهشت

جیسے نہر جاری ہو بہشت مین

فریبنده شد چون فریبنده دید

محو ہو گیا جب اوسکو محو کرنے کے قابل دیکھا

همی کرد بازی چو مردم بسیب

بازی کرتا تھا جیسے لوگ سیب سے

ز شه داد پوشیدگان را درود

کہ سکندر کی طرف سے محلیات کو سلام کہا

دوئی از میان شما دور باد

دو جاگی آپ لوگون اور ہمارے بادشاہ سے دور رہے

بآن خانه دست آزمائی نمود

اور اس گھر پر اُسنے ہاتھ صاف کیا ہے

گناهی ندارد در آنها که رفت

کوئی گناہ نہین رکھتا ہے جو کچھ کہ گذرا

که نومید از آن هست امیدوار

کہ امیدوار کو اوسکی ذات سے نا امید ہونا چاہیے

رسیدن سکندر در اصفهان جهت روشنک

باقبال این خانه رای آورد
اس گھر کے قبول کرنے کی رای کرتا ہے
بفرمان دارا و فرہنگ خویش
دارا کی اجازت اور اپنی عقل سے
جہان پادشہ را چنین ست کام
سکندر کا ایسا ارادہ اور مقصد ہے
که روشن شود روی چون عاج او
کہ روشن ہووے منہ اوسکا مثل ہاتھی دانت کے
بروشن رخش چشم روشن کند
اوسکے روشن چہرے سے اپنی آنکھ روشن کرے
ز دارا چنین در پذیرفت عہد
اور دارا کا بھی یہ عہد اوسنے قبول کیا ہے
جہاندار کانجا عنان تاز کرد
سکندر نے اب جو یہان آنیکا ارادہ کیا
زبان کسان بست زین گفتگوی
لوگون کی زبان اس گفتگو سے بند کردی
پری روی را سوی مہد آورند
اوس پری رو کو گہوارے مین بٹھلاوین
چنین گفت باری زن ترجمان
ایسا جواب آکر دیا ترجمہ کرکے سمجھانیوالی نے
کس خانه هم خانه زادی شود
گھر کی بی بی پردہ نشین ہی ہوتی ہے

خداوندی خود بجای آورد
اپنی ملکیت قائم کرنا چاہتا ہے
نهد شغل پیوند را پای پیش
پیوندی کے کام کے لیے قدم آگے بڑھاوے
بعصمت سرائی چنین نیکنام
ایسے نیکنام عالیخاندان کے محل مین
شود روشنک درة التاج او
روشنک ہو اوسکے تاج کی موتی
بدان سرخ گل خانه گلشن کند
اس گل سرخ سے اپنے گھر کو باغ بناوے
به بردن اینک فرستاد مہد
اسوجہ سے اسکے سوار کرلانے کو یہ گہوارہ بھیجا ہے
تمنای این شغل را ساز کرد
اسی کام کی خواہش سے کیا ہے
بپای خود آمد باین جستجوی
خود ہی اس جستجو مین چلا آیا
بترتیب این کار جہد آورند
اس کام کے سامان کرنے مین جلد کوشش کرو
که در سایه شاه دایم بمان
کہ اے وزیر تو سکندر کے سایے مین ہمیشہ رہ
بباد آمده هم ببادی شود
بازاری عورتین بازاری ہی ہوتی ہین

باب زراین نکته باید نوشت

سونے کے پانی سے یہ نکتہ لکھنا چاہیے

کله گوشهٔ مهد او تاج ماست

اسکے گھوارے کی ٹوپی کا کونہ تاج ہمارا ہے

اگر بنده گیرد سرافگنده ایم

اگر لونڈی بناوے سر جھکادین ہم

ز فرمان او سر نباید کشید

اسکے حکم سے منہ نہ چاہیے پھیرنا

اگر سر در آرد بدین شغل شاه

اگر پادشاہ یعنی سکندر ایسا خیال کرتا ہے

بکابین خسرو رضا داده ایم

سکندر سے نکاح کردینے پر راضی ہین ہم

بروزیکه فرمان دهد شهریار

جس دن حکم دے ہمارا پادشاہ

بدرگاه خسرو خرامش کنم

پادشاہ یعنی سکندر کے محل مین ہم اسکو بھیجین

چو دستور فرزانه پاسخ شنید

جب عقلمند وزیر نے یہ جواب سنا

رخ شه بر افروخت از خرمی

سکندر کا چہرہ خوشی سے بشاش ہوگیا

جوابی که در گوش گرد آورد

جو جواب کہ کان مین کدورت جمع کرتا ہے

شتربان درود آنچه خربنده کشت

شتربان کاٹ لیتا ہی جو کسان بوتا ہے

زمین بوس آن مهد معراج ماست

زمین چومنا اس کے مهد کی معراج ہماری ہے

وگر جفت سازد همان بنده ایم

اگر اسکو بی بی بناوے اسکے غلام ہین ہم

که قفل آهنین ست و زرین کلید

کیونکہ لوہے کا قفل ہے اوسکا اور سونیکی کنجی

سر روشنک را در آرد بماه

روشنک کا سر برابر چرخ چہارم کے بلند کریگا

که از تخمهٔ خسروان زاده ایم

کیونکہ پادشاہ کے نطفے سے پیدا کیا ہے ہمے

که پیوند را باشد آن احتیاج

اور جس دن وہ نکاح کرنا چاہے

بآئین پرستش رامش کنم

لونڈیون کی طرح اوسکی فرمانبردار بنادین ہم اسکو

سوی شاه شد باز گفت آنچه دید

پادشاہ کے پاس آکر جو کچھ سنا تھا بیان کیا

که صید جواب خوش ست آدمی

کیونکہ معقول جواب کا شکار ہے آدم زاد

نیوشنده را دل بدرد آورد

اوس سے سننے والے کا دل رنجیدہ ہوتا ہے

سکندر در صفاهان و خواستن روشنک

بروزی که طالع برومند بود
جس دن کہ طالع پھل مند تھا
جهانجوی بر رسم آبای خویش
سکندر نے اپنے بزرگون کے طریقے پر
برسم کیان نیز پیمان گرفت
اور کیانیون کی طرح اوس سے اقرار کیا
در آن بیعت از بهر تمکین او
اوس عقد مین بسبب اوسکے معزز ہونے کے
بفرمود تا کاردانان دهر
حکم دیا کہ واقف کار یعنی کاریگر زمانے کے
بمنسوج خوارزم دیبای روم
خوارزم کے منقش کپڑون اور رومی دیبا سے
سپاهان بدانسان که میخواستند
شہر سپاہان کو جیسا کہ چاہیے تھا
کشیدند بر طرهٔ کوی و بام
محل اور کوٹھون کے کنگورون پر لگائے
علمها بگردون برافراختند
نشان برابر آسمان کے بلند کیے
پر از گل شده کوی و بازارها
پھولون سے بھر گئے راستے اور کوچے
نشاندند مطرب بهر برزنی
گویّے بٹھلائے ہر راستے مین

نظرها سزاوار پیوند بود
ستارے لایق شادی کرنے کے تھے
پریزاد را کرد همتای خویش
روشنک کو اپنی بی بی بنا لیا
وفا در دل و مهر در جان گرفت
محبت دل اور جان مین پیدا کرائی
بملک عجم بست کابین او
ملک عجم اوسکے مہر مین لکھ دیا
در آرایش آرند بازار و شهر
بازار اور شہر کو خوب آراستہ کرین
مطرا کنند آن همه مرز و بوم
رنگین اور منقش کرین وہانکی تمام سرزمین کو
بدیبای گوهر بیاراستند
دیبا اور جواہرات سے آراستہ کیا
شقایق نمطهای بیجاده فام
لالے کی طرح ہر قسم کے یاقوت
جهان را نو آرایشی ساختند
جہان کی ایک از سر نو آراستگی کی
دگرگونه شد سکهٔ کارها
اور ہی طرح کے کامون کا سکہ بیٹھا
اغانی سرائی و بربط زنی
گانا گانے والے اور بربط بجانیوالے

شکرریز آن عود افروختند
ایسے میٹھے سرودنسے وہ لوگ عود جلاتے تھے

عدو را چہ عود و شکر سوختند
عود اور شکر کو کیا گویا دشمن کو جلاتے تھے

ز خزران طرف تا لب ندہ رود
خزران کے کنارے سے ندہ رود کے کنارے تک

زمین زندہ گشت از نوائی سرود
زمین گونجنے لگی گانے کی آوازون سے

ز تسبیح و خیزان کہ از می رسید
موجین کثرت میونشی سے ایسی پہونچین

لب امشان رود را می گزید
گویون کے ہونٹھ رود کو کاٹ کاٹ کھاتے تھے

گلاب صفاہان و مشک طراز
صفاہان کے عرق گلاب اور طراز کے مشک کے

سر نافہ و شیشہ را کرد باز
نافے اور شیشے کے منھ کھل گئے

شفق سرخ گل بست بر سور شاہ
شفق نے سرخ پھول لگا دیے دیوار جشن گاہ پادشاہ

طبق پر شکر کرد خورشید و ماہ
آفتاب اور ماہتاب نے طباق شکر کے بھرے

سپہر از شکر کوشکے ساختہ
آسمان نے شکر کا ایک محل تیار کر لیا

ز گل گنبد دیگر افراختہ
پھولون سے ایک گنبد اور بنایا

ہمہ بوم کشور ز شادی بجوش
تمام سرزمین ملک کی خوشی سے جوش مین

مغنی بر آوردہ ہر سو خروش
گانے والے ہر طرف گا رہے تھے

چو شب جلوہ کرد از پرند سیاہ
جب رات نے منھ دکھلایا سیاہ نقاب سے

رخ و زلف آراست از مشک و ماہ
چہرہ اور زلف کو آراستہ کیا اندھیرے اور اوجالے سے

صدف بود گفتی مگر ماہ چرخ
کہے تو کہ چاند آسمان کا ایک سیپی تھی

ورو غالیہ سود عطار کرخ
اور سیمین کرخ کے عطار نے کلف ماہ کیا تھا

ز بہر شہ آن ماہ مشکین کمند
سکندر کے لیے اس ماہ مشکین کمند یعنی روشنک نے

ز چشم و دہن ساخت بادام و قند
آنکھ اور منھ کے بادام اور قند بنائے

فرستاد ہر دو بمشکوی شاہ
دو نون چیزین بھیجین محل اسکندری مین

کہ در خور د مشکو بود مشک و ماہ
کیونکہ لائق خلوت خانے کی خوشبو اور معشوق ہے

دگر روز چون آفتاب بلند
دوسرے دن جو آفتاب بلند نے
دل شاہ روم از پی آن عروس
سکندر کا دل اس عروس نو کے لیے
یکی محفل آراست از رود و می
ایک محفل آراستہ کی شراب اور گانے کی
بمی لہو میکرد با مہتران
دل لگی کر رہا تھا سرداروں کے ساتھ
بجمشید چندان دران روز گنج
اوس دن اس قدر مال اور دولت تقسیم کی
چو شب عقد خورشید برہم شکست
جب رات نے لڑی آفتاب کی توڑ ڈالی
بہ فیروزۂ بوسحاقیش داد
اوسنے ابو اسحاق کے فیروزہ کو اوسکو دیدیا
ملک یافت بر کام دل دسترس
پادشاہ نے اپنے دلی مقصد کو حاصل کیا
کہ تا روشنک را چو روشن چراغ
کہ روشنک کو مثل روشن چراغ کے
چنین گفت با روشنک مادرش
ایسا کہا روشنک سے اوسکی ماں نے
کہ یاقوت یکتای اسکندری
کہ یاقوت بمثل سکندر پادشاہ کا

عروسانہ سر بر کشید از پرند
عروس کے مانند سر نکالا نقاب سے
بشورش درافتاد چون زنگ رس
بیقرار تھا اور شور کرتا تھا دیو کے گھنٹہ کیطرح
کہ مینو ز شرمش برآورد خوی
کہ بہشت جسکی شرم سے عرق عرق ہو جائے
سر و ساغرش ہر دو از می گران
سر اور پیالہ اوسکا شراب سے مست
کہ آمد زمین از کشیدن برنج
کہ زمین اوسکا بوجھ اٹھانے سے تھک گئی
عقیقی درآمد شفق را بدست
شفق کے ہاتھ ایک عقیق آگیا
سخن بین چہ در بوسحاقان فتاد
ذکر رفتہ رفتہ بوسحاقان تک پہونچا
بشکوی مشکین فرستاد کس
یعنی خلوتخانے میں ایک خواص کو بھیجا
بیارند با باغ پیرا باغ
لے آوین باغ میں مع اوسکی ماں کے
ز روشن روان شاہ اسکندرش
روشن دل سکندر پادشاہ کیطرف سے اوسکو
چو ہمتای در شد بہم گوہری
جو شہر میں تیکا ہوا بسبب یکسان ہونے کے

بآئین شغل دولت پناهی کنیم
اس کام سے دولت پناہی کرونگی مین
نباید سر از حکم او تافتن
اوسکے حکم سے سر پھیرنا لازم نہین ہے
کمر کن سر زلف در بند کیش
زلف کو بجای پٹکے کے باندھ اوسکی بندگی مین
جز او هر که او با تو سر میزند
اوسکے سوا اگر اور کوئی تیری خواہش کرتا ہے
بگوش تو گر حلقهٔ زر بود
تیرے کان مین اگر حلقہ سونے کا ہووے
مدارای او کن که دارای ماست
خاطر اوسکی کر کہ مہربان ہمارا ہے
پذیرفت ازو دختر دلنواز
قبول کیین اوس دلنواز لڑکی نے اوسے
پریزاده را از پی بزم شاه
اوس پریزاد کو مجلس پادشاہ کے لیے
بجلوتگه خسروش تاختند
پادشاہی خلوت گاہ کیطرف اوسکو دوڑایا
پس آنگه که شد پیشکشهای نغز
بعد اوسکے جب عمدہ عمدہ نذرین گذر چکین
سبک مادر مهربان دست برد
جلد مادر مہربان نے ہاتھ لیجا کر

همان سروری و پادشاهی کنیم
وہی سرداری اور پادشاہی کرونگی مین
که نتوان ازو بهتری یافتن
کیونکہ اوس سے بہتر اور کوئی نہ ملیگا تجھکو
که فرخ بود بر تو فرخنده کیش
کہ مبارک ہو تجھپر بہار کی اوسکی
چو زلف تو سر بر کمر میزند
تیری زلف کی طرح سر پہاڑ پر مارتا ہے
چو بی او بود حلقهٔ مور بود
اگر اوسکے بغیر ہووے زنجیر لوہے کی ہووے
چو دارا دلش بر مدارای ماست
دارا کی طرح اوسکا دل بھی ہمپر مہربان ہے
پذیرفتنی سخت با شرم و ناز
قبول کرنے والی ہاتین بہت شرم اور ناز سے
نشاندند در مهد زرین چو ماه
بٹھلایا سنہرے گہوارے مین چاند کیطرح
ز نظارگان پرده پرداختند
دیکھنے والون سے پردہ خالی کر دیا
که بینندگان را برافروخت مغز
جنکو دیکھکر دیکھنے والونکے دماغ پریشان ہوگئے
گرامی صدف را بدریا سپرد
قیمتی سیپی کو دریا کے حوالے کیا

که از تخم شاهان گردنکشان
اور یه کہا کہ بڑے شاہنشاہونکی اولاد سے

نگویم گرامے ترین گوهری
مین یه نہین کہتی کہ یہ ایک قیمتی موتی ہے

پدر کشته وبے پدر مانده را
جسکا باپ مارا گیا ہے اور وہ بے باپ کی ہوگئی

سپردم بزنهار اسکندری
سونپا مین نے پناہ سکندری مین

پذیرفت شاهنشه از مادرش
سکندر نے اقرار کیا اوسکی مان سے

چو سوسن سپردند شمشاد را
سوسن کو سرو کے حوالے کردیا

شه از ناز آن گوهر شاهوار
پادشاہ یعنی سکندر اوس گوہر شاہوار کے ناز سے

پری چهره دید گرز دلبرے
ایک خوبصورت دیکھی کہ دلبری سے

خرامنده سروی رطب بار او
ایک سرو خرامان قد چھوہارا پھل اوسکا

فریبنده چشمے جفاجوی تیز
ایک فریب دینے والی آنکھ نہایت ظالم

زبان کوته وزلف وگردن دراز
زبان چھوٹی اور زلف اور گردن لانبی

همین یک سهی سرو مانده نشان
یہی ایک لڑکی یادگار رہگئی ہے

سپردم بنامے ترین شوهری
تمکو سونپتی ہون مین ایسے نامور شوہر کو

یتیمی ولایت برافشانده را
یتیم ہے اور ملک سے نکالی ہوئی ہے

تو دانی وفردا وآن داوری
اب ای سکندر تو جانے اور قیامت اور وہ دن حساب کا

نهاد افسر همسری برسرش
رکھا تاج بی بی بنانے کا اوسکے سر پر

چمن جای شد سرو آزاد را
سرو آزاد کی جگہہ چمن مین ہوگئی

بگوهر خریدن درآمد بکار
موتی کی خریداری مین متوجہ ہوا

پرستنده شد پیکرش را پری
پریان اوسکی غلامی کرنے لگین

شکر چاشنی گیر گفتار او
شکر اوسکی شیرین گفتاری سے چاشنی لینیوالی

دوا بخش بیمار و بیمار خیز
دوا بخشنے والی بیمارون کی اور بیمارونکی طرح اٹھنیوالی

لبی چون شکر خال بالاو براز
ہونٹھ مثل شکر کے تل اوسکے ایک بھید سے

زنخ سادہ و غبغب آویختہ

ٹھڈی صاف اور غبغب لٹکا ہوا

بخوناب پروردہ خونِ جگر

جگر کے خون خالص سے پلی ہوئی

بہر شور کز لب بر انگیختے

ہر شور سے جو لب سے وہ کرتی تھی

بہر خندہ کز لب شکر ریز کرد

ہر ہنسی میں جو لب سے شکر ریزی کرتی

رخش چون گل و آبِ گل ریختہ

منہ پھول کا ایسا اور گلاب کو شرمندہ کرتی

شکن گیر گیسوش از مشکناب

پیچدار بال اوسکے مشک خالص سے

سکندر کہ آن چشم و آن سایہ دید

سکندر نے جو وہ آنکھیں اور وہ سایہ دیکھا

بچشمِ وفا سازگار آمدش

محبت کی نظر سے موافق آئی اوسکے

بکامِ دلش تنگ در بر گرفت

خواہش دل سے اوسکو خوب سینے سے لپٹایا

شدہ روشن از روشنک جانِ او

روشنک سے جان اوسکی روشن ہوگئی

جہان بانوش خواند پیوستہ شاہ

تمام جہان نے سکندر کی بی بی اوسکو کہا اور سکندر ہمیشہ

میان لاغر و سینہ انگیختہ

کمر پتلی اور سینہ ابھرا ہوا

سر از دیدہ برکردہ چون بصر

آنکھوں سے سر لگائے ہوئے مثل بینائی کے

نمک بر دل خستگان ریختے

نمک زخمیوں کے دلوں پر چھڑکتی تھی

شکر خندہ رامنش تیز کرد

ایک معشوق کی طبیعت کو اپنی طرف مائل کرلیتی

گلابی ز ہر چشم انگیختہ

سرخی ہر آنکھ میں بھری یعنی مست

زدہ سایہ بر چشمۂ آفتاب

چشمۂ آفتاب یعنی منہ پر بکھرے ہوئے

بر آسودہ شد چون بمنزل رسید

آسودہ ہوا جب منزل پر پہونچا

دلش برد چون در کنار آمدش

دل اوسکا بے اختیار کردیا جب گود میں آئی

وزان کامِ دل کامِ دل بر گرفت

اور اوس دل کے مقصد سے دل کا مقصد پایا

ز فردوس روشن تر ایوانِ او

بہشت سے روشن زیادہ ہوگیا محل اوسکا

بر و داشت آئینِ حشمت نگاہ

اوسپر رکھتا تھا موزوں طریقے سے نظر

رسیدن سکندر در صفاہان و خواستن روشنک

که بیدار و با شرم و آهسته بود
کیونکه بیدار دل اور شرمگین اور آهسته کام کرنیوالی تهی
کلید همه پادشاهی که داشت
تمام پادشاهی جتنی کنجیان کر رکهتا تها
یکی ساعت از دیدن روی او
ایک دم بغیر اوسکی صورت دیکهے
بشادی در آن کشور چون بهشت
خوشی سے اوس بهشت ایسے ملک مین
چو صبح از رخ روز برقع کشاد
جب صبح نے دن کے چہرے سے برقع کهولا
خروش صراحی در آمد بجوش
شور صراحی کا جوش مین آیا
ز غلغل خروسان طاؤس دم
غلق چڑیون مور ایسی دم سے
می و مجلس شه بر آواز چنگ
شراب اور مجالس پادشاه کی چنگ کی آواز پر
شه هفت کشور بر سم کیان
پادشاه هفت اقلیم بطور کیانیون کے
بر آمد چو خورشید بالای تخت
مثل آفتاب کے تخت پر جا بیٹها
بر آراسته بزمی از نای و نوش
آراسته کی ایک محفل ناچ اور شراب سے

زنا گفتنیها زبان بسته بود
نہ کہنے والی باتون سے زبان روکے رہتی تهی
باو داد تا جنس بگردون فراشت
اوسکو دے دین اور اوسکو بہت سربلند کیا
شکیبا نشد تا نشد سوی او
صبر نہوتا جب تک اوسکے پاس نہ جاتا
بر آسود با آن بهشتی سرشت
عیش کیا اوس بهشتی خصلت کے ساتھ
ختن بر حبش داغ جزیه نهاد
ختن نے حبش پر داغ غلامی کا لگایا یعنی دن آیا
خروس از سر خم همی گفت نوش
مرغ خم کے سر سے کہتا تها کہ پیجیے شراب
فرو ریخت در طاسها خون خم
گرا طاسون مین خون مٹکون کا
برخسار گیتی در آورد رنگ
زمانے کے چہرے پر رنگ لائی
یکی هفت چشمه کمر بر میان
ایک کمربند هفت چشمه کمر مین باندهکر
فلک در غلامی کمر کرد سخت
آسمان نے اوسکی غلامی مین کمر باندهی مضبوط
بلطفی که بردی ز بیننده هوش
اوس لطف کی کہ دیکهنے والون کے هوش اوڑ جاتین

نشانند شایستگان را بپای
بٹھلایا لائق لوگون کو مرتبے سے

بقدر ہنر ہر یکی جست جای
اپنے ہنر کے موافق ہر ایک نے جگھ ڈھونڈھی

شکر ریخت مطرب برامشگری
شکر گرائی گویّون نے ناچنے مین

کمر بست ساقی بجان پروری
کمر باندھی ساقی نے روح پروری پہ

زتری که میریخت رود و رباب
تیزی سے کہ بجاتے تھے رود اور رباب

ہوس راہمی برد چون دود آب
ہوس کو دیون سے شل دوداب کے نکالتے تھے

سکندر سخا را سر آغاز کرد
سکندر نے سخاوت کرنا شروع کی

در گنج اسکندری باز کرد
دروازہ خزانۂ سکندری کا کھول دیا

زبس گنج دادن بایران سپاه
اس قدر کثرت سے ایرانی سپاہ کو خزانے دیے

زدامن گہر موج زد بر کلاه
دامن سے موتیون کی لہرین بلند ہوئین ٹوپی تک

جہان را بپیرایہ نوی
جہان کو نئے نئے لباس سے

برآراست از خلعت خسروی
آراستہ کیا بادشاہانہ خلعت سے

ہمانا که بود آفتاب بلند
تحقیق کہ سکندر آفتاب بلند تھا

ہمه عالم از نور او بہره مند
تمام جہان اوسکے نور سے فیضیاب تھا

بلند آفتابی که شد گنج بخش
وہ بلند آفتاب یعنی سکندر جو سخاوت کرنے لگا

بدادن نگردد تہی چون درخش
اوس سخاوت سے خالی نہو جائیگا بجلی کی طرح

جہاندار بخشنده باید نه خس
بادشاہ سخی چاہیے نہ کہ کنجوس چاہیے

خصال جہانداری اینست و بس
خصلتین بادشاہی کی یہی ہین اور باقی کچھ نہین

بیا ساقی آن شبچراغ مغان
آؤ ساقی وہ شبچراغ آتش پرستونکا یعنی شراب

بیاور بمن بر میاور فغان
لاؤ اور مجھپر بہت مت چلّاؤ

چراغی کزو چشمہا روشن ست
وہ چراغ جس سے کہ آنکھین روشن ہین

چراغ تنم را از و روغن ست
میرے بدن کے چراغ مین اوس سے روغن ہے

نشستن سکندر بر تخت کیان بدار الملک اصطخر

بیٹھنا سکندر کا کیانیون کے تخت پر اصطخر کی دار الخلافت مین

بگوای سخن کیمیائی تو چیست
بتلاؤ ای سخن تیری کیمیا کیا ہے

عیار ترا کیمیا ساز کیست
تیرے کس کا کیمیا بنانے والا کون ہے

که چندین نگار از تو بر ساختند
اگر اس قدر نقش تجھ سے بنائے گئے

هنوز از تو حرفی نپرداختند
اب تک تجھسے کوئی حرف خالی ہوا

اگر خانه خیزی قرارت کجاست
اگر تو خانه خیز ہے تیرا قیام کہان پر ہے

گر از در درائی و یارت کجاست
اگر دروازے سے آتی ہے تیرا الملک کون ہے

زما سر بر آرے و با ما نه
مجھ ہی سے تو پیدا ہوتی ہو لیکن میرے پاس نہین ہے

نمائی بما نقش و پیدا نه
دکھلاتی ہے تو مجھکو صورت اور ظاہر نہین ہوتی ہے

عملخانه دل بفرمان تست
دل کا کارخانہ تیرے حکم مین ہے

زبان خود عملدار دیوان تست
اور زبان عامل تیری کچہری کی ہے

ندانم چه مرغی بدین نیکوئی
مین ابھی نہین جانتا ہون تو ایسی خوبصورت کون چڑیا ہے

زما یادگاری که ماند توئی
بلکہ جو کچھ مجھسے یادگار رہجائیگا وہ تو ہے

سخن بین چه عالیست بالای او
سخن کو دیکھ کیسا بلند اوسکا مرتبہ ہے

گشادی مبنیاد کالای او
خدا کرے کھوٹا پن نہ دیکھے اسباب اوسکا

بیار ای سخن گوی چابک سرای
لاؤ اے شاعر تیز گا و تیز شعر کہنے والے

نشاط سخن را یکایک بجای
ایک ایک خوشی کے الفاظ کو ہر جگہ پر

سخن ران از آن نامور خفتگان
بیان کرا ان گذرے ہوئے نامور بادشاہون کا

فسونی فرو دم بآشفتگان
ایک جادو دم کر دیوانون یعنی اہل دنیا پر

نشستن سکندر بر تخت کیان بدار الملک اصطخر

گزارندهٔ سرگذشت نخست
بیان کرنے والے حالات گذشتہ نے
بآندیشهٔ نغز و رای درست
پسندیدہ خیال اور راے درست سے

چنین داد مژده که چون شهریار
اس طرح خوشخبری دی کہ جب سکندر نے
بملک سپاهان بر آورد کار
ملک سپاہان مین اپنا عمل کر لیا

ز پیروزئ چرخ پیروزه رنگ
فتحمندی آسمان سبز رنگ سے
ببودش نشستی در سپاهان درنگ
شہر سپاہان مین اوسکا قیام بہت دن ہوا

باصطخر شد تاج بر سر نهاد
ولایت اصطخر مین پہونچا اور مالک تاج و تخت ہوا
بجای کیومرث و شه کیقباد
بجاے بادشاہ کیومرث اور کیقباد بادشاہ کے

شد آراسته ملک ایران بدو
آراستہ ہوا ملک ایران کا اوس سے
قوی گشت پشت دلیران بدو
مضبوط ہوگئی دلیرون کی پیٹھ اوس سے

بزرگان برو تهنیت ساختند
ارا کینون نے اوسکو مبارکباد دی
بآن سروری سر افراختند
اوس سرداری سے سربلند کیا

نثاری که باشد سزاوار تخت
جو نثار کہ ہوتا ہے لائق تخت پر نثار کرنے کے
فشاندند بر شاه فیروز بخت
قربان کیا بادشاہ فیروز بخت یعنی سکندر پر

ز سرچشمهٔ نیل تا رود گنگ
دریاے نیل سے دریاے گنگ تک
ز شور آب چین تا بتلخ آب زنگ
دریاے شور چین سے دریاے شور زنگبار تک

رسولان رسیدند با ساو باج
قاصد پہونچے خراج اور تحائف لے کر
همایون کنان شاه را تخت و تاج
سکندر کو تخت و تاج کی مبارکباد دیتے ہوے

چو شه پای بر تخت زرین نهاد
جب سکندر نے تخت زرین پر قدم رکھا
ز گنج سخن حصن روئین گشاد
بات کے خزانے سے قلعہ کانسی کا یعنی خاموشی دور کی

که باد آفریننده را سپاس
کہ پیدا کرنے والے یعنی خدا کا شکر ہے
که کرد آفرین گوی را حق شناس
جسنے شکر کرنے والے کو حق شناس بنایا

سری چون منی راز بالین خاک ۔ بانجم رسانید چون نور پاک

مجھ ایسے کے سر کو خاک کے تکیہ سے ۔ برابر ستارون کے پہونچایا مثل نور پاک کے

بایرانم آورد زاقصاے روم ۔ بفرمان من سنگ را کرد موم

ایران مین مجھکو لایا روم کے کنارے سے ۔ میرے حکم سے پتھر کو موم کردیا

بجائے رسانید کارِ مرا ۔ کہ محمل کشد چرخ بارِ مرا

اور اس جگہ پہونچایا میرے کام کو ۔ کہ کجاوہ کھینچے آسمان میرے اسباب کا

پذیرفتم از داور آسمان ۔ کہ ناسایم از داوری یکزمان

قبول کیا مین نے حاکم آسمان سے ۔ کہ نہ آسودہ ہونگا مین حکومت سے ایک زمانہ

ستمدیدہ را داد بخشی کنم ۔ شب تیرگان را درخشی کنم

مظلومون کی فریاد کو پہونچونگا مین ۔ اندھون کو اندھیری رات مین چراغ دکھاؤنگا مین

خرد در وفا رہنمائی من ست ۔ صلاح جہان در وفائے من ست

عقل پورا کرنے پر رہنما میری ہے ۔ بہتری جہان کی میری دوستی مین ہے

رہِ راستی گیرم امروز بیش ۔ کہ آگاہم از روزِ فردای خویش

آج سے راہ راست اختیار کرتا ہون مین ۔ کیونکہ مین اپنے کل کے دن یعنی قیامت سے آگاہ ہون

بہ پرہیزم از روزِ عذر آوری ۔ بہ پرہیزگاری کنم داوری

پرہیز کرونگا مین عذر کرنے کے دن سے ۔ پرہیزگاری سے سلطنت کرونگا مین

ز پیشانی پیل تا پاے مور ۔ نیاید ز من بر کسی دست زور

ہاتھی کی پیشانی سے چیونٹی کے پاؤن تک ۔ نہ پہونچے میرے ہاتھ سے کسی کو تکلیف

ندارم طمع بر زر و سیم کس ۔ وگر چند یابم بدان دسترس

نہ حرص کرونگا مین کسی کے زر و مال پر ۔ چاہین کیسا ہی اوس پر پاجاؤن مین اختیار

ز خلق ارچہ آزار بینم بسے ۔ نخواہم کہ آزار دارد ز من کسے

خلق سے اگرچہ بہت تکلیف بھی پاؤن ۔ مگر یہ مجھے نہوگا کہ مین کسی کو ایذا دون

نشستن سکندر بر تخت کیان در الملک اصطخر

ولیکن ودوده را بر گرفتم خراج

گانون اور خانہ انون کو معاف کردونگا مین خراج

اگر گنجی آرم زدنیا بدست

اگر دنیا سے ایک خزانہ حاصل کرتا ہون مین

دہم ہر کسی را ز دولت کلید

ہر شخص کو مال ودولت سے کنجی یعنی حصہ دونگا

ہنرمند را سر برآرم بلند

ہنرمندون کو بہت سربلند کرونگا مین

بہ ہیچم سرا ہر رایگان خوارگان

ناخوش ہونگا مین مفت خورون سے

چو دارد تنومند کار آگہی

جبکہ شخص لیاقت کسی کام کرنے کی رکھتا ہوگا

چو بینم کسی را کہ او رنج برد

جب دیکھون گا مین کسی کو کہ اوسنے تکلیف اوٹھائی

در آن خرجش امیدواری دہم

اوسکے خرچ مین امیدواری دون گا مین

بدین وبدانش کنم کارہا

دیانت اور عقل سے تمام کام کرونگا مین

ندارم زکس ترس در ہیچ کار

نہ خوف کرون گا مین کسی سے کسی کام مین

در آس افگنم ہر کرا سود نیست

چکی مین پیس ڈالون گا مین جو پیسنے کے لائق ہے

نہ مال از ولایت ستانم نہ باج

نہ مال ولایت سے لونگا مین نہ محصول

مہیا کنم قسمت ہر کہ ہست

موجود کرتا ہون مین حصہ جسکا کہ ہے

کنم پایۂ کار ہر کس پدید

کرون گا مین ہر ایک کے کام کے لائق مرتبہ ظاہر

کشم پای دیوانہ را زیر بند

دیوانون کو قید کرکے رکھون گا

مگر بی زبانان وبیچارگان

سوا بے زبان اور بیچارون یعنی عورتون اور فقیر خوارون کے

نخواہم کہ باشد ز کاری تہی

مین یہ نہ چاہونگا کہ وہ بیکار رہے

ق

کہ از خرج او دخل او ہست خرد

یعنی اوسکی آمدنی اوسکے خرچ سے کم ہے

ز گنجینۂ خویش یاری دہم

اپنے خزانے سے اوسکو مدد دونگا مین

دہم داد را رو ز بازارہا

عدل اور انصاف کو رونق دونگا مین

مگر زان کسی کو بود ترسکار

مگر اوس شخص سے جو خوفناک ہووے

ببخشایم آنرا کہ بخشود نیست

رحم کرون گا مین اوسپر جو واجب الرحم ہے

جہان از سخا دارم آراستہ

جہان کو سخاوت سے آراستہ رکھونگا مین

ستم را ز خود دور دارم بہوش

ظلم کو اپنے پاس سے ہوشیاری سے دور رکھونگا مین

بجای یکی بد یکی بد کنم

ایک برے کے ساتھ برائی کرونگا مین

عقوبت کنم خلق را بر گناہ

رعیت کو گناہ کے بدلے سزا دونگا مین

چو گردن کشد خصم گردن زنم

دشمن اگر دشمنی کرے گا تو اوسکی گردن مارونگا

بنا کردن نیکی از من بود

بنیاد کرنا نیکی کی مجھسے ہو گی

من آن خاک بیزم بغربال رای

مین عقل کی چھلنی سے وہ خاک چھانونگا

چو دولاب کو شربت تر دہد

مثل کنوئین کے چرخ کے کہ وہ ہر دم تازہ پانی پلاتا ہے

بہر چہ سر از تیغم آید فراز

جبکہ سر میری تلوار کے آگے خود آجاتا ہے

سر تیغم آرد جہان را بچنگ

میری تلوار کا سر جہان کو قبضے مین لاتا ہے

ازان آمدم بر سر این سریر

اس سبب سے مین اس تخت پر بیٹھا ہون

سخی را مدد بخشم از خواستہ

سخی لوگون کی مال سے مدد کرونگا مین

ستمکش نوازم ستمگار کش

مظلوم کو نوازونگا اور ظالم کو قتل کرونگا

بپاداش نیکی یکی صد کنم

ایک نیکی کے عوض سو نیکیان کرونگا مین

نوازش کنم چون شود عذر خواہ

جو معافی مانگیگا اوسپر نوازش کرونگا مین

چو در دوستی تن زند تن زنم

جو دوستی مین سستی کرے مین بھی چپ ہونگا

بدی را بدایت ز دشمن بود

بدی کی ابتدا دشمن سے ہو گی

کہ بستانم و باز ریزم بجای

کہ اگر لے لونگا تو پھر اوسکو دیبھی دونگا

ازین سر ستانند ازان سر دہد

اس سرے سے لیتا ہو اوس سرے سے دیتا ہے

سر تازیانم دہد ترکتاز

میرے کوڑے کا سر اوسکو بخشتا ہے

سر تازیانم دہد بیدرنگ

میرے کوڑے کا سر فوراً واپس دیدیتا ہے

کہ افتادگان را شوم دستگیر

کہ عاجزون کی دستگیری کرون مین

یکی پیکرم زابر و از آفتاب
ایک پتلا ہون مین ابر اور آفتاب یعنی محبت اور غصے سے

بیکدستم آتش بیکدستم آب
میرے ایک ہاتھ مین آگ ہے اور دوسرے ہاتھ مین پانی

بسنگی رسم سخت بگدازمش
اگر ایک سخت پتھر کے پاس پہونچون تو پگھلا دونگا مین اسکو

بکشتی رسم تشنہ بنوازمش
اگر ایک قابل آبپاشی کھیت کے قریب پہونچون تو سیراب کر دونگا اسکو

نجویم نامدم سوی ایران ز روم
مین روم سے خون ڈھونڈتا ایران کی طرف نہین آیا ہون

خدایم فرستاد زان مرز بوم
بلکہ خدا تعالے نے اوس سرزمین سے مجھے بھیجا ہے

بدان تا حق از باطل آرم پدید
اسلیے کہ حق کو جھوٹ یعنی کفر سے اسلام کو ظاہر کرون

ز من بند ہر قفل یابد کلید
میری ذات سے ہر قفل کنجی پاوے یعنی کھلجاوے

سر حق شناسان بر آرم ز خاک
خدا شناسون کی سر کو خاک سے اوٹھا دونگا مین

بباطل پرستان در آرم ہلاک
جھوٹ پوجنے والے یعنی کافرون کو ہلاک کرون مین

زدنیا برم زنگ ناداشتی
دنیا سے مٹاؤن مین مفلسی کے زنگ کو

دہم باد را با چراغ آشتی
ہوا کو چراغ کے ساتھ صلح کی ہدایت کرون

فرشتہ کنم دیو ہر خانہ را
ہر ایک گھر کے دیو کو فرشتہ بنا دونگا مین

بر آرایم از گنج ویرانہ را
آراستہ یعنی آباد کرونگا مین ویرانے کو خزانے سے

کجا عدل من سر بر آرد چو سرو
جس جگہ میرا عدل مثل سرو کے سربلند کریگا

ز بیداد شاہین نترسد تذرو
جرہ باز کے خوف سے چکور نہ ڈرینگے

شبانی کند گرگ بر گوسپند
بھیڑیا بکریون کی گلہ بانی کرے گا

ہمان شیر بر گور نارد گزند
اسی طرح شیر بھی گور کو نہ ایذا دے گا

بدانرا زنیکی کنم ناصبور
برے لوگون کے ساتھ نیکی ہرگز نہ کرونگا

زنیکان بدی را کنم نیز دور
اوسی طرح نیکون کے بدی بھی نہ روا رکھونگا

کسی را کہ من سر برافراختم
جس شخص کو مین سربلند کرونگا

بپای کسش در نینداختم
کسی کے پانون کے تلے اوسکو نہ گرنے دونگا مین

وگر همسری را ودرم جگر
اور اگر مین اپنے کسی ہمسر کا جگر چاک کرون گا
نگشتم نهانی کسے را به زهر
مین کسی کو پوشیدہ زہر دیکر ہلاک کرون گا
نه در کس جهانسوزی آموختم
نہ کسی شخص کو جہان کو تکلیف دینے پر آمادہ کرون
نخواهم که آرم بکس ور شکست
نہیں چاہتا ہون کہ مین کسی کو مار ڈالون
گر از من نجستے رسد چشم درد
اگر میری ذات سے کسی کی آنکھ مین درد ہو
خدایم درین کاریاری دهاد
خدا میری اس کام مین مدد کرے
چو این داستان گفته شد یک بیک
جب یہ ہر ایک بات سکندر کہہ چکا
دران انجمن بود بسیار کس
اوس مجلس مین تھے بہت لوگ
ازان بو الفضولان گستاخ گوی
ان بے وقوفون بیہودہ بکنے والون سے
پژوهنده بود حجت نماے
ایک شخص بہت خوب تقریر کرنیوالا تھا
که شاها مرا یکدرم درخورست
کہ اے بادشاہ مجکو ایک درم کی ضرورت ہے

نداوم بدر ندگان دگر
نہ دون گا اور درندون یعنی ظالمون کو
مگر کاشکارا به شمشیر قهر
لیکن کھلے میدان غصے کی تلوار سے
نه بی حجتی خرمنی سوختم
نہ بے سبب کسی کا کھلیان جلاؤن مین
وگر نشکنم مومیائیسم هست
اور اگر مار ڈالون مومیائی بھی میرے پاس ہے
توانم درو توتیا نیز کرد
سرمہ بھی اوسکے لگا سکتا ہون مین
ز چشم بدان استگاری دهاد
بد نظرون سے امان مجھے دے
نیوشنده را دست شد بر فلک
سننے والون کے ہاتھ طرف آسمان کے بلند ہوئے
کشاده بشاه آزمائی نفس
سکندر کی آزمایش کے انتظار مین
وزان بو الحکیمان دیوانه خوی
اور ان بعض داناؤن سودائی سے
دران انجمن گشت شاه آزمای
اوس محفل مین سکندر کی آزمایش کرنے لگا
اگر بخشی از کشوری بهترست
اگر مجھے آپ عطا فرمادین ایک ولایت سے بہتر ہے

جهاندار گفت از خداوندگاه
سکندر نے کہا کہ مالک تخت و تاج یعنی مجھ سے
پژوهنده گفتا چو از یکدرم
پھر اوس مانگنے والے نے کہا اگر ایک درم سے
به از ملکِ عالم به بخشد بمن
بہتر ہے اگر ملک جہان کا بخش دے مجھکو
دگر بار شه گفت کای بدسگال
پھر سکندر نے جواب دیا کہ اے بے عقل
دو حاجت نمودی نه بر جای خویش
دو مرتبہ تونے سوال کیا مگر ایک بھی مناسب نہ کیا
باندازه باید سخن گستری
اس لیے ہر شخص کو اپنے اندازے کے موافق بات کہنا چاہیے
سخن کان برابرو برآرد گره
جس بات سے کہ ابرو پر شکن یعنی غصہ آوے
دگر پرسشی کرد مردِ دلیر
دوبارہ اوس مرد دلیر نے پوچھا
چو گوئی که یکرویه هستیم یار
جب کہ تو یہ کہتا ہے کہ ہم سب یکسان ہین
ملک گفت سرور منم زین گروه
سکندر نے کہا یہ وجہ ہے کہ مین ان سب کا سردار ہون
سرِ رستنی زیر زیبا بود
سر گھانس کا نیچا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے

باندازهٔ قدرِ او گنج خواه
اوسکے یعنی میرے مرتبے کے موافق خزانہ طلب کر
خجالت برد شه که پیش نیست کم
بادشاہ شرمندہ ہوتا ہے کہ یہ بالکل کم ہے
با نجم رساند سرم زان انجمن
برابر چرخ چہارم کے میرا سر بلند کرے اس محفل سے
باندازهٔ خود نکردی سوال
تونے اپنے اندازے کے موافق یہ سوال نہین کیا
یکی کم ز من دیگری از تو بیش
پہلی مرتبہ میری لیاقت سے کم دوبارہ اپنے رتبے سے زیادہ
گزافِ سخن را نباید شنید
فضول بات کو ہرگز نہ سننا چاہیے
اگر آفرین ست ناگفته به
اگرچہ تعریف ہی کی کیون نہو کہنا مناسب نہین ہے
که بالا چرائی و خلقی به زیر
کہ تو سب سے بلند کیون بیٹھا ہے اور ایک عالم پائین ہے
چرا از برو بالا در آرے بکار
پھر بلندی اور پستی کی تفریق کیون کرتا ہے تو
چو سر زیر باشد نباشد شکوه
جب سردار نیچے بیٹھے کوئی رعب باقی نہ رہیگا
سرِ آدمی به که بالا بود
آدمی کا سر بلند ہونا مناسب ہوتا ہے

نشستن سکندر بر تخت کیان بدار الملک اصطخر

به ار شاه را جای باشد بلند
بہتر ہے اگر بادشاہ کی جگہ بلند ہووے
که تا دیدها زو شود بهره مند
تا کہ دیکھنے والونکی آنکھین اوس کو دیکھ سکین

دگر زیرکی گفت کای شهریار
پھر ایک عقلمند نے پوچھا کہ اے بادشاہ
خردمند را با رعونت چه کار
عقلمند شخص کو غرور کرنے سے کیا کام ہے

ترا زیور ایزدی در دل ست
تیرے دل مین زیور خداشناسی کا موجود ہے
بزیور چه پوشی تنی کز گل ست
زیور سے اوس بدن کو کیون ڈھانکتا ہو جو مٹی کی ہے

ملک گفت کارایش خسروی
سکندر نے جواب دیا کہ بادشاہ کی آراستگی
ولی چشم بینندگان زان نوی
دیکھنے والون کی آنکھون کو تازگی دیتی ہے

من ار شخص خود را چو گلشن کنم
مین جو اپنے بدن کو باغ کیطرح آراستہ کرتا ہون
شما را بخود چشم روشن کنم
تم لوگون کی آنکھون کو اپنے دیدار سے روشن کرتا ہون

نبینی که چون بشگفد نوبهار
تو نہین جانتا ہے کہ جب بہار مین پھول کھلتے ہین
بدو چشم روشن شود روزگار
ایک زمانے کی آنکھین اس سے روشن ہو جاتی ہین

ازان نکته ها مردم تیزهوش
اوسکی یعنی سکندر کی باریکیون سے عقلمند لوگون نے
پر از لعل و پیروزه کردند گوش
اپنے اپنے کان لعل اور فیروزے سے بھر لیے

دعا تازه کردند بر جان او
پھر دعائین دین سکندر کے جان اور مال کو
بجان باز بستند پیمان او
دل و جان سے اوسکی اطاعت کا اقرار کیا

ازان بردباری کزو یافتند
وہ بردباری کہ سکندر سے اُنھون نے پائی
بفرمان او پاک بشتافتند
اوسکی اطاعت مین ہمہ تن مصروف ہوئے

بآئین جمشید هر روز شاه
بطور جمشید یعنی کیانی بادشاہون کے سکندر ہر روز
شدی بر سر گاه هر صبحگاه
صبح کے وقت تخت پر بیٹھتا تھا

نوازش همیکرد با بندگان
مہربانیان کرتا تھا اپنے نوکرون پر
نگهداشت آئین فرخندگان
مبارک لوگون کے طریقون کو لحاظ کیے رہتا تھا

فرستادنامہ بہر کشوری

ہر ایک ولایت مین سکندر نے اپنا فرمان بھیجا

گرائید شان دل بافسون خویش

ہر ایک کا دل اپنے جادوآمیز خلق سے اپنی طرف مائل کرلیا

جہان را بفرمان خود رام کرد

جہان بھر کو اپنے حکم کا مطیع کرلیا

خراب جہان جملہ آباد ساخت

جہان کے تمام ویرانون کو اوسنے آباد کیا

بیا ساقی آن صرف بیجادہ رنگ

آو اے ساقی وہ خالص یاقوت رنگ کی شراب

مگر چارہ سازم درین سنگ ریز

شاید کوئی تدبیر کرسکون مین اس کنکریلی زمین کی

بہر مرزبانی وہر مہتری

ہر ایک سرزمین کے حاکم اور مالک کے پاس

امان داد شان از شبیخون خویش

اور اون لوگون کو اپنے شبخون کرنے سے امان دی

در آرام کردن کم آرام کرد

لوگون کے آرام دینے مین خود آرام کم اوٹھایا

دل خستگان از غم آزاد ساخت

غمزدہ لوگون کو غم سے آزاد کردیا

بمن دہ کہ پایم درآمد بسنگ

مجھکو دے کہ میرا پاؤن پتھر کے نیچے دب گیا ہی

چو بیجادہ از سنگ پایم گریز

مثل یاقوت کے پتھرون سے نکلجاؤن مین

فرستادن سکندر ارسطو را با روشنک بیونان

بھیجنا سکندر کا ارسطو کے ساتھ روشنک کو شہر یونان مین

فلک نافہ را زان سبکرو کند

آسمان اپنے نافے کو اس سے ہلکا یا کرتا ہے

کند ہر زمان صلح و جنگ دگر

ہر وقت ایک نئی صلح اور لڑائی پیدا کیا کرتا ہے

ہمہ بودنیہا کہ بود از نخست

تمام ہونیوالی چیزین اگرچہ یقین پہلے سے

کہ ہر روز و شب بازی نو کند

کہ رات دن یعنی ہمیشہ ایک نئی بازی کرتا ہے

خیالی نماید برنگ دگر

ایک نئی طرح کا خیال کیا کرتا ہے

نہ انیست اگر باز جوئی درست

مگر یہ ممکن نہین ہے کہ تو پہلے ہی سے سمجھ سکے

همه از پرورشهای پروردگار

خداوند کریم کی پرورشون سے

سر شغل ما گر در آید بخواب

سر ہمارے کام کا یعنی پادشاہ ہمارا اگر ہلاک ہوجائے

بسا کس که از روی عالم کم ست

بہت لوگ جو جہان سے گذر گئے ہین

چه سازیم چون سازگاران شدند

ہم کیا تدبیر کر سکتے ہین جو ہمارے مددگار گذر گئے

بهنگام خود توشهٔ ره بساز

ہر شخص کو مناسب ہے کہ اپنی راہ کا توشہ تیار رکھے

سر انجام گرچه بد بد رود

انجام کار جو نہایت برا گذرتا ہے

گزارش چنین کرد گویای دور

ایسا بیان کیا ہے اوسوقت کے مورخ نے

سکندر که او ملک عالم گرفت

سکندر ایسا پادشاہ کہ جسنے تمام جہان کو لے لیا

صلاح جهان جست از ان داوری

بہبودی جہان کی چاہتا تھا اوس عدل سے

جهان بادیت شغل آنشاه کن

اگر تجکو پادشاہی چاہیے سکندر کے ایسے کام کر

چو بر ملک آفاق شد کامگار

یعنی جب سکندر جہان کے تمام ملکون کا مالک ہوگیا

دگرگونه شد صورت هر نگار

ہر ایک نقش کی صورت دوسری ہو گئی

مپندار کین خانه گردد خراب

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ گھر خراب ہو جائیگا

همانا که عالم همان عالم ست

مگر جہان ابتک اوسی طرح قائم ہے

رفیقان گذشتند و یاران شدند

ہمارے سامنے سے ہمارے یار اور رفیق چلے گئے

که یاران ز یاران بمانند باز

کیونکہ یار اپنے یارون سے جدا ہین

خر لنگ بر آخور خود رود

لنگڑا گدھا اپنے تھان ہی پر جاتا ہے

که اورنگ شاهان نشد جای جور

کہ پادشاہ کا تختگاہ ظلم کرنے کی جگہ نہین ہے

پی جستن کام خود کم گرفت

اپنے مقصد کا سراغ اوسنے بہت کم لگایا

جهان زین سبب دادش آن یاوری

جہان نے اس سبب سے اوسکو مدد ایسی دی تھی

همان کن که او کرد و کوتاه کن

ویسا ہی کر جیسا کہ اوسنے کیا ہے اور کم کر

همی گشت بر کام او روزگار

اور جہان اوسکے حسب دلخواہ یعنی زمانہ اوسکی موافق تھا

جنبش تا خراسان ز چین تا بغور

جنبش سے خراسان تک اور چین سے غور تک

بهر کشوری قاصدان تاختند

ہر ایک ملک کی طرف قاصد روانہ کیے

جهاندار گرچه دل شیر داشت

سکندر دل کا بھی اگرچہ بڑا بہادر تھا

نبود اعتمادش در آن مرز و بوم

لیکن تاہم اوسکو اوس سرزمین میں بھروسا نہ تھا

شبی کاسمان طالعی داشت چست

ایک رات کو جب کہ ستارے نیک تھے

فرستاد دستور خود را بخواند

کسی کو بھیجکر اپنے وزیر یعنی ارسطو کو بلوایا

که چون ملک ایرانم آمد بدست

یعنی جبکہ ملک ایران کا میرے قبضے میں آگیا ہے

بگردندگی چون فلک مائلم

گھومنے یعنی سیاحی میں میری طبیعت مثل آسمان کے مائل ہے

ببینم که در گرد آفاق چیست

میں یہ دیکھنا چاہتا ہون کہ جہان میں کیا کیا ہے

چنان بینم از رای روشن صواب

میں اپنی روشن عقل سے یہ بہتر جانتا ہون

زر و زیور خود فرستم بروم

تو اپنا مال اور دولت پہلے روم میں بھیجدون

بفرمان او گشت بدست زور

تمام ملک اوسکے قبضے میں آگیا بغیر محنت کے

همه سکه بر نام او ساختند

سب لوگون نے اپنے ملک میں سکندر کا سکہ رائج کیا

جهان جمله در زیر شمشیر داشت

تمام جہان کو اپنی تلوار کے رعب میں رکھتا تھا

که هست ایمن آباد رومی بروم

یعنی رومیون کے امن کی جگہ روم ہی میں ہے

کزان طالع آید ضمیری درست

اور اون ستارون کے یکجا ہونے سے مطلب ٹھیک ہوتا ہے

سخنهای پوشیده با او براند

اور اپنے دل کی پوشیدہ باتین اوس سے بیان کین

نخواهم بیکجا شدن پای بست

مجکو ایک ہی جگہ پابند ہوکر بیٹھنا چاہیے

جز آفاق گردی نخواهد دلم

سوا جہان میں گشت کرنیکے اور کسی بات کو میرا دل نہین چاہتا

توانا تر از من در آفاق کیست

دنیا مین مجھ سے زیادہ زبردست کون ہے

که چون من کنم گرد گیتی شتاب

کہ اگر مین گرد جہان گشت شروع کرون

که هست استواری در آن مرز و بوم

کہ میرے نزدیک وہان نہایت حفاظت سے رہیگا

فرستادن سکندر ارسطو را بار و بنگ بیونان

فرستادن سکندر ارسطو را با روشنک بر یونان

بناید که ما را شود کار سست
ایسا نہ ہو کہ میرا کام سست ہو جائے
بد اندیش گیرد سر تخت ما
یعنی کوئی غنیم اگر اس تخت پر قابض ہو جائے
جہان را چنین درد سرہا بسیست
جہان میں ایسے بہت درد سر یعنی خیالات ہین
تو نیز ار بیونان شوی باز جای
تو ہی اگر یونان مین واپس چلا جائے
وزیر خردمند را گفت شاه
سکندر نے ارسطو کو بہت سمجھایا
ہمہ ملک را داری از فتنہ دور
تمام ملک کو فتنہ اور فساد سے دور رکھنا
ہمان روشنک را که بانوی ماست
اور روشنک کو بھی جو میری بی بی ہے
برائی که دستور باشد خرد
اوس عقلمندی سے جیسا عقلمند لوگ کرتے ہین
نیابت بجا آری از دین و داد
میری نیابت انجام دینا دیانت اور عدل سے
ترا از بزرگان پسندیده ام
تجھکو مین نے اپنے تمام اراکین سے پسند کیا ہے
وزیر از خردمندی رای خویش
ارسطو نے اپنی تدبیر اور عقلمندی سے

سبو ناید از چاه دایم درست
کیونکہ گھڑا کنوئین سے ہمیشہ ثابت نہین نکلتا ہے
بتاراج دشمن شود رخت ما
اور یہ سب مال و دولت بھی دشمن ہی لوٹ لیجائے
وزین گونه در ره خطرہا بسیست
اس راہ مین ایسے بہت اندیشے ہین
پسندیده باشد بفرهنگ و رای
میری عقل مین نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے
که داری جهان را بحکمت نگاه
کہ تو جہان کو اپنی حکمت اور دانائی سے محفوظ رکھے
که مه نائب مهر باشد ز نور
کیونکہ چاند نائب آفتاب کا ہے روشنی کیوجہ سے
ببر تا شود کار آن ملک راست
اپنے ساتھ لیجا کہ اوس ملک کا انتظام بھی درست ہو جائے
نگهداری اندازه نیک و بد
نیک اور بد کا اپنے دل مین لحاظ رکھنا
نیاری ز من جز به نیکی بیاد
میری طرف سے سوا نیکی کے اور کوئی خیال نکرنا
بچشم بزرگیت زان دیده ام
اور تجھکو مین نے بزرگی کی نظر سے اسیواسطے دیکھا ہے
چنین گفت با کار فرمای خویش
ایسا جواب دیا اپنے حاکم یعنی سکندر سے

کہ فرمانروا پادشاہِ جہان

کہ اے حاکم اور پادشاہ تمام جہان کے

زمان تا زمان کار شہ بیش باد

ہر زمان کام حضور کا یعنی اقبال زیادہ ہو

حسابیکہ فرمود رائے بلند

جو حساب کر بتلایا حضور کی راے بلند نے

بفرخندہ شغلیکہ فرمود شاہ

جس مبارک کام کے لیے کہ حکم دیا ہے حضور نے

ولے شاہ باید کہ در کار خویش

مگر بادشاہ کو لازم ہے کہ اپنے کام مین

چو پایانِ رفتن فراز آیدش

جب بادشاہ کے آگے جانے کی ختم ہو جاوے

بفرماندہی سر ندارد گران

تو بہت اپنی حکومت پر مغرور نہو جاے

نشاید بگیتی جہان داشتن

تنہا نہ چاہیے تمام ملک کا انتظام کر لینا

جہان قسمتِ ملک دارد بسے

جہان کے ملک ہر شخص کے حصے کے ہین

چو قسمت جدا زا کنی رام خویش

پس جب تو اور حصہ دارون کو اپنا مطیع بنا لے گا

طرفدار چون شد بفرمان تو

جب تمام حصے دار یعنی حاکم تیرے مطیع ہو جاوین

بفرمانِ تو راے کار آگہان

تیرے حکم مین عقل واقفکارونکی رہے

غرض با تمنای تو خویش باد

مقصد تیری خواہش کے موافق جیسا حاصل ہے تار ہے

کس از پیش بینی نہ بیند گزند

انجام اندیشی سے بیشک کوئی رنج نہین اٹھاتا ہے

کمر بندم و سر نہ پیچم ز راہ

مین کمر باندھے تیار ہون اور مجھے اوس سے انحراف نہین ہے

پژوہش نماید بمقدار خویش

فکر کرے یعنی تجویز کرے موافق اپنے انداز کے

سو باز گشتن نیاز آیدش

اور وہان سے دوسری طرف جانیکا ارادہ ہو

جہان را سپارد بفرمان بران

بلکہ ہر ملک کو اپنے مطیع لوگونکے سپرد کر دے

ہمہ عالم از خود نگہداشتن

تمام جہان کو اپنے قبضے مین رکھنا

وزان سے برو قسمتی ہر کسے

اور اوس سے ہر شخص ایک حصہ لیجاتا ہے

بران قسمت افتادہ بین نام خویش

اون حصون سے تیرے نام بھی کچھ پڑ جایگا

طرف تا طرف ملک بستان تو

اس حد ملک سے اوس حد تک سب ہی ملک ہو جایگی

چو ملکِ تو شد خانهٔ دشمنان
جب دشمنون کا گھر تیری ملک ہو جاے
درین بوم بیگانه کم کن نشست
اس غیر ملک مین کم قیام مناسب ہے
چو نتوانی این ملک را داشتن
جب تو اس ملک کا انتظام نہین کر سکتا ہے
که بر ملکِ این خانه دعوی بسی ست
کیونکہ اس گھر کی ملکیت پر بہت لوگ دعویدار ہین
درین مرز بوم از پیِ سروری
تو اس سرزمین کی سرداری کے واسطے
زمینِ عجم گورگاهِ کے ست
کیونکہ زمین عجم کی کیانیون کا مدفن ہے
درین سالها کامیے از گزند
اس مدت مین جب تک کہ تو گزند سے محفوظ ہے
چو آئی سوی کشورِ خویش باز
جب کہ تو اپنے ملک کی طرف واپس جاتا ہے
ملک زادگان را برافروز چهر
کیانی بادشاہزادون کے سر پر تاج رکھدے
بهر کشوری پادشاهی فرست
ہر ایک ملک مین اپنی طرف سے ایک ایک بادشاہ بھیجدے
طرفها بشاهان گرفتار کن
یعنی ہر ملک کو اپنی تجویز کے بادشاہون سے گھیرے

بادو باز مگذار یکسر عنان
اس ملک سے یک قلم بغیر انتظام مت واپس جا
مکن خویش را پاورو پای بست
اور آپ کو اس ملک کا پابند اور بے پروا متوجہ نکر
نه بر وارثان نیز بگذاشتن
اور نہ اس ملک کے وارثون پر چھوڑنا چاہتا ہے
همان حجتِ ملک با هر کسی ست
اور ہر شخص اپنی ملکیت کی سند پیش کرتا ہے
نزو می دهد هیچکس را سری
ان میںون مین سے کسی کو بیاہی سرداری نہ دینا
و روپای بیگانه وحشی پی ست
اور یہین کسی غیر کا قیام مثل وحشیون کے ہے
بر آر از جهان نام شاهی بلند
جہان سے کسی شاہزادے کا نام بلند کر یعنی کسی ایرانی کے حوالے کر
مکن کار کوتاه بر خود دراز
پس اس آسان کام کو مشکل مت کر
که تا بر تو فیروزه گردد سپهر
تاکہ اس برکت سے آسمان تیری خرمندی کیلیے گردش کرے
طلبگارِ جائی بجائی فرست
جو شخص جہان کا وارث ٹھیرا دو سکو وہان بھیجدے
بهر سو یکی را طرف دار کن
ہر ایک طرف یعنی حد پر ایک حاکم مقرر کردے

که ترسم دگر بار ایرانیان
کیونکہ ڈرتا ہوں پھر دوبارہ ایران والے
درآرند لشکر بیونان و روم
لشکر کشی کرین شہر یونان اور روم پر
چو هر یک جداگانه شاهی کنند
جب ہر ایک علحدہ علحدہ بادشاہی کریگا
ز مشغولی ملک خود هر کسی
اپنے اپنے ملک مین مشغول ہونے سے ہر شخص
چو دشمن برآرد بتاراج دست
جب دشمن لوٹنے مین زیادہ متوجہ ہون
دگر کین مینگیز در هیچ بوم
دوبارہ دشمنی نہ کر کسی ولایت سے
بخونریزی شهریاران مکوش
بادشاہون کی خونریزی کی کوشش نہ کر
مپندار کز خون گردنکشان
نہین جانتا ہے کہ گردنکشون کے خون سے
مکش تیغ برخون کس بدریغ
تلوار کسی کے خون پر بے رحمی سے نہ کھینچ
چه خوش داستانی زد آن هوشمند
کیا اچھی بات کہی اوس عقلمند نے
کم آزار شو کز همه داغ و درد
کم ایذا دے کسی شخص کو کہ تمام داغ اور درد سے

به بندند برخون دارا میان
دارا کے خون کا بدلہ لینے پر کمر باندھین
خرابی درآید بآن مرز و بوم
خرابی اون سر زمینون پر پیدا ہوجاے
ز یکدیگران کینه خواهی کنند
ایک دوسرے سے دشمنی کرین گے
ندارد بسو ما فراغت بسی
ہماری طرف آنے کی مہلت بہت نپاوے گا
بدین چاره باید بدو راه بست
اس تدبیر سے اوس کی راہ بند کرنا چاہیے
سر کینه خواهان مکش سوی روم
دشمنون کو متوجہ ہونے دے روم کی طرف
که تا فتنه را خون نیاری بجوش
تا کہ فساد کا خون جوش مین نہ آوے
چو خون سیاوش نماند نشان
مثل خون سیاوش نہ باقی رہے گا نشان
ترا نیز خونست بر چرخ تیغ
تیری خون سے بھی آسمان تلوار کھینچے ہوے ہے
که بر ناگزاینده ناید گزند
کہ نہ ستانے والے شخص پر ایذا نہین آتی
کم آزار یابد کم آزار مرد
کم ستایا جاتا ہے جو کم کسی کو ستاتا ہے

کمِ خود نخواهی کمِ کس مگیر
کمی اپنی اگر نہیں چاہتا ہے تو کسی کی کمی مت فرض کر

ممیران کسی را و هرگز ممیر
کسی کو اگر تو نہ مار ڈالیگا تو کبھی نہ تو مارا جائیگا

چو دستور زینگونه بنمود راه
جب ارسطو نے اس طرح کی رہنمائی کی

سخن کارگر شد پذیرفت شاه
بات اثر کر گئی سکندر نے قبول کرلی

چو گردون سرِ طشتِ سیمین گشاد
جب آسمان نے سرِ طشتِ سیمین کا کھولا

غرابِ سیه خایه زرین نهاد
کالے کوے نے انڈا سونے کا رکھا یعنی صبح ہوئی

نگر موبدی پیر از باستان
مگر ایک پرانے عقلمند مورخ نے

باین طشت و خایه زد این داستان
اس طشت اور خایہ سے یہ داستان بیان کی

جهاندار فرمود کاید وزیر
بادشاہ نے حکم دیا کہ ارسطو آکر

برفتن نشیند بر بارگیر
واسطے جانے گھوڑے پر سوار ہووے

فرستادن سکندر ارسطو را با روشنک بیونان

کتب خانهٔ فارسی هرچه بود
کتب خانہ فارسی کا جو کچھ کہ تھا

اشارت چنان کرد کارند زود
حکم دیا کہ جلد حاضر کریں

سخنهای سربسته از هردری
باتیں پوشیدہ ہر ایک قسم کی

زهر حکمتی ساخته دفتری
ہر ایک سے حکمت کا ایک دفتر بناکر

بیونان فرستاد با ترجمان
یونان میں بھیج دیں پاس ایک مترجم کے

نبشت از زبانی بدیگر زبان
کر لکھے ایک زبان سے دوسری زبان میں

چو دستور آمد بدستورِ شاه
جب حکم آیا پاس وزیر بادشاہ کے

که گیرد دو اسپه سوی روم راه
کہ بہت جلد طرف روم کے راہ لے

بر افروختنک را برآراسته
لیجا کے روشنک کو آراستہ کرکے

همان دفتر و گوهر و خواسته
وہ سب کتابیں اور جواہرات اور مال

بفرمانِ شه جای بگذاشتند
سکندر کے حکم سے جگہ خالی کردی

بیونان زمین راه برداشتند
سر زمین یونان کا راستہ لیا

ز شاهِ جهان روشنک بار داشت | صدف در شکم دُرِّ شهوار داشت

بادشاہ جہان سے روشنک حاملہ ہو چکی تھی | سیپی پیٹ مین موتی بادشاہ ہونے کے قابل رکھتی تھی

چو کوکب درآمد بیونان زمین | گرانبار شد گوهرِ نازنین

جب سواری روشنک کی آئی زمین یونان مین | وہ نازنین موتی یعنی روشنک حاملہ تو تھی ہی

چو نُہ ماہ شد کان گوہر کشاد | جهان بر گهر گوهری نو نهاد

جب نُو مہینے گذر گئے کان موتی کی کھولی یعنی | جہان نے واسطے سکندر کے ایک اور نیا موتی پیدا کر دیا

نهادند نامش پس از مهد پوس | بفرمانِ اسکندر اسکندروس

رکھا نام اوسکا لوگون نے بعد گھوڑے کو چومنے کے | سکندر کے حکم سے اسکندروس

ارسطو که دستورِ درگاه بود | بیونان زمین نایبِ شاه بود

ارسطو کہ وزیر درگاہ کا تھا | سرزمین یونان مین سکندر کا نایب تھا

ملکزاده را در خرام و خورش | همیداد چون جانِ خود پرورش

بادشاہزادے کو کھلانے اور پالنے مین | اپنی جان کی طرح پرورش کرتا تھا

نگارین رخش را بناز و نوش | نو آئین دلش را بفرهنگ و هوش

اوسکے خوبصورت چہرے کو ناز اور نعمت سے | نئے دل اوسکے کو عقل اور دانائی سے

بپرورده گیر این چنین صد نگار | فرو برد خاکش سرانجام کار

پرورش کر کے ایسے سئو نقش یعنی لوگ | نگل گئی زمین اوسکو انجام کار کو

همی پروریدی و بنواختی | دل و جان بمهرش فدا ساختی

پالے تونے اور سرفراز کیے تونے | دل اور جان اوسکی محبت مین قربان کیے تونے

بیا ساقی آن می که محنت برست | بچون من کسی ده که محنت خورست

آ ساقی وہ شراب کہ رنج دور کرنیوالی ہے | مجھ ایسے شخص کو دے کہ رنج خوردہ ہے

مگر بوی راحت بجانم دهد | ز محنت زمانے امانم دهد

شاید بو راحت کی میری جان مین پہونچادے | رنج سے کچھ دور مجکو فرصت دے

رفتنِ سکندر بزیارتِ خانۂ کعبہ و بدست آوردنِ ملکِ عرب

جانا سکندر کا خانۂ کعبہ کی زیارت کے لیے اور فتح کرنا ملک عرب کو

مبارک بود فال فرخ زدن — نہ بر رخ زدن بلکہ شہ رخ زدن
مبارک ہوتا ہے مبارک فال نکالنا — نہین رخ پر مارنا بلکہ شہرخ مارنا

بلندی نمودن در افگندگی — فراہم شدن در پراگندگی
سر بلندی کرنا عاجزی مین — دلجمعی سے رہنا پریشانی مین

چو شمع از درونِ جگر سوختن — برون سوز شادی برافروختن
مثل شمع کے اندر سے جگر جلانا — باہر سوز خوشی کا جلانا

چو عاجز شود مرد چارہ سگال — ز بیچارگی در گریزد بفال
جب عاجز ہوجاتا ہے مرد تدبیر کرنیوالا — بیچارگی سے گریز کرتا ہے طرف فال کے

کلید آرد از ریگ و سنگی بچنگ — کہ آہن بسی خیزد از ریگ و سنگ
کنجی مطلب کی نکالتا ہے ریگ اور پتھر سے — کیونکہ لوہا بہت پیدا ہوتا ہے ریگ اور پتھر سے

دری را کہ از غیب شد ناپدید — بجز غیب دان کس نداند کلید
اوس دروازے کی کہ غیب سے ہوا پوشیدہ — سوا غیب دان یعنی خدا کے کوئی کنجی نہین جانتا ہے

بہ بیہودہ زن فال کان سودِ تست — کہ بہ باد تو اصل بہبودِ تست
بیہودگی سے فال دیکھ کہ اوسین بہتری تیری ہے — کہ بہتری تیری اصل بہتری تیری ہے

مرنج از نزاری کہ فربہ شوے — چو گوئی گزین بہ شوم بہ شوی
دبلے پن سے رنجیدہ مت ہو کہ موٹا ہو جائیگا تو — جو دعا مانگے تو کر اس سے بہتر ہو جاؤن بہتر ہو جائیگا تو

زما قرعہ در کار انداختن — ز کار آفرین کارِ ما ساختن
ہم سے سوا قرعہ پھینکنے کے اور کچھ نہین ہو سکتا — اور خدا سے ممکن ہے ہمارا کام بنانا

درین پرده کا انصاف یاری ده است

اس پردے مین کہ انصاف مدد دینے والا ہے

ولا پرده تنگ ست یارم تو باش

اے دل پرده تنگ ہے تو میرا مددگار ره

گزارنده بیتِ غرای من

بیان کرنے والا اشعار روشن میرے کا

خبر شد به کان جهانگیر شاه

یعنی راوی خبر دیتا ہے کہ وہ پادشاہ جہانگیر

فرستاده نے زادرآن مرزبوم

بھیجنے کے لائق چیزون کو اوس سرزمین سے

چو گشت از فسونِ جهان بے هراس

جب جہان کے مکرون سے بیخوف ہوگیا

همه عالم از مژده دادِ او

تمام جہان نے اوسکے عدل کی خوشخبری سے

سکندر که فرخ جهان دار بود

سکندر کہ پادشاہ مبارک تھا

بسازِ جهان بُرد سازندگی

جہان کے ساز و سامان مین موافقت کرنے کو

جهان گرچه زیرِ کمند آمدش

جہان جب اوسکی کمند کے نیچے آگیا

به آزردن کس نیاورد رای

کسی کے آزرده کرنے کا کبھی اراده نہ کیا

اگر پرده گشتی یاری به است

اگر کوئی ٹیڑھا پرده نہ لاوے تو بہتر ہے

ز پرده دران پرده دارم تو باش

پرده فاش کرنیوالون سے میرا پرده دار تو ره

که شد زیب او زیب آرای من

کہ ہوئی زیبایش اوسکی آراستگی دینے والی میری

چو بر شد به گردون سرِ بارگاه

یعنی سکندر نے جب برابر آسمان کے خیمہ بلند کیا

فرستاد با استواران بروم

بھیج دیا ساتھ معتبر اور بہادر آدمیون کے روم مین

جهان را نگشتن نگهداشت پاس

جہان کا نگہبان ہوا گشت کرنے یعنی سیر کرنے سے

نخورد ندیک جرعه بی یادِ او

نہ پیا ایک پیالہ بغیر یاد اوسکی کے

شب و روز در کار بیداره بود

دن رات کام مین مستعد رہتا تھا

نوائی نزد جز نواز ندگے

کوئی بات نہ کرتا تھا سوا نوازش کرنے کے

نکرد آنچه رغبت پسند آمدش

نہ کیا اوسنے جو کچھ اوسکے نفس کے پسند آیا

برون از خطِ عدل ننهاد پای

خطِ عدل سے قدم باہر نہ رکھا

نیازرد کس را ز گردنکشان
نہ آزردہ کیا اوسنے کسی کو سرداروں سے
پدید آورید ایمنی را نشان
ظاہر کیے اوسنے نشان امن کے

وگر نیز پہلو زنے را بہ گشت
اور اگر کسی ہمسری کرنے والے کو ابھی مار ڈالا
از و بہتر آرا قوے کرد پشت
اوس سے کسی بہتر کو پشتی دی یعنی مدد کی

وگر بوم شہرے زہم بر گشاد
اور اگر اوسنے کسی شہر کی زمین کو ویران کر دیا
ازان بہ یکے شہر دیگر نہاد
اوس سے بہتر ایک اور دوسرا شہر آباد کر دیا

زمانہ جز این خود نہ بیند صواب
زمانہ سوا اسکے اور بہتری نہیں دیکھتا ہے
کہ این را کند خوب و آن را خراب
کہ اسکو آباد کرے اور اوسکو ویران

سکندر کہ کرد آن عمارت گری
سکندر نے جو کی اوس قدر آبادی
کجا تا کجا سد اسکندری
کہاں سے کہاں تک سد سکندری ہو گئی

زپرگار چین تا حد قیروان
سرحد چین سے سرحد قیروان تک
بدرگاہ او گشت پیکی روان
اوسکی درگاہ میں ایک قاصد روانہ ہوا

وثیقت طلب کرد ہر سرورے
پروانہ مانگا ہر ایک جگہ کے سردار نے
بزنہار خواہی ز ہر کشورے
واسطے پناہ مانگنے کے ہر ایک ملک سے

وزان تحفہا کو بود دلفریب
اور اون تحفوں سے کہ نہایت دلپسند تھے
فرستاد ہر یک باآئین و زیب
بھیجے ہر ایک نے آراستگی اور زیبایش سے

جہاندار فرمود کز مشکناب
سکندر نے حکم دیا کہ مشک خالص سے
نویسند ہر جانبے را جواب
لکھ بھیجیں ہر ایک کے پاس جواب

ازان پس کہ چندی برآمد برین
بعد اوسکے جب چند روز گذرے اسپر
سرے چند زد آسمان بر زمین
سر مارا کئی بار آسمان نے زمین پر

خدیو جہان در جہان تاختن
جہان کے بادشاہ یعنی سکندر نے جہان کی سیر کرنے کیلیے
برآراست عزم سفر ساختن
آراستہ کیا سامان سفر کرنے کا

هنرنامهای عرب خوانده بود
عرب کی کتابون کو جو وہ پڑھ چکا تھا

که چون بر عجم دستگاهش بود
کہ جب عجم مین اوسکو دسترس ہو جاے

همان کعبه را نیز بیند جمال
اور کعبۂ معظمہ کا جمال مبارک بھی دیکھے

چو ملک عجم رام شد شاه را
جب ملک عجم کا فرمانبردار سکندر کا ہو گیا

بخروارها گنج زر بر گرفت
ڈھیرون یعنی بیشمار سونے کے خزانے ساتھ لیے

سران عرب از زر افشان او
سردار عرب کے اوسکی سخاوت سے

چو دیدند فیروزی لشکرش
جب دیکھی اوسکے لشکر کی فتحمندی

چنان تاختن بر کشور تازیان
ایسا حملہ کیا عربون کے ملک پر

بهر منزلی کو عنان کرد خوش
جس منزل کی طرف کہ اوسنے باگ پھیری

نخورده خورشهای بایستنی
ایسے کھانے کے لائق کھانے جو نہ کھائے تھے

باندازهٔ دسترسهای خویش
اپنے اپنے مقدورون کے موافق

در فیروزی فال

دران آرزو سالها مانده بود
اس آرزو مین مدتون سے سکندر تھا

عرب نیز هندوی راهش بود
عرب بھی اوسکی راہ کا غلام ہووے

شود شادزان نقش پیروزحال
خوش ہووے اوس نقش مبارک حال سے

بملک عرب راند بنگاه را
ملک عرب کی طرف روان کیا خیمہ

بعزم بیابان ره اندر گرفت
جنگل کے ارادے مین راہ سفر کی لی

سر آورده بر خط فرمان او
اوسکے خط فرمان پر سر لاے یعنی مطیع ہو گئے

عرب نیز گشتند فرمانبرش
عرب لوگ بھی اوسکے مطیع ہو گئے

که تا تازیان را نیامد زیان
کہ اوس سے عربون کا کچھ نقصان نہوا

همش نزل بردند و هم پیشکش
مہمانی مین لے گئے اوسکو اور نذرین دین اوسکو

هم از گوسپندان شایستنی
اچھی اور عمدہ بکریون سے

کشیدند بسیار گنجینه پیش
لائے اوسکے یعنی سکندر کے آگے بہت خزانے

هم از تازی اسپانِ صحرانورد
بھی عربی گھوڑون جنگل چلنے والے سے

هم از تیغ چون آب زهرآب خورد
اور آبدار تلوارون زہر مین بجھی ہوئی سے

هم از نیزهٔ خطّی ارش
بھی بڑے اور سیدھے نیزون سے

سنانش بخون یافته پرورش
گانسیان اونکی خون سے پرورش پائے ہوئے

شتر تیز هم ناقه هم بشراک
اونٹ بھی اور ناقے بھی جوان اور طاقتور

شتابنده چون باد واز گرد پاک
دوڑنے والے مثل ہوا کے اور گرد سے پاک

ادیم و دگر تحفهاے غریب
چرسے اور اور نادر تحائف

هم از جنسِ گوهر هم از جنسِ طیب
بھی قسم جواہرات اور خوشبویات سے

زمان تا زمان از پے جاهِ او
زمانے سے زمانہ یعنی بہت اوسکے مرتبے کو لائق

گستیدند جمله بدرگاهِ او
چنے سب اوسکی درگاہ مین

جهاندار کان دید بکشاد گنج
سکندر نے جو وہ دیکھا کھول دیا خزانہ

بخروارها گشت پیرایه سنج
گٹھڑیون ہوا لباس جمع کرنے والا

همه بادیه فرشِ اطلس کشید
تمام جنگل مین فرش اطلس کا بچھایا

زمین زیرِ یاقوت شد ناپدید
زمین نیچے جواہرات کے چھپ گئی

سوِ کعبه شد رخ برافروخته
کعبے کی طرف چلا منھ اوجالا کیے ہوئے

حسابِ مناسک در آموخته
عبادت کے طریقے خوب سیکھے ہوئے

قدم بر سرِ نافِ عالم نهاد
قدم جہان کے سرناف پر رکھا

بسے نافه کز نافِ عالم کشاد
بہت نافے جسنے جہان کی ناف سے کھولے

چو پرگارِ گردون در آن جایگاه
مثل پرکار آسمان کے اوس جگہ

بپایِ پرستش بپیمود راه
پرستش کے قدمون سے راہ طے کی

طوافی کز و نیست کس را گزیر
ایسا طواف جس سے کسی کو گریز نہین ہے

بر آورد و شد خانه را حلقه گیر
بجا لایا اور ہوا خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑنیوالا

نخستین درِ کعبہ را بوسہ داد — پناہندۂ خویش را کرد یاد

پہلے درِ کعبہ کو سکندر نے بوسہ دیا — اپنے پناہ دینے والے یعنی خدا کو یاد کیا

بران آستان زد سرِ خویش را — خزینہ بسے داد درویش را

اوس چوکھٹ اپنے سر کو رکھدیا — خزانہ بہت دیا فقیرون کو

درم داد و بنش بود گنج روان — شتر داد و بنش کاروان کاروان

روپیے اشرفیان دینا اوسکا خزانہ تھا یعنی بہت — اونٹ دیے اوسنے قافلون کے قافلے

چو در خانۂ راستان کرد جای — خداوند را شد پرستش نمای

جب خانۂ کعبہ مین جب کر بیٹھا — خدا تعالیٰ کی عبادت مین مصروف ہوا

ہمہ خانہ در گنج و گوہر گرفت — در و بام در مشک و عنبر گرفت

تمام کعبے کو جواہرات اور خزانے سے بھردیا — دروازے اور کوٹھون کو مشک و عنبر سے بھرایا

چو شرطِ پرستش بجا آورید — ادیم یمن زیر پا آورید

جب شرط عبادت کی بجا لاکر فارغ ہوا — چمڑے یعنی ملک یمن کی طرف گیا

یمن را بر افراخت از گردِ خیل — جہان چون ادیم یمن از سہیل

ملک یمن کو عزت دی گھوڑون کی گرد سے — جیسا کہ پرسہ یعنی زمین کی سہیل سے روشن ہے

دگر رہ در آمد بملکِ عراق — سوی خانۂ خویش کرد اتفاق

بعد اوسکے آیا ملک عراق مین — اور وہان سے اپنے مکان کی طرف چلا

بریدی در آمد چو آوارگان — ز فرماندہ آذر آبادگان

کہ اس اثنا مین ایک قاصد آپہونچا — آذر آبادگان کے حاکم کے پاس سے

کہ شاہ جہان چون جہان رام کرد — ستم را ز عالم ستے نام کرد

اور یہ عرض کیا کہ حضور نے تمام جہان کو مطیع کرلیا — اور تمام جہان سے ظلم کا مٹا دیا ہے

چرا کارِ از من فروہشت سست — نکرد آن بر و بوم را باز جست

یعنی شہر من کے لینے مین کیون سستی کی — اور اوس سرزمین کی خواہش کیون نہ کی

به صبح تو آن بوم نزدیک تر
تیرے صبح یعنی اقبال سے بہت قریب ہے
بارمن با آتش پرستی کنند
شہر ارمن مین لوگ آتش پرستی کرتے ہین
درانجا ز گردیست تمالی نژاد
وہان ایک بڑا زبردست پہلوان ہے
دوالی بنام آن سوار دلیر
اور اوس پہلوان کا نام دوالی ہے
دلیران ارمن ہوا خواہ او
شہر ارمن کے تمام پہلوان اوسکے مطیع ہین
ہمہ بادہ بر یاد اوے خورند
سب لوگ اوسی کے نام پر شراب پیتے ہین
اگر شاہ نارد برو تاختن
اگر بادشاہ یعنی حضور اوسپر فوجکشی نکرینگے
جہاندار کین زور بازو شنید
سکندر نے جو یہ اوسکی بہادری کا حال سنا
بارمن درآمد چو دریاے تند
جب سکندر ارمن مین مثل دریاے مواج کے آیا
فرو شست زالایش آن بوم را
صاف کیا کھنڈے اوس سرزمین کو
برافگند زور رسم و راہ بدان
مٹا دیے وہانکے برے آئین اور رسمین

چرا ماند از شام تاریک تر
پھر کیون ہے شام سے زیادہ تاریک
دگر شاہ را زیردستی کنند
دوسرے پادشاہ کی سب رعایا ہین
که از رزم رستم نیارد بیاد
جو رستم کی بہادری کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتا
برآرد دوال از تن تند شیر
جو ست شیر کے بدن سے تسمہ نکالتا ہے
کمربستہ بر رسم و بر راہ او
اوسی کی رسم و راہ پر کمر باندھے ہین
خراج ولایت بدو مے برند
تمام شہر کا خراج اوسی کو پاس لیجاتے ہین
ز ما خواہد این ملک پرداختن
ہم سے وہ یہ ملک خالی کرا لیگا
سپہ راز بابل بارمن کشید
بابل سے ارمن کی طرف لشکرکشی کی
صبا را شد از گرد او پای کند
ہوا کے پانون اوسکے لشکر کی گرد سے سست تھے
پسند آمد ارمن شہ روم را
شہر ارمن سکندر کے بہت پسند آیا
پرستیدن آتش موبدان
اور آتش پرستی کرنا آتش پرستون کا

وزانجا شبیخون بر انجاز کرد
اور وہاں سے شبخون شہر انجاز پر مارا
بتیرہ بغرّیدن افتاد باز
نقارہ لڑائی کا پھر بجنے لگا
بہر قلعہ کو داد پیغام خویش
جس قلعے مین کہ سکندر نے اپنی آمد کا پیام دیا
دوالی سپہدار انجاز بوم
دوالی حاکم مقام انجاز نے
دوال کمر بر وفا کرد چست
پیٹی محبت یعنی صلح کی کمر پر مضبوط باندھی
روان کرد موکب چو کار آگہان
روانہ کیا لشکر کو مثل داناؤن کے
بسے گنجہائے گرانمایہ برد
اور بہت بیش قیمت خزانے اپنے ساتھ لیجاکر
در آمد بدرگاہ و بوسید خاک
بعد اوسکے خود حضور مین حاضر ہوکر آداب شاہی بجالایا
سکندر جہاندار گیتی نورد
سکندر ایسے بادشاہ سیاح نے
نوازشگری را باو راہ داد
بہت مہربانی اوسپر فرمائی
بپرسید اوّل باواز نرم
پہلے اوس سے نرم آواز سے حال پوچھا

در کین بر انجازیان باز کرد
انجازوالون پر دروازہ لڑائی کا کھولا
سر نیزہ با آسمان گفت راز
نیزہ آسمان سے باتین کرنے لگے یعنی بلند ہوئے
کلید در قلعہ بردند پیش
قلعے کے دروازے کی کنجیان اوسکے سامنے لوگ لیگئے
چو دانست کامد شہنشاہ روم
جب سنا کہ سکندر بادشاہ آگیا
دل روشن از کینۂ شاہ شست
اپنے روشن دل کو اوسنے سکندر کی دشمنی سے پاک کر دیا
ببوسیدن دست شاہ جہان
واسطے بیعت بادشاہ جہان یعنی سکندر کے
بگنجینہ داران خسرو سپرد
سکندر کے خزانچیون کے حوالے کیے
دل از دعوی دشمنی کرد پاک
اپنے دل کو دشمنی کے دعوی سے اوسنے پاک کیا
چو دید آنچنان مرد آزاد مرد
جب اوس آزاد مرد کو اس صورت سے دیکھا
بنزدیک تختش وطن گاہ داد
تخت کے قریب اوسکو بیٹھنے کے لیے جگہ دی
بشیرین زبانی دلش کرد گرم
اور شیرین زبانی سے اوسکا دل نرم کر لیا

بفرمود تا خازنِ زود خیز
حکم دیا کہ خزانچی جلد حاضر ہو
سزاوارِ او خلعتے شاہوار
اوسکے لائق ایک شاہانہ خلعت
ز دیبا و گوہر ز شمشیر و جام
دیبا اور موتی اور تلوار اور جام سے
چنان کرد گنجورِ کار آزماے
ویسا ہی تیار کردیا دانا خزانچی نے
و والی ملک چون بہ نیک اختری
و والی پادشاہ نے جو خوش نصیبی سے
ز طوقِ زر و تاج گوہر فشان
سونے کے طوق اور مرصع تاج سے
بشکرِ شہنشہ زبان بر کشاد
سکندر کے شکرانے مین اوسنے زبان کھولی
شد آن بندہ تر شد دران بندگی
نہایت سعید ہوگیا اطاعت کرنے مین
میان بست بر خدمتِ شہریار
کمر باندھی اوسنے سکندر کی خدمت پر
بخسرو پرستی چنان خاص گشت
سکندر کی فرمانبرداری مین ایسا خاص ہوا
بآن مرز روشن تر از صحنِ باغ
اوس صحن باغ سے زیادہ سرسبز زمین پر

کند پیل بالا برو گنج ریز
اوسپر ہاتھی کے قد کے برابر خزانہ قربان کرے
بر آراید از طوق و از گوشوار
مع طوق اور گوشوارے کے آراستہ کرے
دہد زینتِ پادشاہی تمام
او سکو شاہانہ طور پر زینت دے
کہ فرمود شاہنشہِ خوب راے
جیسا اوس نیک تدبیر پادشاہ یعنی سکندر نے فرمایا
بپوشید سیفورِ اسکندری
پہنا خلعت سکندر کا عطا کیا ہوا
شد از سر فرازانِ گردنکشان
ہوا وہ اور پادشاہون سے سرفراز
زایزد برو آفرین کرد یاد
خدا سے سکندر کے لیے دعا مانگی
سر افراز شد از سر افگندگی
سرفراز ہوگیا اور بھی اطاعت کرنے سے
وزان پس ہمہ خدمتش بود کار
اور بعد اوسکے ہمیشہ اطاعت مین مصروف رہا
کہ از جملۂ خاصگان در گذشت
کہ وہ اوسکے تمام خاص لوگون سے بڑھ گیا
فروزندہ شد چشمِ شہ چون چراغ
روشن ہوگئی آنکھ پادشاہ کی مثل چراغ کے

سوادی چنین دید دارای دہر
ایسا شہر دیکھا حاکم زمانہ یعنی سکندر نے

چنین گفت دانای دہقان پیر
ایسا بیان کیا ہے پرانے مورخ نے

دران بوم آراستہ چون بہشت
اوس مثل بہشت کے آراستہ سرزمین مین

بفرسود بر خاک آن مرز بوم
اوس شہر کی سرزمین پر سکندر نے بنائی

تماشا کنان رفت زان مرحلہ
سیر کرتا ہوا گیا اوس مقام سے

دو ہفتہ کم و بیش در کوہ و دشت
دو ہفتے یا کچھ کم و زیادہ جنگلون اور پہاڑون مین

چو از مرغ و ماہی تہی کرد جای
جب مرغ اور ماہی سے اوس جگہ کو خالی کر دیا

ز تعظیم آن زن خبردار بود
مگر سکندر اوس عورت کی عظمت کا حال سن چکا تھا

جہان سبز دید از بسی کشت و رود
اوس شہر کو دریا اور کھیتون سے سکندر نے سرسبز دیکھا

بیا ساقی آن می کہ جان پرورست
آؤ اے ساقی وہ شراب کہ روح پرور ہے

درین غم کہ از تشنگی سوختم
اس غم مین کہ پیاس سے جل رہا ہون مین

بر آسود زان خرمی یافت بہر
چندے آرام کیا اور خوشی سے بہرہ مند ہوا

کہ تفلیس ازو شد عمارت پذیر
کہ شہر تفلیس کو سکندر نے وہان پر آباد کیا

شب و روز جز تخم نیکی نہ کشت
رات دن اوسنے سوا تخم نیکی کے کچھ نہ بویا

اساسے نہادن بر آئین روم
عمارت مثل ملک روم کے

عنان کرد بر صید صحرا یلہ
باگ جنگل کے شکار پر چھوڑ دی

بصید افگنی راہ رامی نوشت
شکار کرتے ہوئے راہ کو طے کیا

بنوشابہ بردع آورد پاے
نوشابہ کے ملک بردع مین پہونچا

کہ با ملک و با مال بسیار بود
کہ اوسکے پاس ملک و مال بہت ہے

بسر سبزی آمد بر انجا فرود
سرسبزی دیکھکر سکندر وہان اوتر پڑا

چو آب روان تشنہ را در خورست
مثل آب روان کے پیاسے کے لائق ہے

بمن دہ کہ می خوردن آموختم
مجکو دے کہ مینے شراب پینا سیکھا ہے

رفتنِ سکندر در ملکِ بردع

پہونچنا سکندر کا ملک بردع مین

خوشا ملکِ بردع که اقصای وے
کیا اچھا ہے ملک بردع ہر گوشے اوسکے

نہ اردی بہشت ست بی گل نہ دے
بہار ہی مین نہین بلکہ خزان مین بھی بے پھول کے نہین رہتے

تموزش گُل کوہسارے دہد
اگر میان اوسکی سرسبزی پہاڑ کی دکہاتی ہین

زمستان نسیمِ بہاری دہد
جاڑا وہان کا نسیم بہار کا لطف دیتا ہے

بہشتی شدہ بیشہ پیرامنش
اوسکے گرد کا جنگل مثل بہشت کے ہے

دگر کوثری بستہ بر دامنش
اور اوسکے کنارے نہرین مثل بہشت کے ہین

سوادش ز بس سبزہ و مشک بید
میدان اوسکا کثرت سبزہ اور مشک بید سے

چو باغِ ارم خاصہ باغِ سفید
مثل باغ بہشت کے ایک سفید باغ خصوصاً

ز تیہو و دُراج و کبک و تذرو
ہوے اور تیتر اور چکور اور جنگلی مرغیون سے

نیابی تہی سایۂ بید و سرو
کسی سرو اور بید کے درخت کا سایہ خالی نہ تھا

گرائیدہ بومش بآسودگی
اوسکی زمین آرام کی طرف رغبت دلانیوالی

فرو شستہ خاکش ز آلودگی
صاف خاک اوسکی میل کچیل ہے

ہمہ سال ریحانِ او سبز شاخ
سال بھر برابر وہان کی سبزیکی ٹہنیان ہری رہتین

ہمیشہ درو ناز و نعمت فراخ
ہمیشہ اوس مین ناز اور نعمت زیادہ

علفگاہِ مرغانِ این کشور اوست
وہ اُس ملک کی چڑیون کی چراگاہ ہے

اگر شیر مرغت باید در وست
اگر چڑیون کا دودھ بھی ضرورت ہو تو وہان تھا

زمینش بآبِ زر آغشتہ اند
یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوسکی زمین سونے کا ملمع کیا ہے

تو گوئی درو زعفران کشتہ اند
یا یہ سمجھنا چاہیے کہ اوسمین زعفران بویا ہے

خرامندہ بر سبزۂ آن زمی — خیالی نہ بیند بجز خرمی

چلنے والا اوس شہر کے سبزے پر — خیال مین کوئی نہین آتا ہے سوا خوشی کے

کنون تخت آن بارگہ گشت خرد — دبیقی و دیباش را باد برد

اب تخت اوس بارگاہ کا چور چور ہوگیا — دبیقی اور دیبا اوسکی کو ہوا نے برباد کر دیا

فرو ریخت آن تازہ گلہا ز بار — وزان نار و نرگس برآمد غبار

گر گئے وہ تازہ پھول بوجھ کی وجہ سے — اودن انار اور نرگس مین خاک اوڑنے لگی

بجز ہیمۂ خشک و سیلاب تر — نہ بینی دران بیشہ چیزی دگر

سوا خشک لکڑیون اور روان پانی کے — نظر نہین آتا ہے اوس جنگل مین اور کچھ

ہمانا کہ آن رستنیہای چست — نہ از دانہ کز دامن عدل رست

بیشک وہ سرسبزی جو جلد پیدا ہوئی تھی — بیج بونے سے نہین بلکہ عدل سے اوگی تھی

گر آن پرورش یابد امروز باز — ازان بہ بود آستین را طراز

اگر آج کے دن پھر اوسی طرح رہ پائی جاوے — اوس سے بہتر ہو جیسے آستین کے بیل بوٹے

بلی گر فراغت بود شاہ را — ز نو زیوری بخشد آنگاہ را

لیکن اگر فرصت اور توجہ ہو بادشاہ کی — نئے سر سے آراستگی دے اوس جگہ کو

ہروم لقب بود آغاز کار — کنون بردعش خواند آموزگار

ہروم اوسکا لقب مشہور تھا ابتدا سے — اب اوسکو بروع کہا ہے موٴرخ نے

وزان بوم آباد جای مہان — زمانہ بسی گنج دارد نہان

اوس سرزمین مین جہان ایسے عظیم الشان لوگ رہتے تھے — زمانہ بہت پوشیدہ خزانے رکھتا ہے

بدین خرمی گلستانی کجاست — بدین فرخی گنجدانی کجاست

اس سرسبزی کا کوئی باغ کہان ہے — اس بہار کا کوئی خزانہ کہان ہے

ہنوز اندران کشور مال سنج — زمین گر بکاوند یابند گنج

ابھی اوس مالدار ملک مین — زمین اگر کھودین ضرور خزانہ نکلے

رفتن سکندر در ملک بروع

چنین گفت گنجینه دار سخن
اس طرح بیان کیا ہے مورخ نے
زنی حاکمه بود نوشابه نام
ایک حاکم عورت تھی نوشابہ اوسکا نام تھا
چو طاؤس نر خاصه در نیکوئی
مثل خاص نر طاؤس کے خوبصورتی مین
قوی رای و روشن دل و نغزگوی
نہایت عقلمند اور روشن دل اور شیرین گفتار
هزارش زن بکر در پیشگاه
ہزارون باکرہ عورتین اوسکے حضور مین اندر
برون از کنیزان چابک سوار
سوا چابک سوار لونڈیون کے باہر
نگشتی ز مردان کسی بر درش
نہ جاتا تھا مردون سے کوئی اوسکے دروازے
بجز زن کسی کارسازش نبود
سوا عورتون کے کوئی اوسکا کارکن نہ تھا
زنا داشتن رای زن در سرای
مشورہ کار نہ رکھنے سے اپنے گھر مین
غلامان باقطاع خود تاخته
غلام اپنی جاگیر اور مضبوط پر دوڑتے تھے
کسی از غلامان ز بس قهر او
کبھی نے غلامون سے اوسکے رعب سے

که سالار آن گنجدان کهن
کہ سردار اوس پرانے جاے خزانہ کی
همه سال با عشرت و نوش جام
ہمیشہ عیش و عشرت اور مست رہتی تھی شراب مین
چو آهوی ماده ز بی آهوی
مثل مادہ ہرنی کے عیب سے پاک
فرشته منش بلکه فرزانه خوی
فرشتہ عادت تھی بلکہ عقلمند طبیعت
بخدمت کمر بسته هر یک چو ماه
نہایت خوبصورت خدمت کے لیے کمر باندھے ہوئے
غلامان شمشیر زن سی هزار
غلام تیس ہزار ہتیار بند باہر
وگر چند نزدیک بودی برش
اور اگر کوئی اوسکے نزدیک بھی تھا
بدیدار مردان نیازش نبود
مردون کے دیکھنے کی اوسکی خواہش نہ تھی
بکد بانوئی فارغ از کدخدای
شادی کرنے اور شوہر بنانے سے آزاد
وطن گاه از بهر خود ساخته
علحدہ اپنے لیے ایک مکان بنائے ہوئے
ندیده درون در شهر او
نہ دیکھا اوسکے شہر کے اندر کا دروازہ

رفتن سکندر در ملک بروع

بهر جاکه پیکار فرمود شان

جس جگه که لڑائی کا حکم دیتی اون لوگون کو

سکندر چو لشکر بصحرا کشید

سکندر نے جو لشکر طرف جنگل کے کھینچا

در آن خرم آباد مینو سرشت

اوس مبارک شہر بہشت صورت مین

بپرسید کین بوم فرخ کراست

دریافت کیا سکندر نے که یه مبارک شہر کس کا ہے

نمودند کین مرز آراسته

تبلایا لوگون نے که یه آراسته شہر

زنی از بسی مرد چالاک تر

ایک عورت ہے مردون سے زیاده چالاک

قوی رای و روشندل و سرفراز

نہایت عقلمند اور روشندل اور سربلند

بمردی کمر بر میان آورد

جوانمردی سے پٹکه کمر پر باندھے رہتی ہے

کله داریش هست و اوی کلاه

تاجداری اوسکو حاصل ہے اور وه ٹوپی کے ہے

غلامان مردانه دارد بسی

غلام مردانه بہت اوسکے پاس ہین

زنان سمن سینه و سیم ساق

عورتین نرم سینه اور گوری ران ہین

فریضه ین کار آن بود شان

فرض زیاده وه کام تھا اون لوگون کو

سراپرده را بر ثریا کشید

خیمے کو ثریا کی بلندی پر استاده کیا

فرو ماند حیران ز بس کار و کشت

حیران ہوا دیکھکر وہان کی کھیتی اور سامان

که این تهمتن درین پادشاست

کون بہادر اس مین پادشاه ہے

زنی راست ما این بسی خواسته

ایک عورت کا ہے جو نہایت مالدار ہے

بگوهر ز دریا بسی پاک تر

دریا کے موتیون سے زیاده پاکدامن

بهنگام سختی رعیت نواز

سختی کے وقت پر رعیت پر مہربانی کرنیوالی

تفاخر بر نسل کیان آورد

کیانیون کی نسل پر فخر کرتی ہے

سپه دار و او را نه بیند سپاه

سپاه کی سردار ہے مگر اوسکو سپاه نہین دیکھتی ہے

نه بیند ولی روی او را کسی

لیکن اوسکی صورت کوئی دیکھ نہین پاتا ہے

بهر کار با او کنند اتفاق

ہر کام مین اوسکے ساتھ اتفاق کرتی ہین

همه ناربستان و بالا چو تیر
سب کی چھاتیاں مثل انار کے اور قد مثل تیر کے

ز پستان هر یک شکر خورده شیر
ہر ایک کی چھاتیوں میں شکر گھلی ہوئی ہے

کجا قاقمے یا حریرست نرم
جس جگہ قاقم یا نرم حریر ہے

بلرزد بر اندام ایشان ز شرم
کانپتی ہے اونکے جسم پر شرم سے

فرشته در ایشان نه بیند دلیر
فرشتہ بھی دلیری سے ان لوگوں کو نہیں دیکھتا ہے

وگر بیند افتد ز بالا بزیر
اور جو دیکھتا ہے بلندی سے نیچے گرتا ہے

درخشنده هر یک در ایوان باغ
جلوہ گر ہے ہر ایک باغ کے محل میں

چو در روز خورشید و در شب چراغ
جیسے دن کو آفتاب اور رات کو چراغ

نظر طاقت آن ندارد ز نور
نظر اوسقدر طاقت نہیں رکھتی ہے روشنی سے

که بیند در ایشان ز نزدیک و دور
کہ دیکھے ان لوگوں کو دور اور نزدیک سے

بگوش کسی کاید آوازه شان
جس شخص کے کان میں کہ انکی آواز آتی ہے

سر خود کند در سر ناز شان
سر اپنا اون پر سے قربان کرتا ہے

ز لعل و ز دُر گردن و گوش پُر
لعل اور موتیوں سے گردنیں اور کان انکے بھرے

لب از لعل کانی و دندان ز دُر
ہونٹھ اونکے معدنی لعل سے اور دانت موتیوں سے ہے

ندانم چه افسون فرو خوانده اند
نہیں جانتا ہوں میں کیسا افسون پڑھا ہے

کز آشوب شهوت جدا مانده اند
کہ جوش خواہش نفسانی سے دور ہیں

ندارند زیر سپهر کبود
نہیں رکھتی ہیں نیچے اس نیلے آسمان کے

رفیقی بجز باده و بانگ رود
کوئی ساتھی سوا شراب اور آواز رود کے

زنی پاک پیوند فرمان روا
ایک عورت پاکدامن اور حاکم شہر

بر ایشان فرو بسته دارد هوا
ان پر ہوا کی راہ بند کیے رہتی ہے

صنمخانها دارد از قصر و کاخ
بہت بتخانے اور محل اور مکان رکھتی ہے

بر ان لعبتان کرده درها فراخ
ان عورتوں پر اونکے دروازے کشادہ ہیں

اگرچه پس پرده دارد نشست
اگر چہ وہ پیچھے پردے کے بیٹھی رہتی ہے
سرای ملوکانه دارد بلند
مکان بلند مثل بادشاہون کے رکھتی ہے
ز بلور تختی برانگیخته
بلور کا ایک تخت نفیس بچھائے ہوئے
زبس شب چراغ آن گرانمایه گاه
بہت قیمتی لعل اوس تخت مین لگے ہوئے
نشیند بر آن تخت هر بامداد
بیٹھتی ہے وہ اوس تخت پر صبح کو
عروسانه او کرد بر تخت جای
عروسون کی طرح وہ تخت پر بیٹھتی ہے
شب و روز با باده و بانگ رود
رات اور دن شراب اور رود کی آواز کا
گذشت از پرستیدن کردگار
گذر کر خدا پرستی یعنی عبادت سے
زنی کاردان با همه کان و گنج
گروہ واقف کار اور ذی مقدور عورت یعنی نوشابه
ز پرهیزگاری که دارد سرشت
پرہیزگاری سے کہ اوسکی عادت مین ہے
دگر خانه دارد ز سنگ رخام
دوسرا ایک مکان رکھتی ہے سنگ مرمر پتھر کا

همه روز باشد عمارت پرست
مگر تمام دن وہ آبادی کی فکر مین رہتی ہے
بساطی کشیده درو ارجمند
اوسمین ایک عمدہ اور پرتکلف فرش بچھا ہوا
بخروار گوهر برو ریخته
ڈھیرون موتی اوسپر بکھرے ہوئے
بشب چون چراغست و رخشنده ماه
رات کو جو مثل چراغ اور چاند کے چمکتے ہین
کند شکر بر آفریننده یاد
کیا کرتی ہے اپنے پیدا کرنیوالے یعنی خدا کا شکر
عروسان دیگر بخدمت بپای
اور عورتین اوسکی خدمت کو پائین کھڑی رہتی ہین
تماشاکنان زیر چرخ کبود
جلسہ دیکھا کرتی ہین نیچے نیلے آسمان کے
بجز خواب و خوردن ندارند کار
سوا کھانے اور سونے کے انکو اور کام نہین ہے
ز طاعت نهد بر تن خویش رنج
عبادت خدا سے اپنی ذات پر تکلیف اوٹھاتی ہے
نخسپد در آن خانه چون بهشت
نہین سوتی ہے اوس بہشت ایسے مکان مین
شب آنجا رود ماه تنها خرام
رات کو تنہا وہ ماہ وش وہان جاتی ہے

رفتن سکندر در ملک بروع

درانجمانه آن شمعِ گیتی فروز
اوس مکان مین وہ شمع جہان روشن کرنیوالی

خدارا پرستش کند تا بروز
خدا کی عبادت کرتی ہے صبح تک

بمقدارِ آن سر در آرد بہ خواب
اوتنی دیر تک سر نیند مین جھکاتی یعنی سوتی ہے

کہ مرغی فرو د آورد سر بآب
جتنی دیر تک چڑیا پانی پینے کو سر جھکاتی ہے

دگر بار با آن پری پیکران
پھر اون خوبصورت عورتون کے ساتھ

خورد می بر آوازِ رامشگران
شراب پیتی ہے ناچ اور گانے کے ساتھ

شب و روز زینگونہ دارد عنان
رات اور دن یہی اوس کا طریقہ ہے

بروز اینچنین چون شب آید چنان
دن کو اس طرح اور رات کو اوس طرح

نہ شب فارغست از پرستشگری
نہ رات کو غافل ہے عبادت کرنے سے

نہ روز از تماشای و جان پروری
نہ دن کو سیر اور جلسو نمین دل بہلانے سے

خورند از پی او دیارانِ او
کھاتے ہین اوسکے اور اوسکے یارون کے لیے

عنم کارِ او کاردارانِ او
عنم اوسکے کام کا خدمت کرنیوالے اوسکے

شہ این داستان را پسندیدہ داشت
بادشاہ یعنی سکندر نے اوسکا حال سنکر اوسکو پسند کیا

تمنای آن نقشِ نادیدہ داشت
اوسکی صورت بغیر دیکھے اوسکی آرزو اوسکو ملنے کی ہوئی

فشستنگہی دید ز آب و گیا
ایک قیامگاہ دیکھی جہان سبزہ بھی تھا اور پانی بھی

بگوہر گرامی تر از کیمیا
قیمت مین بیش قیمت زیادہ کیمیا سے

دران جای آسود با رود و جام
اوس جگہ آرام کیا شراب اور ناچ مین

بر آسود یکچند و شد شادکام
مصروف رہا تھوڑے دن اور بہت خوش ہوا

چو نوشابہ دانست کا ورنگِ شاہ
جب نوشابہ کو معلوم ہوا کہ سواری سکندر کی

بفالِ ہمایون در آمد ز راہ
مبارک فال سے یہان آگئی ہے

پرستشگری را برآراست کار
اطاعت کے لیے سامان آراستہ کیا

براندازۂ پایۂ شہریار
موافق اعزاز بادشاہ یعنی سکندر کے